UNIVERSAL
LIBRARY
OU-232726
UNIVERSAL
LIBRARY

جلد ۱ — نمبر ۱ لغایت نمبر ۶

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

متضمن مسایل مذہب ثالث محیا اہل السنہ

بابت صفر لغایت رجب ۱۲۹۸ھ مطابق جنوری لغایت جون ۱۸۸۱ء

التماسات ضروریہ

اول جو نہایت اہم و مقدم ہے۔ جملہ برادران اہل اسلام (اہل تقلید ہوں خواہ مدعیان تحقیق) سے التجا ہے کہ اس ضمیمہ کو اول سے آخر تک نظر جرح و تحقیق سے ملاحظہ فرماویں اہل تقلید یہ خیال نہ کریں کہ ہمیں تقلید مذاہب سابقین کے برخلاف تحقیق ہوگی اسکو کیا دیکھیں؟ اور مدعیان تحقیق یہ نہ کہیں کہ یہ مسایل ہمارے سنے سنائے و دیکھے بھالے ہوئے ہیں انکو کیوں پڑھیں؟ بلکہ دونوں فریق یقین جانیں کہ اسمیں جانبین کی افراط و تفریط کی اصلاح ہے اور مسلک بین بین کی ایضاح۔ اسلئے دونوں فریق کو اسکا دیکھنا ضروری ہے اور اسمیں موافق یا مخالف رائے دینا واجب۔ پس جو صاحب تحقیق سے اسکو حق و صحیح پاویں وہ بذریعہ خاص خاص تحریرات مولف کو اس سے اطلاع دیں مولف انکا دل سے شکر گذار ہوگا اور جو اسمیں کچھ خطا و خلاف حق صراح دیکھیں وہ اسکی غلطی سے جس سبب کی پاویں مولف کو آگاہ کریں۔ انکا شکریہ دو چند ادا ہوگا۔ اور ایسا بشرط انصاف ہو انکی رای باصواب کو دیکھا جاویگا پس اگر حق انکے جانب نظر آیا تو اسی پرچہ میں اسکا اظہار عمل میں آویگا اور اگر اسمیں مولف کو کچھ اشتباہ رہا تو اسکو بلا صورت بحث و جدال عرض کیا جاویگا ؛

دوئم۔ بالفعل اس ضمیمہ کا حجم ربع حجم رسالہ اشاعۃ السنہ تجویز ہوا ہے اور قیمت بھی حسب تفصیل مراتب قیمت رسالہ ہے آیندہ زیادت حجم ضمیمہ مزید شوق خریداروں سے جسقدر وہ چاہیں ہو سکتی ہے

سوئم اس دفعہ یہ ضمیمہ بعض حضرات کی خدمات میں بلا درخواست بھی بھیجا گیا ہے اگر وہ حضرات اسکی خریداری کو پسند کریں تو اس مجموعہ ضمیمجات ششماہی کی قیمت ارسال فرماویں ورنہ بعد ملاحظہ پرچہ واپس کریں

چہارم دوسری دفعہ اس ضمیمہ کو وہی لوگ پاوینگے جو اس مجموعہ ششماہی کی قیمت اپنے درجہ کے موافق ارسال فرماوینگے

الملتمس ابو سعید محمد حسین ۔ لاہور ۔ محلہ سید مٹھا

مطبع ریاض ہند امرتسر میں

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو اس راہ اسلام و توحید و اتباع [illegible] پر چلایا اور ہم [illegible] راہ پانے والے نہ تھے اگر [illegible]

والصلوة والسلام على رسوله محمد الذي أرانا هداه وعلى آله [illegible]

اور ان کے [illegible]

الى [illegible] الذين [illegible] هاد [illegible]

[illegible]

وعفا آثارها [illegible] الاعشان

[illegible]

واوصلنا الى ابواب الجنان وانقذنا من النيران [illegible]

بہشت کے دروازوں میں پہنچا دیا اور آگ سے بچا لیا [illegible]

وائمة السلف الذين مثلهم [illegible] كمثل سفينة نوح من ركبها نجى ومن

[illegible] حضرت نوح کی کشتی [illegible]

تخلف عنها هلك وغوى [illegible] المهتدين [illegible] المستنين

[illegible] مثال توریت

بسنة الذين مثلهم في التوراة ومثلهم في الانجيل كزرع اخرج

میں [illegible] اور انجیل میں جیسی کھیتی جو اپنی سبزی نکالی ہے پھر اسکو مضبوط کرتی ہے [illegible]

شطأه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ

[illegible] اور کھیتی والے کو بھلی معلوم ہوتی ہے [illegible]

بہم انکسار اہل الاہواء والطغوی ۔ وعلی من تبعہم ممن یقتدی

کہ ان میں جو نفسانی و سرکشی والے ہیں [illegible] کے تابعداروں پر سلام ہو جن کا حدیث کے روایت

بہم فی الحدیث والروایۃ والانتقاد ۔ والتفقہ والفہم والاجتہاد

کرنے اور حدیث کے پرکھنے اور حدیث میں سمجھ و اجتہاد پیدا کرنے میں لوگ اقتدا کیا کرتے

منہم اصحاب الصحاح الستۃ والائمۃ الاربعۃ فتلک عشرۃ کاملۃ

یعنی صحاح ستہ کی چھ کتابوں والے مصنف اور چاروں مذہب کے امام تو یہ پورے دس ہیں ۔

لاولٰہم الاتصاف بالعلم والفقہ والکمال (اللہم اجعلنا منہم)

ان [illegible] کی [illegible] ۔ [illegible] شامل کو ان میں رکھ

ولاولئک [illegible] بالجہل والسفہ والضلال (اللہم لا تجعلنا منہم)

[illegible] ان میں سے کر

[illegible] الاہل البلاد الظاہرۃ

[illegible]

[illegible] فقال [illegible]

[illegible] جو کوئی [illegible]

[illegible] الا ما وصل الینا الاسلام وما

[illegible] اور

[illegible] بالجلال و [illegible] فاساء الظن بہم والطعن فیہم

حلال [illegible] ۔ [illegible] ان سے بدظن ہونا اور ان پر طعن کرنا

[illegible] اللہ من ذالک وہو ولی العصمۃ والہدایۃ والانعام

[illegible] ہم کو اس سے بچاوے وہی بچانے اور ہدایت کرنیکا مالک ہے

[illegible] لئے لکہتے ہیں اسکو [illegible] میں چہاپا [illegible] لفظ اس رسالہ میں [illegible] اسلیے یہ [illegible] بنا گیا ۔

تمہید لایق توجہ کامل اہل تحقیق و اہل تقلید

ناظرین رسالہ اشاعۃ السنہ پر مخفی نہ ہوگا کہ یہہ پرچہ اوسط ۱۲۹۴ھ ہجری مطابق ۱۸۷۷ء سے جاری و شایع ہے -

اسکا اجرا پہلے متشددین اہل تقلید کے خطاب مین ہوا تھا پہر اوایل ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء مین اسکا خطاب ان سے موقوف ہوکر حضرات نیچریہ سے شروع ہوا اور آجتک جاری رہا -

نیچریہ کے خطاب و جواب سے جو اسکا مقصود تہا اور جو اسکا اثر ظاہر ہوا اسکا بیان اُسی کی جلد سوم و چہارم کے پہلے نمبرون مین ہو چکا ہے -

متشددین اہل تقلید کے خطاب و بحث سے اسکا مقصود یہہ تھا کہ وہ لوگ عاملین بالحدیث پر بے جا تشدد کرنا چہوڑ دین اور جن مسایل مین یہہ انکے برخلاف عمل کرتے ہین اُن مسایل کی قوت دلایل کو ملاحظہ فرما کر اُن کے عمل و ترویج مین اُنکو معذور سمجھکر معاف دین اور اِس عمل کے سبب اُنکو دین اسلام سے خارج نہ سمجھین اس خطاب و بحث کی جڑ و بنیاد اشتہار† مسایل عشرہ کی قیود سے مقصود جسکو آجتک کسی نے

---

† اِس اشتہار کا خلاصہ مضمون یہہ ہے کہ فلان فلان صاحبان مسایل ذیل مین کوئی آیۃ قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہ ہو اور وہ اِس معنی مین جسکے لیے پیش کیے جائین نص صریح و قطعی الدلالۃ ہو پیش کرین ۱ رفع یدین نہ کرنا ۲ آمین آہستہ کہنا ۳ نماز مین زیر ناف ہاتھ باندہنا ۴ مقتدیون کو قرائت فاتحہ سے منع کرنا ۵ آیمہ اربعہ سے کسی ایک امام کی تقلید کا واجب ہونا ۶ وقت ظہر کا دو مثل تک رہنا ۷ عام مسلمانون اور پیغمبرون کا ایمان مساوی ہونا ۸ قضا کا ظاہرًا و باطنًا نافذ ہونا ۹ نکاح محرمات ابدیہ سے حد زنا محرمات کا ساقط ہونا ۱۰ ایک پانی کا دہ در دہ سے مقید ہونا +

نہین سمجھا اور جو سمجھا اُلٹا سمجھا) **نہ یہ تھا** کہ جو دلایل اُن قیود سے خالی ہون وہ ہمارے نزدیک پایہ اعتبار و احتجاج سے ساقط ہین مثلاً جو آیہ قطعی الدلالۃ نہ ہو ظنی الدلالۃ ہو جیسے عام کتاب اللہ ہم اُسکو نہین مانتے یا جو حدیث اتفاقی صحیح نہ ہو حسن ہو یا اختلافی صحیح یا اخیر معنی پر صریح الدلالۃ نہ ہو ہم اُسکو لایق سند نہین سمجھتے و علی ہذا القیاس حاشا و کلا یہ مقصود ہمارا ان قیود سے ہرگز نہ تہا چنانچہ اس بات کا اظہار اشاعۃ السنہ جلد اول نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ مین بہ تفصیل ہو چکا ہے **بلکہ** ان قیود سے صرف اُن اہل تشدد کا الزام **مقصود** اور اس امر کا اظہار مطلوب تہا کہ جس درجہ کی قوت و ثبوت وہ اپنی جانب کے مسایل مین خیال کرتے ہین اُس درجہ کی قوت ان مسایل مین نہین ہے اور جس مرتبہ کا تشدد وہ ان مسایل کے عمل و ترک مین مبذول فرماتے ہین اور جو احکام وجوب و حرمت وہ اِن مسایل پر لگاتے ہیں اس مرتبہ کی تشدد کی مقتضی اور اُن احکام کے مثبت دلایل اُن کے ہاتہ مین موجود نہین ہیں ❊

تشریح و تمثیل

(۱) **تقلید مذہب** معین کو وہ فرض بتلاتے ہین اور ترک تقلید پر حکم حرمت لگاتے ہین اور اسکے مرتکب کا لامذہب (جو بے دین کا مرادف ہے) نام رکھتے ہین اس حکم و تشدد پر اُن سے آیہ قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح متفق علیہ قطعی الدلالۃ کا مطالبہ کیا گیا اور اُن کے اس قاعدہ فقہیہ سے (اما الفرض فما ثبت بدلیل قطعی لاشبہۃ فیہ یعنی فرض وہ ہے جو قطعی دلیل سے ثابت ہو اور اسمین کچہ اشتباہ نہ ہو) اُن کو الزام دیا گیا اور یہ سمجہا گیا تہا کہ مذہب معین پر کون سی آیہ یا حدیث قطعی کی شہادت پائی جاتی ہے جس سے آپنے حکم فرضیت اِس تقلید کا نکال لیا اور اسکے ترک پر یہ تشدد کیا ہے ✚

(۲ و ۳ و ۴) **رفع الیدین** اور **آمین بالجہر** اور **قرأۃ فاتحہ** خلف امام کو یہ لوگ حرام بلکہ مفسد نماز مرتکب بلکہ مفسد نماز ہم پہلو مرتکب (گو وہ خود اُن افعال کا مرتکب ہو

صرف آمین بالجہر ورفع یدین کرنے والے کے برابر کھڑا ہوا ہو) بتلاتے ہین اوران افعال پر فساد نماز وعذاب جہنم کا حکم لگاتے ہین اسلئے ان امور کی ممانعت پر اُن سے دلیل قطعی کا مطالبہ ہوا ور اُن کے اس قاعدہ سے (المحرم ما ثبت النہی فیہ بلا معارض یعنے حرام وہ فعل ہے جسمین ممانعت بلا مزاحمت یعنی قطعی† طور پر ثابت ہو) الزام دیا گیا اور یہ جتایا گیا کہ ان امور کی ممانعت مین ایسے دلایل کہان ہین جنسے آپ لوگ یہہ حکم اور یہ تشدد نکالتے ہین -

اور یہ **مقصود** اس ڈیرہ سال کے مباحثات وجوابات سے بخوبی حاصل **ہو گیا** اور کس وناکس پر یہہ امر خوب ظاہر ہو گیا کہ جس مرتبہ کا تشدد وہ لوگ ان مسایل مین کرتے ہین اُس مرتبہ کا تشدد اُنمین مناسب نہین اور جس درجہ کی قوت وثبوت وہ اپنے مسایل مین سمجھتے ہین وہ مرتبہ اُنکو حاصل نہین ہے -

اس پر **دلیل** یہہ ہے کہ اس عرصہ تقریباً پانچ سال مین کسی نے شرط اشتہار کی مطابق ہمارے کسی سوال کا جواب نہین دیا اور ایک آیہ قطعی الدلالہ یا ایک حدیث صحیح صریح قطعی الثبوت کو کسی مسئلہ مین پیش نہین کیا بعض حضرات نے تو ہمارے سوال کا مقابلہ صرف سوال سے کیا اور یہہ کہا کہ تم ہم سے ان مسایل مین آیات قطعیہ واحادیث صحیحہ کا مطالبہ کرتے ہو ہم تم سے ان مسایل کے خلاف پر ایسے دلایل کا مطالبہ کرتے ہین اور بعض نے یہہ جواب دیا کہ تمہاری ان قیود سے مفہوم ہوتا ہے کہ ان قیود سے خالی وغیر آیات واحادیث تمہارے نزدیک لایق عمل نہین ہین اور اسمین اکثر ادلہ شرعیہ کا ابطال لازم آتا ہے - اور بعض حضرات نے ضعیف احادیث وغیر صریح آیات کو پیش کر دیا - **الغرض** مطلوب ومقصود جواب کسی صاحب سے آجتک ادا نہ ہو سکا چنانچہ ضمیمجات اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۱۸۷۷ء و ۱۸۷۸ء اور جلد اول اشاعۃ السنہ مین اس امر کی تفصیل موجود ہے -

ادہر تو یہہ مقصود حاصل ہوا اور اُدہر مقصود مقابلہ بحیہ ہاتہہ نہین آیا (دیکھو نسخہ نمبر ا جلد ۲)

† سلم الثبوت کی شرح مین ہے - قالوا (ای الحنفیہ) ان ثبت الطلب الجازم القطعی لفعل غیر کف فالفرض ولفعل کف فالحرام الخ -

اشاعۃ السنہ میں بیان ہوا) اسلئے اب اشاعۃ السنہ کو بحث و الزام خاص خاص اشخاص سے
اعراض و انقطاع پسند آیا اور اپنے اصلی فرض اشاعۃ السنہ (جس سے اسکا نام و عنوان مشعر و
مخبر ہے) ہی میں مصروف ہونا مناسب و ضروری معلوم ہوا و بناءً علیہ یہہ **قرار پایا ہے**
(جیسا کہ نمبر ۱ جلد ۹ میں اسکا وعدہ بھی ہو چکا تھا) کہ **اصل اشاعۃ السنہ** میں اصول اسلام
و بعض فروع ہیں خصوصاً ان اصول و فروع سے جن میں مخالفین اصول اسلام نیچریہ یا فلاسفہ
وغیرہ کو نزاع و کلام ہے بحث ہوا کرے مگر اسمیں کسی خاص شخص زید و عمر و احمد و محمود کو مخاطب
نہ کیا جاوے بلکہ بلا خطاب احدے مستقل طور پر جیسا حق ہو عمل میں آوے اور اگر اسکی تائید
میں ابطال قول باطل منظور ہو تو اسمیں بھی کسی خاص شخص کا نام نہ لیا جاوے صرف
اس قول اور اسکے ماخذ کو ذکر کرکے اسکا ابطال قلم میں آوے اور اسکے **ضمیمہ** میں معمولی
مسایل فرعیہ اسلام کو جو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ میں وارد ہیں اور محدثین اہلسنت میں
معمول و مروج ہیں بیان کیا جاوے اور اسمیں بھی مستقل طور پر بلا اسمائے نقد و مقابلہ احدے بیان
مسایل صحیحہ راجحہ ہو اور اگر اسکی تائید میں کسی قول مرجوح و ضعیف کا ضعف بیان کرنا منظور
ہو تو بلا ذکر نام قایل صرف اس قول اور اسکے ماخذ و مستند کا جواب قلم بند ہو جہاں مقام موافقت
و مطابقت میں ایمہ سلف کے اسماء و اقوال کو ادب و احترام سے ذکر کیا جاوے ✣

اس طرز بیان میں یہہ ضمیمہ کتب محدثین سلف (جامع ترمذی صحیح ابن حبان سنن ابی داؤد
وغیرہ) کی نظیر ہو گا جو مسایل مرجح کو مستقل طور پر ذکر کرتے ہیں پھر انکے معارض و مخالف مسایل
کو بلا ذکر اسم قایل بیان کرکے ان کے ضعف پر تنبیہ کر دیتے ہیں - اور کثرت مسایل
میں یہہ سب سے بڑہ کر ہو گا کیونکہ جملہ مسایل صحاح ستہ و موطا امام مالک وغیرہ کتب متداولہ
و موجودہ اس دیار کا جامع ہو گا جسکے پاس یہہ ضمیمہ ہو گا اسکو مسایل فرعیہ کے جاننے
کے لئے غالباً کسی دوسری کتاب حدیث کی کام نہ پڑیگا ہر چند اس جامع بیان کے لئے
یہہ حجم ضمیمہ جو فی الحال تجویز ہوا ہے کافی نہیں ہے مگر جب اسکی عمدگی و بہتری نے لوگون کے

دلون مین جگہہ پکڑ لی اور اُن کی رغبت اسکی طلب وخریداری مین زیادہ ہوگئی تو اِس حجم کا دہ چند ہوجانا کچہہ مشکل نہین ہین ؛

اِن مسایل کے بیان اور اِس **ضمیمہ** کے اعلان سے (والله ثم بالله ثم تالله) ہیہ غرض مقصود نہین ہے کہ ہم کسی مذہب فروعی اسلامی (حنفی یا شافعی) کا مقابلہ کرین اور اِس پر نکتہ چینی وعیب بینی عمل مین لاوین اِسپر ہم خدا کو شاہد ٹہراتے ہین اور جیسی کوئی چاہے حلف اُٹہاتے ہین۔ بلکہ اس سے ہمارا **مقصود** صرف مسایل حدیثیہ کا اظہار اور مذہب اہلحدیث (جو قدیم سے ہم پہلو مذاہب فقہا چلا آتا ہے) کا بیان واشتہار ہے۔ پہر بہی اگر کوئی ہماری تحریر کو اپنے مقابلہ مین سمجہے اور اسکو اپنے مذہب کا ردّ ومعارضہ خیال کرکے اسکی رد وجواب کے لئے مستعد ہو بیٹہے تو وہ جانے اور اسکا ایمان ✣

اِس **مقصود** پر جو ہمنے بیان کیا ہے ہمکو **باعث** ومحرک وہی امر ہوا ہے جو امام محمد بن اسمعیل بخاری کو تالیف کتاب صحیح بخاری پر اور امام ابو عیسی ترمذی کو تالیف جامع ترمذی پر باعث ہوا ہے (یعنی لوگون کا بلا وساطت مجتہدین عمل بالحدیث کا طالب وشایق ہونا اور ایسی کتاب کا جو اُن کو مراجعت اقوال مجتہدین سے فارغ کرے پایا نہ جانا) چنانچہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے کتاب بستان المحدثین مین سبب تالیف صحیح بخاری یہی بتایا اور فرمایا ہے سبب تصنیف این جامع صحیح او اینچنین شد کہ روزے در مجلس اسحق بن راہویہ حاضر بود یاران اسحق بن راہویہ گفتند اگر کسی توفیق یابد مختصرے در سنن جمع نماید و بر احادیث صحیحہ کہ بدرجہ اعلی رسیدہ اند اکتفا کند چہ خوب باشد کہ عمل کنندگان بے دغدغہ وبے مراجعت مجتہدین بدان عمل نمایند این سخن در دل بخاری جا کرد و از ہمان وقت تصنیف این جامع بخاطرش افتاد و از جملہ شش لکہہ حدیث کہ نزد او بود انتخاب شروع کرد و آنچہ بسیار صحیح بود بر ہمان اکتفا نمود ؛

اِس باعث کا مقتضا زمانہ امام بخاری مین تو عربی زبان مین صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث

کی تالیف ہو نسبی پورا ہو گیا تہا مگر اس زمانہ ناواقفی و جہالت مین اور ان بلاد عجم مین اُن عربی کتب کا وجود کالعدم ہے اور اس باعث کا مقتضا بدون تصانیف ہندی زبان کے پورا ہونا ممکن نہین ہے۔

اور نیز اُس زمانہ مین تو اس باعث کا وجود وا ثر محدود تہا اور بلا وساطت مجتہدین عمل بالحدیث کا شوق و ولولہ خاصکر امثال اسحٰق بن راہویہ کو ہوا ہوگا اس زمانہ مین اُسکا وجود و اثر غیر محدود ہے کہ کس و ناکس کو یہہ شوق و ولولہ ہے۔

مجہے پنجاب و ہندوستان بنگال مدراس وغیرہ کے اکثر بلاد کی سیر و سیاحت کا اتفاق ہوا ہے مینے غالبا کوئی شہر و قریہ ایسا نپایا جسمین اکثر شایقین عمل بالحدیث کو نہ دیکہا ہو ان شایقین مین بعض تو اہل علم ہین جو کتاب و سنت مین پورے مہارت رکہتے ہین اور متون و شروح کتب حدیث کیطرف مراجعت کر سکتے ہین وہ اس شوق کے پورا کرنے مین پورے کامیاب ہین۔ وہ شب و روز درس و عمل کتاب و سنت مین مصروف ہین اور لوگون کو اتباع سنت کی دعوت کرنیمین مشغول اُنکے اور اُنکے اتباع کے حق مین آنحضرت نے بیشارتین فرمائین ہین۔

من دعا الی الہدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ (رواہ مسلم)

جو کوئی راہ ہدایت کیطرف لوگون کی رہنمائی کرتا ہے اسکو اُن لوگون کی مثل اجر ملتا ہے

مثل ما بعثنی اللہ بہ من الہدی والعلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضا فکان منہا نقیۃ قبلت الماء فانبتت الکلاء والعشب الکثیر وکانت منہا اجادب امسکت الماء فنفع اللہ بہا الناس فشربوا وسقوا وزرعوا قال رسول اللہ صلی اللہ

جس علم اور ہدایت کے ساتہہ خدانے مجہے بہیجا ہے اسکی مثال بڑی بارش کی سی ہے جو کہری (اور ستہری) زمین کو پہنچتی ہے تو طرح طرح کی گہاس اُگاتی ہے اور بعض زمین سخت ہوتی ہے تو وہ پانی کو بند رکہتی ہے جس سے لوگ نفع اُٹہاتے ہین پانی پیتے ہین اور لوگون کو پلاتے ہین اور

کہتی کرتے ہین آنحضرت ؐ نے فرمایا یہہ اُس شخص کی مثال ہی جس نے خدا کی دین مین سمجھہ پیدا	علیہ وسلم فذلک مثل من فقہ فی دین اللہ فنفعہ ما بعثنی اللہ بہ فعلم و علم ۔

کی اور اسکو دین نے نفع دیا اُس نے خود بھی سیکھا اور لوگون کو بھی سکھایا ۔

یہہ لوگ ہماری اس تالیف جدید سے مستغنی ہین اور اپنے اتباع کو غنی کئے ہوئے ہین اونکے اور ان کے اتباع کے شوق عمل بالحدیث کی پورا ہونیکے لئی وہی کتب سلف (صحیح بخاری وغیرہ) کافی و وافی ہین **اور بعض** ان شائقین عمل بالحدیث سی علم قرآن وحدیث اور اُسکی متعلقات سی بے علم ہین اور صحت و سقم الفاظ و معانی نصوص سی محض بے خبر - عربی زبان سے انکو آشنائی نہین اور علماء حدیث تک (جنکا ذکر اوپر ہوا) انکو رسائی نہین - ہندی زبان مین کوئی ایسی کتاب جامع مسایل عبادات و معاملات جو کسی محدث کی تالیف ہو اُن کے پاس موجود نہین اور تراجم ہندی و فارسی علماء منسوب بتقلید پر انکا اعتقاد و اعتماد نہین اسلئے وہ اس شوق کے صحیح طور پر پورا کرنے مین ناچار رہین اور اُسکے جذبہ مین مضطر و بیقرار -

اس ناچاری و بے قراری کی حالت مین جب وہ کسی مسئلہ مین کوئی سُنی سنائی حدیث نہین پاتے تو بحکم حدیث (انما شفاء العی السوال)† اپنے علماء کے آگے ہاتہہ سوال کا نہین پہیلاتے بلکہ اپنی رائے سی اجتہاد کر لیتے ہین یا اپنے جیسے بے علم

† اندہاپن یعنی جہالت کا علاج سوال ہی ہے یہہ حکم آپنے اس موقع پر فرمایا کہ ایک شخص کو سر مین پتہر لگ کر زخم ہو گیا تہا اسی احتلام ہوا تو اس نے جواز تیمم کا لوگون سی مسئلہ پوچہا لوگون نے (اپنی عقل سے) کہدیا کہ تجہی تیمم جایز نہین ہی پس وہ نہایا تو فوت ہوا آنحضرت کے پاس یہہ مقدمہ پیش ہوا تو آپنے آشفتہ ہو کر فرمایا خدا انکو ہلاک کرے انہون نے اسکو ہلاک کیا انہون نے (کسی اہل علم سے) پوچہہ کیون نہ لیا جب اُن کو علم نہ تہا - اُسکے آگے یہہ قول فرمایا -
(دیکہو سنن ابو داؤد وغیرہ -

مجتہدون کا اتباع کرتے ہین جو کسی علم دینی اور اسکے متعلق علوم مین مداخلت نہین رکہتے علم صرف مین اونہون نے میزان نہین پڑہی۔ علم نحو مین مآیہ عامل نہین دیکہی حدیث مین مشکوۃ بلکہ چہل حدیث بلکہ کوئی ایک حدیث اوستاذ سے نہین پڑہی قرآن کی ایک آیت بامعنی کسی عالم سے نہین سیکہی صرف اُردو[†] عبارت ٹوٹی پہوٹی انکو پڑہنی آتی ہے۔ پہر اسی بضاعت واستطاعت پر اونہون نے بعض نیم خام عربی دان طالب علمون کی مدد سے تالیف وتصنیف کو شروع کر دیا ہے اور منصب افتا واجتہاد اختیار کر لیا ہے۔

ان بڑے بڑے مجتہدون اور اُنکے اتباع عوام شائقین اتباع کے حال پر مثل ضعف الطالب والمطلوب خوب صادق آرہی ہے اور ان متبوعین کا مفتی ومصنف مجتہد بنجانا ایک علامت **قیامت** ہے جسکی پیشگوئی آنحضرت نے اس حدیث[‡] مین کی ہے جو ابوہریرہ سے منقول ہے کہ آنحضرت ایک قوم سے باتین کر رہے تہے کہ ناگاہ ایک اعرابی آیا اور اُس نے قیامت سے سوال کیا آنحضرت اپنی باتون مین لگے رہے جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ وہ سایل کہان گیا وہ بولا مین ہون یا رسول اللہ آپنے فرمایا جب امانت ضایع ہونے لگے تو قیامت کا منتظر ہو اُس نے عرض کیا امانت کا ضایع ہونا کس طرح ہے آپ نے فرمایا کہ جب کام نااہلون کے سپرد ہو تو قیامت کا منتظر ہو یعنی حکومت سپرد ظالم ہو اور شہادت سپرد دروغ گو اور

[†] اسمین شک نہین ہے کہ اُردو مین بھی بہت احادیث ومسایل اس زمانہ مین پائے جاتے ہین اور اپنے عمل کے لئے بہی کافی ہے مگر اوسمین کو فتوی دینے اور اجتہاد کرنیکے لئے ہنوز دلی دور ہے جن اصول وفروع کی تالیف واجتہاد مین ضرورت ہے اور انکا جاننا تصنیف واجتہاد کے لئے شرط ہے اُردو مین اُنکا نام ونشان بہی نہین ہے۔

[‡] اس حدیث کی عبارت یہ ہے **عن** ابي هريرة بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم يحدث القوم اذ جاءه اعرابي فقال متى الساعة فمضى رسول الله في حديثه حتى اذا قضاه قال اين السائل قال ها انا يا رسول الله قال اذا ضيعت الامانة فانتظر الساعة قال وكيف اضاعتها قال اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة ـ رواه البخاري ـ

فتویٰ سپرد جہلا و علیٰ ہذا القیاس) ایک اور† حدیث مین آنحضرت نے فرمایا ہے علم کا قبض ہونا (جو دوسری حدیث مین ارشاد ہوا ہے) اس طرح نہ ہوگا کہ لوگون کے سینون سے علم نکال لیا جاویگا ولیکن قبض علم علما کی قبض (یعنی فوت ہو جانیسے) ہوگا یہانتک کہ جب خدا تعالیٰ علما کو باقی نہ چھوڑے گا تو لوگ جاہلون کو سردار یا امام بنا لینگے پھر وہ ان سے مسایل پوچھینگے تو وہ بلا علم فتویٰ دینگے پس خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگون کو بھی گمراہ کرینگے۔

یہہ آفت و علامت قیامت مسئلہ تقلید کے غلط معنی سمجھنے اور اسکو بے محل اور بری طور پر استعمال مین لانیسے پیدا ہوئی ہے

مسئلہ عدم جواز تقلید (جسپر ایک ہمکو اور ہر محقق مذاہب ایعہ کو حق الیقین بلکہ عین الیقین ہے)‡ کے صحیح معنی یہہ ہین کہ اہل علم یا جنکو اہل علم سے صحیح طور پر علم پہنچے قرآن و حدیث کے مقابل مین کسی کی تقلید نہ کرین نہ یہ معنی کہ جن مسایل مین خود قرآن و حدیث کا علم نہ رکھین یا نہین بھی کسی اہل العلم کا اتباع و سوال نہ کرین اور کس و ناکس للو و کلو اپنے آپ مجتہد بن بیٹھین

---

† اس حدیث کے الفاظ یہہ ہین **عن** عمرو ابن العاص قال قال رسول اللّٰہ صلعم ان اللّٰہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالماً اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا رواہ الشیخان

‡ دیکھو معیار الحق چھاپہ قدیم لاہور ۱۲۹۲ جسمین صاف لکھا ہے کہ تقلید مجتہدین کی عالم بالحدیث و بالقرآن کو وقت جانسکنے قرآن یا حدیث سے اس مسئلہ معلومہ مین نہ چاہیے اور رسالہ ثبوت الحق الحقیق بالیقین حضرت مولانا و شیخنا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی جسکو اخیر مین صاف فرمایا ہے و اضح ہو کہ جاہل نا واقف بمقتضائے آیہ کریمہ لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون وغیرہا من الآیات مسایل کا پوچھنا اور سیکھنا فرض و واجب ہے شرعاً یعنی ہر جاہل وقت لاعلمی کے کسی عالم اہل ذکر سے پوچھ نا اہستر

جلد ۲ نمبر ۵

اور لوگون کو اپنی رائے و اجتہاد سے فتوی دین چنانچہ آجکل ہو رہا ہے اور مجتہدین بلا علم اسپر عمل ہے کس و ناکس صاحب افتا و اجتہاد ہے و اتباع علما سے آزاد ہے۔

یہہ حال دیکھہ کر یہہ محض بنظر صیانت دین و نصیحت قسم ثانی متبعین اس تالیف و بیان مسایل کتاب و سنت کا قصد کیا ہے اور حسبۃً للہ اس بہاری بوجھہ کو اپنے ذمہ لیا ہے شاید خدا تعالی اس تالیف سے اُن متبعین سنت کی راہنمائی کرے اور اس حیرانی و سرگردانی و آزادی و مطلق العنانی سے اُنکو بچائے۔

اس امر کا خیال مجھے عرصہ پندرہ سال سے تہا مگر ساتھہ ہی اس کے اپنی قلت استطاعت و کمی بضاعت کا خیال اس سے مانع بھی ہوتا کہ یہہ منصب عالی امثال بخاری و مسلم وغیرہ ائمہ حدیث کو تہا پہر ان کے بعد علماء قرون متوسطہ کو حاصل ہوا جنہون نے متون حدیث کی شروح مین اپنی عمر کو خرچ کیا آخر قرون متاخرہ خصوصاً بلاد ہندوستان مین یہہ منصب امثال حضرت شاہ ولی اللہ کو تہا اور انہی پر ختم ہوا ہمارا یا ہمارے اقران و امثال علماء کا یہہ منصب کہان ہے کہ اس میدان مین قدم رکہین اور اس مہم کو فتح کرین مگر جب دیکہا [illegible] توقف علماء مین اور کام بگڑنے لگا عہدہ تصنیف و افتاء

[illegible] یاد رہے کہ یہہ عبارتین اسلئے نقل کی گئی ہین کہ اس غلط فہمی عوام کا قصور لوگ ہمارے ذمہ لگاتے ہین اور یہہ بہی نہ کہنے لگین کہ پہلے خود ہی عوام کو آزادی و خود اجتہادی کا فتوی دیا ہے اب برخلاف اسکے لوگون کو مقلد بنانا چاہتے ہین۔

عبارات معیار و ثبوت الحق الحقیق صاف و صریح طور پر ناطق ہین کہ عوام کو کسی نہ کسی عالم کا اتباع ضروری ہے آزادی و خود اجتہادی جایز نہین ہے۔ با اینہمہ کوئی اجازت آزادی و خود اجتہادی عوام کو ہمارے ذمہ لگاوے و ہماری تقریر حال کو مخالف بیان سابق قرار دے تو اسکا کچھہ جواب نہین ہے۔

کو خالی دیکھکر بے علموں نے سنبھال لیا اور منصب اجتہاد کو اپنے لئے تجویز کر کے اجتہاد شروع کردیا اور بمضمون حدیث مذکور (وسد الامر الی غیر اھلہ) صادق آنے لگا اور بمفہوم شعر (پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز ٭ بسوخت عقل زحیرت کہ اینچہ بو العجبی ست) نے جلوہ دکہایا تو ناچار اسی بضاعت و استطاعت پر کچھہ نہ کچھہ لکھنا ضروری معلوم ہوا اور یہ خیال آیا کہ علماء کی قلت بہی اُن لوگوں کے نسبت کثرت ہے اور جو بضاعت و استطاعت خدا نے علماء کو دی ہے وہ اُن لوگوں کی بضاعت و استطاعت سے بدرجہا بڑہکر ہے لہذا جو علماء کی قلم سے نکلیگا وہ ان لوگوں کے اجتہادات سے بدرجہا بہتر ہوگا ٭

اسی **خیال** و امید سے ہمنے اس تالیف کا قصد کیا ہے اور حق تعالی سے امید ہے کہ وہ اس کار خیر میں ہماری مدد کریگا اور ہماری اس تالیف مین برکت دیگا اور اسکو اپنے دین کی حمایت اور عام متبعین کی ہدایت کا سبب بنایگا وہ مجتہدین اس سے نہ سنبہلے نہ سہی انکے متبعین عامہ شایقین عمل بالحدیث (**چند اعتراض اور اُن کے جوابات**) تو سنبہل جاینگی اور آزادی

شاید ہمارے معاصرین علماء (جو تقلید کو تحقیق و استدلال پر ترجیح دیتے ہین) ہمارے اس عذر و تدبیر پر یہہ **اعتراض** کرین کہ آزادی و خود اجتہادی عوام کا علاج یہ نہین ہے جو تمنے تجویز کیا ہے بلکہ علاج اسکا یہ ہے کہ لوگون کو قطعاً عمل و استدلال قرآن و حدیث سے روک دیا جاوے اور تقلید مذہب و کتب سابقین کی تاکید ہدایت و وصیت عمل مین اور اور یہہ سمجھایا جاوے کہ جو مسایل کتب سابقین (ہدایہ و شرح وقایہ و منہاج) وغیرہ مین مذکور ہین یہہ سب کے سب اسے مطابق و موافق قرآن و حدیث ہین - ہماری سمجھہ مین آن کے دلایل نہ آوین تو کیا ہے ؟ اسلئے ان کتابون کے مسایل کی تفتیش و تفحص اور اُنمین چون و چرا جایز نہین ہے اور بلا تردد و استفسار اُنپر عمل کرنا واجب ہے -

اسکا جواب یہ ہے کہ اس علاج کو صحیح بہی مان لیا جاوے تو اس زمانہ ازادی و خود اجتہادی مین یہ کارگر نہین ہے ہمارے یا آپ لوگون کے کہنے سے کبہی وہ لوگ

تقلید اختیار نہ کرینگے۔ ہم کیا ہین ہمارے اور آپ کے اکابر متاخرین ومتقدمین دوبارہ دنیا مین آدین اور اُن لوگون کو اتباع وطلب دلیل سے ہٹاوین اور بلا دلیل پیروی اُن کُتب کی تاکید فرماوین تو بھی وہ لوگ نہ مانینگے۔ اِس زمانہ آزادی مین ایسے لوگون کا ایک یہی علاج ہے کہ جس مسئلہ مین اُنکو خطا وغلط رار پر پاوین اور اُنکو حق پر لانا چاہین اُسکی سند ودلیل قرآن وحدیث سے نکالکر اُنکے سامنے پیش کردین اور اُس سند کے زور سے اُنکو خود رائی سے ہٹاکر پابند سُنّت کرین +

(۲) اِسپر اگر وہ علماء یہ **اعتراض** کرین کہ اِس صورت مین لازم تہا کہ کسی مذہب (حنفی یا شافعی) کے کسی کتاب فقہ (ہدایہ یا منہاج) کے مسائل کو اسی طرز استدلال پر قرآن وحدیث سے ثابت کیا جاتا اور اُن لوگون کو اُنہی مذاہب و کُتب کی تقلید واتباع پر قایم کیا جاتا نیا مذہب محدثین قایم کرنا اور قرآن وحدیث کی تائید سے اُس کو رواج دینا کیا ضرور تہا +۔

اسکا **جواب** یہ ہے کہ مذہب محدثین نیا تو نہین بلکہ قدیم سے چلا آتا ہے اور کتب فقہ ومذاہب مین اسکا ذکر موجود ہے جہان اہل رائے واجتہاد کا ذکر پاؤگے وہان اہل ظاہر واصحاب الحدیث کا ذکر بہی ضرور دیکہوگے۔ اور نیز کوئی قول انکا ایسا نہ دیکہوگے جسمین کسی نہ کسی مجتہد کا توافق نہ پاؤگے اور نیز تدوین وتالیف کُتب اِس مذہب (صحیح بخاری جامع ترمذی وغیرہ) کی بہی آج نہین ہوئی بلکہ اکثر کتب فقہ سے پیشتر ہو چکی ہے رہا یہہ کہ ہم نے اِس مذہب کی تائید وبیان کا کیون التزام کیا اور مذہب حنفی یا شافعی کی تائید وترویج پر کیون اکتفا نکیا۔ اِسکی **وجہ** ایک یہہ ہے کہ ہمارے اعتقاد وخیال مین (گو دوسرے کے نزدیک نہو) مذہب محدثین کو اور مذہب پر ترجیح ہے اور **دوسری** یہہ کہ جن لوگون کے عمل وفہمایش کے لئے ہم نے اِس تالیف وبیان کا قصد کیا ہے اُنکے نزدیک بہی یہی مذہب مرجح اور غالباً کتاب وسنت کے موافق ہے **لہذا** ہم تائید مذہب حنفی یا شافعی سے عاجز ومعذور ہین اور مذہب اہلحدیث کی تائید وترویج مین مجبور ہین

جو لوگ اُن مذاہب کو مرجح اور غالباً کتاب و سنت کے موافق سمجھتے ہین وہ اُن مذاہب کے مسایل کو اسی طور سے مدلّل فرما وین اور لوگون کو اُن مذاہب کیطرف بلاوین۔ **الغرض** بے دلیل بات کہنی اور مجرد فتوی لگا دینے کا اب وقت نہین رہا جس مذہب کو کوئی مرجح و مدلل سمجھے اُسکی ترجیح و بیان کے لئے اسی صورت کی ضرورت ہے جو ہمنے تجویز کی ہے۔

(۳) اسپر شاید وہ یہہ **اعتراض** کرین کہ مذہب محدثین کوئی شخصی مذہب نہین ہے بلکہ جو قول ظاہر حدیث و قرآن کے موافق ہو وہی مذہب محدثین ہے (بخاری کا ہو خواہ مسلم کا امام احمد کا ہو خواہ اسحاق یا امام شافعی کا) چنانچہ ترمذی اپنی جامع مین جابجا† اقوال امام احمد و اسحاق و شافعی کو نقل کرتا ہے اور اُن سب کو قول اصحابنا (یعنی مذہب اہلحدیث) سے تعبیر کرتا ہے۔ پس اس مذہب مرکب محدثین کی ترویج سے پابندی مذہب شخصی جاتی رہیگی اور وہی آزادی (جسکو غیر مقلدی کہا جاتا ہے) پھیلیگی‡

اسکا **جواب** یہہ ہے کہ اس مذہب مرکب محدثین کی تعمیل و ترویج سے آزادی وغیر مقلدی تو ہرگز متصور نہین کیونکہ اسمین بھی آیہ و حدیث اور کسی نہ کسی امام کی پیروی تو ضرور ہی کرنی پڑے گی پھر یہ آزادی وغیر مقلدی کیونکر ہوئی **ہان** اس سے شخصیت مذہب بیشک جاتی رہیگی مگر اسکی قباحت و برائی ہماری سمجھ مین ابتک نہین آئی جب ہمارے احباب علماء اہل تقلید ہمکو پیروی شخصی مذہب کی ضرورت سمجھا دین گے تو ہم اسی قلم اور اسی زبان سے (جس سے مذہب محدثین کی ترویج کرتے ہین) کسی خاص مذہب حنفی یا شافعی کی ترویج و تائید شروع کر دین گے واللہ علی ما نقول وکیل وکفی باللہ وکیلا وکفی باللہ شہیدا۔ **ابتک** تو ہم یہی سمجھتے ہین کہ کسی مذہب شخصی (حنفی یا شافعی کی پیروی) کسی پر واجب نہین ہے اور اس شخصیت سے ہر ایک کو قدرتی و شرعی آزادی

† دیکھو صفحہ ۲۶ وغیرہ کتاب ترمذی مطبوعہ میرٹھ ١٢٨٢ھ ہجری ‡ یہہ معترض کا قول ہے ہم اپنی طرف سے

حاصل ہے۔

۱۔ اول تو خدا و رسول نے قرآن و حدیث مین کسی خاص مذہب یا خاص شخص کی پیروی کا حکم نہین فرمایا چنانچہ بہتیرون علماء اصولیین و فقہا حنفیہ و شافعیہ نے بہ تصریح بیان کیا ہے پھر آنحضرت کے اصحاب و خلفا نے کسیکو شخصی اتباع کا حکم نہین دیا اور اس زمانہ صحابہ مین کسی شخص نے کسی امام یا خلیفہ کا شخصی اتباع نہین کیا چنانچہ امام قرافی نے اسپر اجماع نقل کیا ہے پھر ائمہ مجتہدین نے کسی کو اتباع اپنے مذہب یا کسی

حاشیہ نمبر ۱ — شروح تحریر ابن الہمام تالیف ابن امیر حاج و سید بادشاہ و مسلم الثبوت و شروح مسلم و مغتنم وغیرہ کتب اصول فقہ مین ہے لا واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالی و رسولہ ولم یوجب اللہ و رسولہ علی احد ان یتمذہب بمذہب رجل من الائمۃ **ترجمہ** واجب نہین مگر جو خدا اور رسول واجب کرین اور خدا و رسول نے کسی پر واجب نہین کیا کہ کسی ایک امام کا مذہب اختیار کرین اور میزان الکبریٰ شعرانی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۳۴ مین امام ابن عبد البر سے منقول ہے۔ لم یبلغنا فی حدیث صحیح و لا ضعیف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر احدا من الامۃ بالتزام مذہب معین لا یرے خلافہ **ترجمہ** ہمکو کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین نہین پہنچا کہ آنحضرت نے کسیکو حکم دیا ہو کہ وہ ایک مذہب کو لازم کرلے جسکا خلاف صحیح نہ سمجھے۔ اور شرح عین العلم و سہم القوارض تصانیف ملا علی قاری اور قول سدید ابن الملا فروخ مکی حنفی مین ہے۔ ان اللہ سبحانہ ما کلف احدا ان یکون حنفیا او شافعیا او حنبلیا او مالکیا بل کلفہم ان یعملوا بالکتاب و السنۃ ان کانوا علماء او یقلدوا العلماء ان کانوا جہلاء۔ **ترجمہ** خدا پاک نے کسی ایک کو حنفی یا شافعی یا حنبلی یا مالکی ہونیکا حکم نہین دیا بلکہ عالم ہون تو باستدلال کتاب و سنت عمل کرنیکا حکم دیا ہے اور اگر جاہل ہون تو علماء کی پیروی کرنے کا۔

دوسرا حاشیہ — مسلم و مغتنم و میزان کبریٰ و ناظورۃ الحق وغیرہ مین ہے قال القرافی انعقد

اور مذہب کا ارشاد نہین† کیا اور نہ انکے زمانہ مین کسی نے کسی ایک امام کا ہمیشہ اتباع کیا ہے اس پر بھی بہت سے علما نے اجماع†† ہو جانیکا صراحةً یا اشارةً دعوی کیا ہے کہ ان قرون

بقیہ حاشیہ دوم

الاجماع علی ان من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء من غیر حجر و اجمع الصحابة علی ان من استفتی ابا بکر و عمر و قلدهما فله ان یستفتی ابا هریرة و معاذ بن جبل.

ترجمہ قرافی نے کہا ہے اسپر اجماع ہو چکا ہے کہ جو کوئی مسلمان ہو وہ علما مین سے جسکی چاہے بے روک ٹوک تقلید کرے اور صحابہ کا اسپر اجماع ہوا ہے کہ جو ابو بکر صدیق و عمر فاروق سے فتوی لیتا اور اسکی تقلید کرتا اسکو جائز تھا کہ وہ ابو ہریرہ اور معاذ بن جبل سے فتوی لے اور ان کی تقلید کرے۔

† بقیہ حاشیہ ١

میزان کبری کے اسی صفحہ مین ہے۔ قال ابن السبکی لم یبلغنا عن احد من الائمة انه امر اصحابه بالتزام مذهب معین لا یری صحة خلافه بل المنقول عنهم تقریرهم الناس علی العمل بفتوی بعضهم بعضا لانهم کلهم علی هدی من ربهم ترجمہ ہمکو کسی امام سے یہ بات نہین پہنچی کہ اس نے اپنے شاگردون کو کسی مذہب معین کو لازم پکڑنے کا حکم جسکا خلاف کرنا وہ صحیح نہ سمجھے دیا ہو بلکہ ان سے یہی منقول ہے کہ انہون نے ایک کو دوسرے کے فتوے پر عمل کرنے کو قائم و ثابت رکھا ہے کیونکہ ان کے نزدیک سبھی امام خدا کی طرف سے ہدایت پر ہین ÷

†† حاشیہ

کتاب القواعد کبری تالیف شیخ عز الدین بن عبد السلام مین ہے (چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے حجة الله البالغه و انتباه و عقد الجید مین نقل کیا ہے) لم یزل الناس یسئلون من اتفق من العلماء من غیر تقیید بمذهب ولا انکار علی احد من السائلین الی ان ظهرت المذاهب و متعصبوها من المقلدین ترجمہ ہمیشہ سے لوگ بلا قید مذہب جس عالم سے اتفاق ہوتا مسئلہ پوچھ لیتے اور کوئی انکو اس سے نہ روکتا یہان تک کہ مذاہب اور ان کے متعصب مقلد پیدا ہوئے (وہ متعصب روک ٹوک کرنے لگے) میزان کبری کے صفحہ ۱۰ مین کہا ہے امام ابو محمد جوینی نے کتاب محیط تصنیف کی ہے جسمین ایک مذہب کی روش اختیار

متاخرہ مین شخصیت مذہب کا بلا دلیل شرعی اکثر لوگون مین رواج ہو گیا تہا مگر اس زمانہ مین وہ رواج بہی نہین رہا پہلے رواج کو دوسرے رواج نے اٹہا دیا ہے پس ہماری تالیف و بیان میز اس شخصیت مذہب کا التزام و لحاظ نہین رہا تو کونسا محل اعتراض ہے ؏

نہین کی اور کہا کہ شیخ امام فقیہ محدث مفسر اصولی شیخ عبد العزیز دیرینی اور شیخ الاسلام عز الدین بن جماعہ اور شیخ علامہ شہاب الدین برلسی اور شیخ علی مقدسی (امام شعرانی کا شیخ) چارون مذاہب سے لوگون کو فتویٰ دیا کرتے تہے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے بہت بڑی جماعت علما سے نقل کیا ہے کہ وہ چارون مذاہب پر لوگون کو فتویٰ دیتے تہے مگر عوام کو جو کسی مذہب معین کے پابند نہین ہوتے اور کسی مذہب کے اصول و اقوال کو نہین جانتے " اور صفحہ ۳۰ مین کہا ہے کہ شیخ عبد العزیز دیرینی نے کتاب الدرر الملتقطہ فی المذاہب المجتمعہ تالیف کی ہے جسمین چارون مذہب پر فتویٰ دیا ہے اور صفحہ ۴۴ مین ان ائمہ اور اکابر کا نام لیا ہے جنہون نے ایک مذہب کو چہوڑکر دوسرے مذہب کو اختیار کیا ہے وہ اکابر یہ ہین (۱) شیخ عبد العزیز خزاعی پہلے مالکی تہے جب امام شافعی بغداد مین پہنچے تو ان کے تابع ہو گئے (۲) محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم پہلے مالکی تہے جب امام شافعی مصر مین پہنچے تو وہ شافعی ہو گئے (۳) ابراہیم بن خالد بغدادی پہلے حنفی تہے جب امام شافعی بغداد مین پہنچے تو وہ شافعی ہو گئے (۴) ابو ثور پہلے اپنا مذہب مستقل رکہتے تہے پہر شافعی ہو گئے۔ (۵) ابو جعفر ترمذی (ابو عیسیٰ ترمذی صاحب جامع ترمذی نہ سمجہہ لینا) پہلے حنفی تہے پہر شافعی ہو گئے (۶) ابو جعفر طحاوی پہلے شافعی تہے پہر حنفی ہو گئے (۷) امام [illegible] خطیب بغدادی پہلے حنبلی تہے پہر شافعی ہو گئے (۸) ابن فارس مصنف کتاب مجمل در علم لغت پہلے شافعی تہے پہر مالکی ہو گئے (۹) سیف الدین آمدی اصولی پہلے حنبلی تہے پہر شافعی ہو گئے (۱۰) نجم الدین بن [illegible] مقدسی پہلے حنبلی تہے پہر شافعی ہو گئے (۱۱) محمد ان ابان نحوی پہلے حنبلی تہے پہر شافعی ہوئے پہر حنفی ہو گئے۔ (۱۲) امام مشہور تقی الدین ابن دقیق العید پہلے مالکی تہے پہر شافعی ہو گئے (۱۳) شیخ الاسلام کمال الدین بن یوسف دمشقی

ہمارے احباب معاصرین کو چاہیے کہ اس زمانہ آزادی وخود اجتہادی مین ثبات وقیام تقلید شخصی کی حرص نکرین مطلق تقلید ہی کی خدا سے خیر مانگین اور اسی کے قایم رہنے کو غنیمت سمجھکر اسمین جہانتک وسعت ہو کوشش کرین۔

اس زمانہ مین ایسی تحقیق کی ہوا (خدا اُسکے طوفان سے بچاوے) چل رہی ہے کہ اہل اصول اسلام پر لوگ نکتہ چینیان کر رہے ہین اور تفاصیل حشر ونشر وبہشت ودوزخ واحکام حلت وحرمت کی عقلی دلایل پوچھتے ہین اور یہہ باتین نہ صرف اہل اسلام مین پائی جاتی ہین بلکہ غیر مذہب وملت عیسائی ہنود وغیرہ) کے نو تمیز مجتہدین اور محققین سے بھی کبھی پائی جاتی ہین

پہلے حنبلی پھر شافعی (۱۴) امام ابوحیان پہلے اہل ظاہر سے تھے پھر شافعی ہو گئے۔ ان تفاصیل سے امام شعرانی نے یہ جتایا اور بتلایا ہے کہ ایک مذہب کا التزام نہ کرنا زمانہ مجتہدین سے لیکر امام شعرانی کے زمانہ تک ایسا متفق علیہ علماء قدیم وجدید چلا آتا ہے کہ اسکو سبیل المومنین کہا جا سکتا ہے جسکا خلاف کرنا بحکم آیہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ جائز نہین ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے عقد الجید مین اس تفصیل سے یہی مطلب نکالا اور کہا ہے ونقل الشيخ عبد الوهاب عن جماعة عظيمة من علماء المذاهب انهم كانوا يعملون ويفتون بالمذاهب من غير التزام مذهب معين من اصحاب المذاهب الى زمانه على وجه يقتضي كلامه ان ذلك امر لم يزل العلماء عليه قديما وحديثا حتى صار بمنزلة المتفق عليه فهو سبيل المومنين الذي لا يصلح خلافه ترجمہ اسکا وہی ہے جو نقل مذاہب سے پہلے کیا گیا ہے اور طوالع الانوار حاشیہ الدر المختار تالیف شیخ عابد سندھی مین ہے ووجوب تقليد مجتهد معين لا حجة عليه لا من جهة الشرع ولا من جهة العقل كما ذكره الشيخ ابن الهمام من الحنفية في فتح القدير وفي كتابه المسمى بتحرير الاصول وبعدم وجوبه صرح الشيخ ابن الحاجب في مختصر منتهى الاصول من المالكية والمحقق عضد الدين من الشافعية وذكر ابن امير الحاج في التحبير شرح التحرير ان القرون الماضية اجمعوا على انه لا يحل لحاكم ولا مفت تقليد رجل واحد بحيث لا يحكم

سُننے مین آتی ہین - پھر ایسے وقت تحقیق مین آیمہ فروع کی تقلید شخصی کو کون پوچھتا ہے اور کسی خاص شخص کے بلا دلیل پیروی کو کون قبول کرتا ہے -

پس اگر علماء کو نصیحت (خیر خواہی) و حمایت اسلام کا ادعا ہے تو تقلید شخصی کے جھگڑون کو یک لخت چھوڑ دین اور جس مذہب اسلامی کو حق سمجھتے ہین اسکے حق ہونے کے دلایل عقلی و نقلی لوگون کو سُناوین اور اِس ہوا تحقیق سے بچانے کے لئے کوئی اوٹ و آڑ بناوین اور جن سے خود یہہ کام نہ ہو سکے وہ اُن لوگون سے جو اس کام مین لگ رہے ہین موافقت کرین انکی مزاحمت اور معارضہ کے لئے مستعد نہ ہو جاوین جس مذہب

و لا یفتی فی شیء من الاحکام الا بقوله ترجمہ مجتہد معین کے تقلید کے واجب ہونے پر کوئی دلیل نہین نہ شریعت کی طرف سے نہ عقل کے چنانچہ حنفیون مین سے شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر و تحریر مین ذکر کیا ہے اور مالکیون مین سے شیخ ابن عبد السلام نے مختصر منتہی الاصول اور شافعیون مین سے قاضی عضد نے اور ابن امیر الحاج نے تحبیر شرح تحریر مین کہا ہے پہلے زمانون کے لوگون نے اسپر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ کسی عالم و مفتی کو ایک ہی شخص کا مقلد بنا اس طور پر کسی مقدمہ مین بجز قول اس شخص کے کسی اور کے قول پر فتوی و حکم [illegible] جایز نہین ہے۔ یہہ دعوی اجماع و اتفاق ہمنے بہت کتب اصول جیسے شرح تحریر شرح مسلم شرح مختصر الاصول منتہی الاصول تقریر الاصول عقد الفرید شرنبلالی حنفی انتباہ حجۃ اللہ تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہ مین پایا ہے مگر خوف تطویل سے ان دو تین کتابون کی نقلون پر اکتفا کیا -

التماس

اِن چارون حواشی کے بیان سے تقلید مذہب معین کو واجب نہ سمجھنے مین ہماری معذوری و مجبوری سامعین و ناظرین کو واضح ہوگی - و مع ذلک قایلین وجوب تقلید مذہب معین کی خدمات بابرکات مین بڑے ادب و خلوص کے ساتھہ التجا و التماس کیجاتی ہے کہ اگر ہمارے ائمہ کرام

(حنفی یا شافعی یا اہلحدیث) کو کوئی دلیل سے ثابت کرنا چاہے اور لوگون سے اس مذہب کو تسلیم کراوے اسی مذہب کے ثبوت و تسلیم کو غنیمت جان لین اور اسکو ثبوت و تسلیم اسلام شمار کرین اور یہہ خیال کرین کہ دین اسلام ان سب مذاہب اسلامیہ کا مجموعہ ہے پس جو مذہب منجملہ ان مذاہب کے ثابت ہوگا اسی سے ثبوت اسلام متصور ہے اور جس مذہب کا ان مذاہب سے رد و ابطال ہوگا اسی مین رد و ابطال ایک جزو اسلام کا پایا جاویگا اور اگر سب مذاہب اسلامیہ ایک دوسرے کی رد مین متوجہ ہون گے تو مجموعہ اسلام باتفاق مجموعہ اہل اسلام رد ہو جایگا والعیاذ باللہ ❊

بہائیوان باتون کو خیال مین لاؤ اور باہمی جھگڑے چھوڑ کر جس مذہب کو حق سمجھتے ہو اسکا ثبوت بلا مزاحمت دوسرے مذاہب اسلامی کے بہم پہنچاؤ اور وصیت خداوندی واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم کو عمل مین لاؤ

و مستندات کو بخلاف کسی صاحب کے خیال مین کوئے دلیل وجوب تقلید مذہب معین ہو تو خدا کے لئے ہمکو اسپر آگاہ فرماوین اور ہماری معذوری و مجبوری کو اٹھاوین ہم بکمال شکرگذاری اس دلیل کو بسر و چشم قبول کرینگے اور اس ہادی و محسن کے بال بال سے گرویدہ و ممنون احسان ہون گے۔ ہم آجکل اس دلیل کی تلاش رہتے ہین اور تقلید مذہب معین کو اس زمانہ آزادی مین دل سے چاہتے ہین اور اپنی عقل و خیال سے پسند کرتے ہین اور اس مرض آزادی کے لئے اسکو عمدہ علاج سمجھتے ہین مگر افسوس! پھر افسوس!! ہم اسپہ کوئی شرعی سند و دلیل نہین پاتے اسلئے لوگون پر اسکے وجوب کا حکم نہین لگا سکتے اور اس آزادی کا وہی علاج متعین سمجھ بیٹھے ہین جسکے عمل وہان کے درپے ہین۔ اگر کوئی خدا کا پیارا ہمکو تقلید مذہب معین کی دلیل شرعی بتادے تو ہم بشکر گذاری اسکو قبول کرینگے اور اس مرض آزادی کے علاج کے لئے تقلید مذہب معین کو اکسیر سمجھ کر اسکے اثبات مین اپنی قوت و اوقات کو خرچ کرین گے اور اس مشکل علاج کو جو ہمارے سر پر جبل عظیم کا سا بوجھ ہے فورًا ترک کرین گے۔ ناظرین باتمکین و منصفین اہل دین سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲

آیندہ اختیار ہے کہ ہر کسی مصلحت خویش نکو میداند +

اب ہم اصل مطلب کیطرف توجہ کرتے ہیں اور اسمیں خدا تعالی سے توفیق چاہتے ہیں مگر وہ مطلب ایک **مقدمہ** کے بیان پر موقوف ہے جسمین منشاء اختلاف مذاہب کا بیان کرنا اور چند شبہات مانعہ عمل بالحدیث کا جواب دینا۔ اور چند اصلاحات واصول اہلحدیث کا بیان کرنا مد نظر ہے۔

منشاء اختلاف کے بیان سے غرض ومفاد دو امر ہین۔ **ایک** یہ کہ ہمارے بھائی تبع مقلدین وقائلین مجتہدین سابقین سے سوء ظنی چھوڑدین اور دیدہ دانستہ مخالفت نصوص کا اُن پر گمان نہ رکھین۔ اور یہ اعتراض نہ کرین کہ جس حالت مین احادیث صحیحہ موجودہ وقائلین وقت موجود اور آفاق مین مشتہر ہو چکے ہین تو پھر بعض ائمہ نے بعض احادیث کا عمل کیون ترک کیا ہے۔ **دوسرا** یہ کہ ہمارے بھائی مقلدین مجتہدون کی بعض احادیث پر عمل نہ کرنے کو اُن احادیث کی بے اعتبار یا ناقابل عمل ہونے کی دلیل نہ سمجھین اور اس خیال سے اُن احادیث کے برخلاف تقلید مجتہدین کو واجب نہ جانین بلکہ یقین کرین کہ مجتہدین کا اُن احادیث پر عمل نہ کرنا ایسی اسباب سے ہوا ہے جو ہمارے وقت آجکل مین متحقق نہین ہین لہذا اُن احادیث پر عمل نہ کرنے مین مجتہدین معذور تھے ہم معذور نہین ہین۔

پس واضح ہو کہ بیان منشاء وسبب اختلاف ائمہ بہت سی کتابون مین ضمناً پایا جاتا ہے

امید ہے کہ میری اس التماس کو حسن ظنی سے قبول فرما کر مجھے اس بیان وخیال مین خطا پر پاوین تو بیان حق بادلیل سے میری رہنمائی کرین اور اگر اسکو حق پاوین اور اُسکے خلاف کا اثبات نکر سکین تو میرے خیال کی موافقت وتائید مین قلم اٹھاوین یہ نہ ہو سکے تو سکوت ہی عمل مین لاوین مجادلین زمانہ کی طرح میرے رد وجواب کے درپے نہ ہوجاوین۔ مین کسیکے رد وجواب کے درپے نہین ہون میری کلام کو [illegible] کر مجھسے جھگڑا لڑائی شروع نہ کردین۔ آیندہ توفیق منجانب اللہ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۹

مگر مستقل طور پر اس امر کا بیان تین رسالوں میں میری نظر سے گذرا ہے اول رسالہ **رفع الملام** عن الائمۃ الاعلام تالیف شیخ ابن تیمیہ حنبلی رح دوم رسالہ **الانصاف** فی بیان اسباب الاختلاف تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح جسکا ماحصل آپنے حجۃ اللہ البالغہ مین بیان کیا ہے) سوم رسالہ **ایقاف** علی سبب الاختلاف تالیف شیخ محمد حیات مہاجر مدنی رح —

ان سب مین رسالہ ایقاف نہایت مختصر ہے اسلئے اس مقام مین اسکا لفظ بلفظ نقل کرنا مناسب نظر آیا ہے اسمین خلاصہ رفع الملام آجایگا اسکے بعد خلاصہ کلام حضرت شاہ ولی اللہ کو بیان کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی ۔ مصنف ایقاف فرماتے ہین ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الذی قسم بحکمتہ الاحلام فی الانام وجعلهم مختلفین فی الافہام والصلوٰۃ والسلام علی سید الکرام وآلہ وصحبہ الی یوم القیام اما بعد فهذہ ایقاف علی سبب الاختلاف اعلم ان اللہ تعالی اصطفی من خلقہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم وجعلہ نبیہ ورسولہ وعلمہ کل ما یحتاج الیہ الذین بعث الیہ وکان اصحابہ الذین اختارهم اللہ لصحبتہ ونصرۃ دینہ متفاوتین من جہۃ علومہ منہم المقل والمکثر علی قدر الاستعداد والفہم والملازمۃ ۔

منزہ ہے وہ (خداوند تعالی) جس نے اپنی حکمت سے لوگوں مین عقلوں کو بانٹا اور انکو مختلف سمجھ والے کر دیا اور درود و سلام (آنحضرت) سب بزرگوں کے سردار پر ہو ۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر قیامت تک ہو ۔ اسکے بعد یہ رسالہ ہے ایقاف علی سبب الاختلاف تو جان لے بلاشبہ خدا تعالی نے آنحضرت صلعم کو اپنی مخلوق سے چن لیا اور اپنے بندون مین اور اپنے بیچ مین پیغامبر بنایا اور انکو سب کچھ جو دین سے متعلق تھا تعلیم فرمایا اور آنحضرت کے اصحاب جنکو خدا نے آپکی صحبت اور آپکے دین کی مدد کے لیے چن لیا تھا آپکے دینیا علوم سے جدا جدا بہرہ ور تھے اپنی سمجھ و قابلیت و صحبت کے اندازہ کے موافق

بل [illegible] فی ذلک مما یتفاوتون فیہا
ولم یحط احد منہم بجمیع معلوماتہ
بل ولا بجمیع مقولاتہ اذ لا تحیط الانہار
بالبحور ولکنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ما [illegible] حتی بلغ الحق [illegible] جمیع امتہ
[illegible] بتبلیغہ الیہم وکانوا متفرقین
[illegible] مختلفۃ الامکنۃ والبلدان
وکان عند بعضہم من العلم ما لیس عند
غیرہ وکانوا یختلفون تارۃ فی المعنی من
النص کما وقع فی امرہ النبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لا یصلوا
العصر الا فی بنی قریظۃ فمنہم من
اخذ بظاہرہ ومنہم من اخذ
بتاویلہ ویختلفون تارۃ فی الاستنباط
من النص بالقیاس کما وقع لعمرو بن العاص

کوئی کم کوئی زیادہ - اسمین وہ آپسمین بڑا
فرق رکھتے ہیں سے کسینے آپ کے سبھی
معلومات اور اقوال پر احاطہ نہ کیا کیونکہ
نہریں دریاون کو گھیر نہیں سکتیں ولیکن
ہنوز آنحضرت فوت نہ ہوئے تھے کہ جملہ امت
کو بھی یہہ جسکی تبلیغ کی وہ مامور تھے
پہنچ گیا وہ لوگ متفرق وطنوں مختلف مکانوں
شہروں میں تھے انمیں ایک کو وہ علم
ہوتا جو دوسرے کے پاس نہ ہوتا - اور
کبھی وہ معنی حدیث مین اختلاف کرتے
جیسے ان لوگون کو اتفاق ہوا جنکو آنحضرت
نے حکم دیا تھا کہ عصر کی نماز بنی قریظہ† ہی مین
پڑھین پھر کسینے اسکے ظاہری معنی لیے کسی
نے تاویل کی اور کبھی نص (آیہ قرآن یا حدیث)
سے استنباط کرنیمیں اختلاف کرتے جیسے عمرو بن عاص

† بنی قریظہ قبیلہ یہود کا نام ہے جو آنحضرت صلعم کو بہت ستاتے اور ہمیشہ فتنہ و فساد برپا رکھتے تھے جب آنحضرت
نے غلبہ و تسلط پایا تو انکو نواح مدینہ سے جلاوطن کر دیا - اسموقع پر جب [illegible] آپ نے کو نکلے تو یہ حکم دیا تھا کسیلیے
انمیں سے اس حکم کے ظاہری معنی کا لحاظ کیا اور کہا کہ ہم راستہ مین نماز پڑھین گے اور کسینے اس
حکم کی تاویل کی اور یہ بات کہی کہ اس حکم سے جلد پہنچنا مقصود ہے نماز مین تاخیر کرنا
مقصود نہین ہے - پس نماز راستہ مین پڑھ لی جب آنحضرت کے پاس آئے تو آنحضرت
نے کسی فریق کو سرزنش نہ کی - دیکھو صحیح بخاری

حین تیمم من الجنابة فی شدة البرد
متأولاً قوله تعالی لا تقتلوا انفسکم ونحوه
فی غیر ذلك ثم انتقل صلی الله علیه
وآله وسلم وقام مقامه وزیره
الاکبر وصدیقه الافخم فکان رضی الله
عنه یعمل بالکتاب وما بلغه من السنة
وان لم یجد فیهما شاور الصحابة فان
وجد عندهم نصاً اخذ به وقد فاته
بعض الاحادیث والا قاس علی ما فی
الکتاب والسنة او علی اجماعهما
واخذ به۔

صحابی کو اتفاق ہوا جبکہ انہون نے سخت
سردی مین جنابت سے تیمم کر لیا اور
کبھی اور امور مین اختلاف کرتے پھر آنحضرت
صلعم رحلت فرما ہوئے تو آپ کے قائم مقام
وزیر اکبر اور صدیق افخر ہوئے تو آپ کتاب اللہ
اور حدیث رسول اللہ پر جو آپکو معلوم ہوتی
عمل کرتے ان دونون مین (اپنے نزدیک)
کوئی حکم نہ پاتے تو اور اصحاب رسول اللہ
سے مشورہ لیتے پس اگر ان اصحاب شوری
کے پاس کوئی حدیث پاتے تو اسکو عمل مین
لاتے اور بعض حدیثین آپ کو معلوم ہی نہیں ہوئین
اور اگر ان کے پاس بھی کوئی حدیث نہ پاتے تو کسی حکم کتاب و سنت پر قیاس فرماتے ۔

مترجم کہتا ہے اس رسالہ مین جا بجا اکابر صحابہ کے قیاس کرنیکا ذکر ہوا اور بہت سی کتب حدیث مین انہی اکابر صحابہ سے قیاس کے نفی و مذمت بھی مروی ہے چنانچہ تتمہ ازان ضمیمہ اشاعت السنہ سفیر ہند ۱۵ نمبر پانزدہم مین ہم بیان کر چکے ہین ان آثار نفی و مذمت کی نظر سے اصحاب ظواہر آثار مثبتہ قیاس کی تاویل کرتے ہین کہ جن مسائل کو ان اکابر نے بصورت قیاس بیان کیا ہے ان مسائل مین انکا اعتماد در اصل قیاس پر نہ تھا بلکہ ادرد قیق استنباط کتاب و سنت پر تھا جسکو انہون نے لایق سمجھہ مخاطبین نہ دیکھا اسلیئے ان مسائل کو سمجھہ مخاطبین کے موافق صورت و پیرایہ قیاس مین بیان کیا اس تاویل کی تائید مین وہ یہہ نظیر پیش کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم سے ایک عورت نے اپنی مان کیطرف سے حج کرنیکا حکم پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ اگر تیری مان پر قرض ہو تو اسکو تو ادا کرتی یا نہین اسنے عرض کیا ہان یا رسول اللہ پس آنحضرت نے فرمایا کہ خدا کا حق بھی ادا کر اور وہ کہتے ہین کہ یہہ حکم آنحضرت نے عورت کے سمجھانیکو پیرایہ قیاس مین بیان کیا ہے نہ یہہ کہ در حقیقت آنحضرت نے حج کو قرض پر قیاس کیا ہے کیونکہ قیاس بوقت موجود ہونے نص کے ہوتا ہے اور آنحضرت کا کلام خود نص ہے جو وحی غیر متلو کہلاتا ہے

ثم انتقل الی الله تعالی وقام مقامه
الفاروق رض وكان يعمل بالقرآن والحديث
وان لم يجد فيهما شيئا شاور الصحابة
فان وجد عندهم نصا اخذ به وقد
فاته بعض الاحاديث الاصحاب غالبا
او تارة يأخذ بقول الصديق والاجتهاد
واستخرج آراء الناس فما رآه صوابا
اخذ به وقلما يخطی في رايه ثم انتقل
الی الله تعالی وقام مقامه ذو النورين
رضي الله عنه وكان يأخذ بالكتاب
والسنة وقول الشيخين غالبا او تارة
ثم انتقل الی الله تعالی وقام مقامه
زوج الزهراء رضي الله عنهما فكان يأخذ
بالكتاب والآثار والقياس وكانت
الصحابة رضي الله تعالی عنهم اعلم الناس
بالكتاب والسنة وافهمهم بهما وكانوا
يعملون بهما وكانوا يرجعون عن اقوالهم
وافعالهم اذا بلغهم الحديث الذی
فانهم كانوا يختلفون في بعض الفروع
ولم يقصروا في اتباع الحق وتفرقوا
في مشارق الارض ومغاربها وجنوبها

پہر آپنے انتقال کیا اور آپ کے قایمقام
عمر فاروق رض ہوئے وہ بہی قرآن وحدیث پر
عمل کرتے اور اگر قرآن وحدیث مین کوئی امر نپاتے
تو اور اصحاب سے پوچہتے اُن کے پاس کوئی حدیث
پاتے تو اسکو لیتے اور بعض حدیثین آپکو بہی معلوم نہین
ہوئین اور اگر کوئی حدیث اُن کے پاس بہی نپاتے
تو اکثر اُنکا ہی قول صدیق اکبر کو بہی عمل مین لاتے
ورنہ خود اجتہاد کرتے اور لوگون کی رائے بہی لیتے
پہر جسکو صواب سمجہتے اسپر عمل کرتے اور اپنی رائے
مین خطا کم کرتے پہر آپنے انتقال کیا تو آپ کے قایمقام
عثمان ذو النورین ہوئے وہ بہی کتاب وسنت پر اور غالبا
یا تارہ قول شیخین (صدیق وفاروق رض) پر عمل کرتے
پہر آپنے انتقال کیا اور آپکے قائمقام (علی مرتضی)
شوہر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا وعلی ابیہا ہوئے تو آپ
بہی قرآن وحدیث وقیاس پر عمل کرتے اور سبہی صحابہ
کو قرآن وحدیث کا علم وفہم خوب تہا اور وہ سب
قرآن وحدیث پر عمل کرتے اور اپنے قول وفعل سے
رجوع کرلیتے جب اُن کو اپنے قول وفعل کے مخالف
کوئی حدیث پہنچتی جو پہلے نہ پہنچی تہی اور بعض
فروعات مین آپسمین اختلاف بہی رکہتے مگر امر حق
کے ماننے سے قصور نہ کرتے وہ مشرق ومغرب وجنوب

وشمالها واخذ منهم العلوم اقوام
متفرقون ثم لا يزالون يقلدون ولكن
الاختلاف بسبب اتباعهم الذين
اخذ منهم العلوم حتى انقرضوا
بالكلية۔

وقام مقامهم في الفتوى وغيره علماء
التابعين وزادوا في الاختلاف لاختلاف فهمهم
في العلوم والفهوم ثم قام مقامهم
علماء تابعي التابعين وزادوا في الاختلاف
وربما اتفق اهم ومن تبعهم فيما
كان مختلفا فيه قبل فصار الامر الذي
يختلف عليه مجمعا عليه بعد ما كان مختلفا
فيه وكان في كل زمن وبلد خلق كثير
من اهل الاجتهاد والفتوى والحديث ونحوها
وكانت لهم مذاهب مختلفة واراء متفرقة
ووفق الله تعالى تلامذة الائمة الاربعة
واصحابهم لحفظ مذاهبهم ودونوها ونشروها
حتى لم يبق من اتباع غيرهم الا قليل
لحكمة يعلمها الله تعالى وندرت مذاهبهم

وشمال میں پھیل گئے تھے اور مختلف قوموں
نے ان سے علوم حاصل کیے پھر اصحاب تمام ہو
گئے اور اختلاف بڑھتا گیا ان لوگوں کی جہت
سے جنہوں نے ان سے علوم حاصل کیا تھا یہاں تک کہ وہ
بالکل تمام ہوئے۔

اور فتوی وغیرہ میں تابعین ان کے قائمقام
ہوئے اور وہ اختلاف علم وفہم کے سبب
اختلاف میں بڑھ گئے پھر تبع تابعین انکے قائمقام
ہوئے تو وہ اختلاف میں اور بھی بڑھ گئے اور بعض
مسائل تھے جن میں پہلے صحابہ میں اختلاف تھا تابعین
وتبع تابعین کا اتفاق ہو گیا اور وہ امر اختلافی
اتفاقی بنگیا ہر زمانہ اور شہر میں بہت لوگ
صاحب فتوی وحدیث واجتہاد ہوگئے اور انکے
مذاہب مختلف اور آرا متفرق ہوگئی۔ خدا تعالی
نے ائمہ اربعہ کے شاگردوں اور صحبتیوں کو
توفیق دی تو انہوں نے ان کے مذاہب
کو ضبط کیا اور انکی کتابیں تصنیف کیں اور
ان کو پھیلایا یہاں تک کہ خدا کی حکمت سے † جو
جسکو وہی جانتا ہے اور مذاہب کے اتباع بجز اقل قلیل

† مترجم کہتا ہے کہ مذاہب اربعہ کی شہرت اور دوسرے مذاہب حقہ کی قلت وندرت کی اصلی حکمت کا خدا
تعالی کو علم ہوگا جیسا کہ مصنف نے کہا ہے مگر اسکا ظاہری سبب دنیاوی شوکت وریاست ہی علما نے بیان کیا ہے

غیر هذه بقیت مذاهبهم معمولة وسبب الاختلاف اشیاء کثیرة لا یمکن حصرها منها الاختلاف فی العلوم والفهوم کون النصوص قابلة للاحتمالات باعتبار الالفاظ والنظم والترکیب والسیاق وغیر ذلک	باقی غیر وہ مذاہب بے نشان ہوگئے انہی چار اماموں کے مذہب معمول مروج رہے ان سب مذاہب کے اختلاف کے بہت سبب ہیں جنکا حصر وشمار ممکن نہیں ہے ازانجملہ علموں اور سمجھوں کا مختلف ہونا اور نصوص (قرآن وحدیث) کا الفاظ ونظم وترکیب کے

کہ مذہب امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ اور مذہب امام مالک علیہ الرحمۃ کا سبب اشتہار یہ ہوا ہے کہ اُن مذاہب کے اکابر واعیان کو قضاء وقرب حکام وقت حاصل تھا پس قرب وشوکت کے ذریعہ سے انہوں نے اپنے مذاہب کو پھیلایا جنکو اپنے اپنے اعتقاد میں قرآن و سنت کے مطابق سمجھا حضرت شاہ ولی اللہ نے کتاب **حجۃ اللہ البالغہ** کے صفحہ ۱۵۱ میں کہا ہے وکان اشہر اصحابہ ذکرا ابو یوسف تولی قضاء القضاة ایام هارون الرشید فکان سببا لظهور مذهبه والقضاء به في اقطار العراق وخراسان وما وراء النهر **ترجمہ** امام ابوحنیفہ رح کے شاگردوں میں بڑے مشہور ومعروف امام ابویوسف تھے وہ ہارون رشید کے عہد میں قاضی القضاة کے عہدہ پر مامور ہوگئے تھے ان کے مذہب کے ظاہر ہونے اور اسکے موافق عراق وخراسان و ماوراء النہر کے اطراف میں قضا نافذ ہونے کا سبب ہوا اور حضرت شاہ عبدالعزیز **بستان المحدثین** میں فرماتے ہیں ابن حزم درجائے نوشتہ کہ این دو مذہب در عالم از ابتداء ریاست وسلطنت رواج واشتہار گرفتہ اند مذہب ابوحنیفہ ومذہب مالک زیرا کہ قاضی ابویوسف قضاۃ کل ممالک بدست او بوده از طرف او قضاة میرفتند پس بر ہر قاضی شرط میکرد کہ عمل وحکم بمذہب ابوحنیفہ نماید ودر اندلس یحیی بن یحیی نزد سلطان آنوقت بحدے مکرم بود و مقبول گشتہ کہ ہیچ قاضی وعالم بے مشورہ او منصوب نمیشد پس او غیر از یاران وہمدمان خود را متولی نمی ساخت انتہی کلام ابن حزم جناب شاہ صاحب نے اندلس میں مالکی مذہب کے رواج کا یہ بھی سبب بتایا ہے کہ لوگ اندلس سے حج و زیارت مدینہ منورہ کے لیے آتے اور مدینہ میں امام مالک کی فضیلت اور بزرگی ووسعت علم کا حال تک اندلس میں

نقل الحافظ ابن القیم عن ابن حزم رحمهما
الله ما حصله انه قد یحفظ الانسان الحدیث
فلا یحضره ذکره فیفتی بخلافه وقد
یعرض هذا فی القرآن الا ترى ان
عمر رضی الله عنه نهى ان یزاد
فی المهر علی عدد مهور النبی
صلی الله علیه وسلم حتى ذکرته امرأة
بقوله تعالى وآتیتم احداهن
قنطارا فترك قوله وقال کل احد
اعلم من عمر وکذلك امر برجم
امرأة ولدت لستة اشهر فذکره
علی رضی الله تعالى عنه بقوله تعالى
وحمله وفصاله ثلاثون شهرا مع
قوله تعالى والوالدات یرضعن اولادهن
حولین کاملین فرجع عن الامر
برجمها وهم ان یسطو بعیینة
بن حصن اذ جفا علیه حتی ذکره الحر

لحاظ سے کہ کسی مضمون کا محتمل ہوتا وغیر ذلک حافظ
ابن القیم نے (امام) ابن حزم سے ...
رحمہ سے نقل کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ کبھی انسان کو
حدیث یاد ہوتی ہے مگر فتوی دینے کے وقت اسکا دھیان
نہیں ہوتا پس وہ اسلئے حدیث کے برخلاف فتوی دیتا
ہے اور یہی امر کبھی قرآن کی نسبت پیش آتا ہے تو نے
نہیں دیکھا کہ حضرت عمر نے ازواج مطہرات سے بڑھکر
مہر مقرر کرنے سے منع کیا تو ایک عورت نے آپکو خدا
کا یہ قول کہ تم عورتوں کو بہت مال مہر میں دیا
ہو تو ان سے واپس نہ لو یاد دلایا جس پر انہوں نے
اپنا قول چھوڑ دیا اور (یہ واقعہ) یہ بھی فرمایا کہ مجھ سے
سبھی لوگ علم میں زیادہ ہیں اسیطرح حضرت عمر نے
ایک عورت کو جسنے چھ مہینے کا بچہ جنا تھا سنگسار کرنا
چاہا تو حضرت علی نے ... خدا کا ...
قول کہ حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینے ہیں ساتھ اس
قول کے کہ مائیں اپنی اولاد کو دو برس دودھ پلائیں
جو پورا دودھ پلانا چاہیں یاد دلایا اور یہ جتایا کہ ...

جاتا ہے تو اس کو اندلس کے لوگ امام مالک کی سند قرار دیتے اور ... مصنف ... تصنیف
و تدوین کتب کی مذاہب اربعہ سے خاص کیا ہے یہ خصوصیت اکثر مذاہب کی نسبت صحیح ہے اس سے مذہب
محدثین مستثنی ہے اس مذہب کی تدوین مذہب مجتہدین کی تدوین سے پیشتر ہو چکی ہے جس نے
کتب حدیث کو دور سے بھی دیکھا ہوگا اس پر یہ امر مخفی نہ ہوگا۔

برتبين بقول الله تعالى [illegible] علي
إليها لما [illegible]
عليه كلمة حتى [illegible] قوله تعالى [illegible]
[illegible] صلى الله عليه وسلم [illegible] عن ذلك
وقد كان عالما بالآية ولكن غاب عنه لعظم
الخطب الوارد عليه فقد يذكر العالم
الدليل ولكن يتأول فيه تأويلاً
من تخصيص أو نسخ ونحو ذلك ولا شك
أن الصحابة رضي الله عنهم ما كان
كل واحد منهم يطلع على جميع ما
صدر عنه صلى الله عليه وسلم لاشتغالهم
بأمور معاشهم وأغراضهم فيحضر
عنده بعض دون بعض فلما مات
صلى الله عليه وسلم وولي أبو بكر
كان إذا جاءتهم القضية وليس
فيها نص سأل غيره فإن وجد نصاً
تبعه وإلا اجتهد فقد يكون في تلك
القضية نص عند غائب من كان حاضراً
عنده كان التيمم للجنب عند
عمار وغيره وغاب عن عمر وابن
مسعود وجواز المسح على الخفين

چونکہ [illegible] حمل کا ذکر ہے ایسا ہی ہوا ہے اس حکم
حضرت عمر نے رجوع فرمایا آپ نے عیینہ ابن حصن پہ جب اس نے
آپ کی جناب میں گستاخی و سختی کی حملہ کیا چاہا تھا تب تک
کہ حارث بن قیس نے خدا کا یہ قول کہ جاہلوں سے درگذر
کرو پڑھ ڈالا تو آپ نے اس سے درگذر کیا اور آپ نے
آنحضرت کے فوت ہو جانے کو تعجب سمجھکر اس سے
انکار کیا تھا تا کہ ان کے سامنے یہ قول خداوندی
[illegible] پڑھا گیا ہے اور وہ بھی مرد ہوا
ہیں پڑھا گیا تب انہوں نے اس انکار و اصرار سے رجوع
فرمایا یہ آیت تو انکو معلوم تھی ولیکن اس بھاری امر
آنحضرت کی موت کے سبب آپ اسکو بھول گئے تھے۔
اور کبھی کوئی عالم مسئلہ کی دلیل یاد رکھتا ہے مگر
اسمین تجویز نسخ یا تخصیص وغیرہ تاویل کرتا ہے۔
اور اسمین شک نہین کہ آنحضرت کی اصحاب سے کوئی
ان سب باتون پر مطلع نہ ہوتا جو آنحضرت سے صادر
ہوئین کیونکہ وہ اپنی معاش وغیرہ امور مین مشغول
تھے اور آنحضرت کی مجلس مین بعض حاضر ہوتے بعض نہ ہوتے
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور ابوبکر
صدیق خلیفہ ہوئے تو جب ان کے پاس
کوئی قول خدا اور رسول نہ ہوتا تو آپ اور لوگوں سے
پوچھتے پھر اگر ان کے پاس کوئی قول خدا و رسول

عند علی رض وحذیفہ رض وغاب عن
عایشہ وابن عمر وابی ہریرۃ
مع انہم مدنیون وتوریث بنت
الابن مع البنت عند ابن مسعود
وغاب عن ابی موسی حدیث
الاستیذان وغاب عن عمر رض
وابی سعید وابی رض وغاب عن ابن عمر رض
وعلم جواز النفر للحائض قبل طواف
طواف الفرض عند ابن عباس رض
وام سلیم وغاب عن زید بن ثابت
وکان علم نسخ حل متعۃ النساء
وعلم حرمۃ الحمر الاہلیۃ عند
علی وغیرہ وغاب عن ابن عباس
وکان علم عدم جواز الصرف نسیئۃ
عند عمر وابی سعید وغیرہما
وغاب عن طلحۃ وابن عباس ومثل ہذا
کثیرا ومضی الصحابۃ وخلفہم
التابعون الآخذون عنہم وکانوا
مختلفین فی العلوم والافہام
وکل کان یفتی علی مبلغ علمہ ولا یکلف اللہ

پاتے تو اسکی پیروی کرتے ورنہ اجتہاد کرتے
اور کبھی خدا ورسول کا قول کسی شخص کے پاس ہوتا
جو وہاں حاضر ہوتا اسی کے [illegible]
[illegible] کو معلوم تھا اور حضرت [illegible]
[illegible] کا جواز حضرت علی [illegible]
[illegible] اور حضرت عایشہ اور ابن عمر و ابی ہریرہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
کو معلوم تھا اور حضرت ابو موسی [illegible]
کسی کے گھر میں جانے کی [illegible] اجازت [illegible]
کی حدیث حضرت ابو موسی و ابو سعید خدری و ابی
کعب کو معلوم تھی اور حضرت عمر فاروق کو مخفی رہی
والی حدیث کو طواف فرض کے بعد طواف رخصت
کرنے سے پہلے [illegible] کا جواز حضرت ابن عباس و ام سلیم
کو معلوم تھا اور حضرت زید بن ثابت کو نا معلوم
متعہ کا منسوخ ہونا اور گدہے کا حرام ہونا حضرت علی
مرتضی کو معلوم تھا اور حضرت ابن عباس سے پوشیدہ
چاندی سونے کی بیع میں نسیہ (قرض) کا عدم جواز حضرت عمر [illegible]
اور طلحہ وابن عباس پر مخفی — اور اسکی مثالیں اور بہت
ہیں از انجملہ البعض کا ذکر بقدر [illegible]

تابعین (مجتہد) ہوئے جو انسے علم حاصل کیے تھے وہ بھی علموں اور فہموں میں مختلف تھے اور وہ سب بقدر [illegible] علم

نفسا الا وسعها وكل ما جور على
ما اصاب فيه اجرين وما جور
فيما خفي عنه اجرا واحدا وقد
يبلغ الرجل لفظان ظاهرهما التعارض
فيميل الى احدهما بنوع من الترجيحات
ويميل غيره الى ما تركه بنوع آخر
من الترجيحات ومثل هذا كثير ـ
ولهذه الوجوه ترك بعض العلماء ما تركوا
من الاحاديث والآيات وخالفهم نظرا
ؤهم فاخذ هؤلاء ما ترك اولئك و
اخذ اولئك ما ترك هؤلاء لا القصد
الى خلاف النصوص واذا قامت الحجة
على من بلغه شيء صحيح من الدليل اي
من غير تعارض ونحوه فلم يبق تركه
الا للعناد والتقليد وعلى هذه الطريقة
كانت الصحابة رضي الله عنهم انتهى كلامه
ملخصا ونقل ابن القيم ايضا عن شيخه ابن
تيمية جماع الاعذار في ترك من ترك

اور کسی کو خدا نے اسکی طاقت سے بڑہکر مکلف نہین
کیا اور سب اس فتوی مین خدا کیطرف سے ثواب پاتے
ٹہیک فتوی دیا تو دو ثواب ورنہ ایک اور کبہی کسیکو
حدیثین باہم متعارض پہنچتین تو وہ ایک حدیث کی طرف
کسی وجہ ترجیح کی نظر سے مایل ہوتا اور دوسرا اسیحدیث
کیطرف جسکو اُس نے چہوڑ دیا تہا اور وجہ سے مایل ہو
اسکی مثالین بھی بہت ہین ـ
ان وجوہات سے بعض علماء نے بعض آیات وحدیث
کو ترک کیا ہے اور اُنکے ہمسرون نے اُنکا خلاف
کیا اُنہون نے احادیث کو لیلیا جنکو پہلون نے
ترک کیا تہا اور پہلون نے اُن حدیث کو لیلیا
جنکو اُنہون نے ترک کیا نہ اسلئے کہ عمدًا نصوص
(آیات وحدیث) کا خلاف کرین (بلکہ ان وجوہات سے
جنکو ہم بیان کرچکے ہین) اور جب کسی کو دلیل صحیح
(آیات وحدیث) بلا تعارض وغیرہ موانع عمل کے
پہنچ جائے تو اسکو اس دلیل کا ترک کرنا بجز عناد یا تقلید†
باقی نرہا۔ صحابہ اسی طریق پرتہے کلام ابن القیم جو اسنے
ابن حزم سے نقل کیا تہا تمام ہوا اور ابن القیم نے اپنے اُستاد ابن تیمیہ

† جیسا کہ اسوقت کے علماء کا حال ہے کہ حدیث صحیح سُنتے ہین اور اُسمین کوئی تاویل بہی
نہین کرسکتے اور نہ اُسکو ضعیف ومنسوخ کہہ سکتے ہین پہر صرف اس عُذر سے کہ ہمارے امام نے
اس حدیث پر عمل نہین کیا اس حدیث کو رد کردیتے ہین ـ

من الائمة حديثا ثلثة اصناف احدها
عدم اعتقاده انه صلى الله عليه وسلم
قاله والثاني عدم اعتقاده انه اراد
تلك المسئلة بذلك القول الثالث
اعتقاده نسخه وهذه تتفرع الى اسباب
متعددة منها ان لا يكون الحديث قد
بلغه وقاس قد يوافق قياسه الحديث
المتروك ويخالفه آخر وهذا السبب هو
الغالب على اكثر ما يوجد من اقوال
السلف مخالفا لبعض الاحاديث فان
الاحاطة بحديث رسول الله صلعم
لم يكن لاحد واعتبر بالخلفاء الراشدين
الذين هم اعلم الناس برسول الله
صلى الله عليه وسلم خصوصا الصديق
الاكبر الذي لم يفارقه وقد
خفي عليه ميراث الجدة وعلمه المغيرة
بن شعبة وعمران بن حصين ومحمد بن مسلمة
وخفي على عمر توريث المرأة من دية زوجها
حتى اخبره رجل من اهل البادية وخفي
عليه حديث اخذ الجزية عن المجوس حتى
اخبره عبد الرحمن بن عوف وخفي عليه

سے نقل کیا ہے کہ جملہ عذرات اُن ائمہ کے جنہوں نے
کسی حدیث کو ترک کیا ہے تین قسم ہین - اول
اُس حدیث کو کلام رسول نہ سمجھنا دوسرا
اس حدیث کو وہ معنی نہ سمجھنا جو معنی اس حدیث
پر عمل کرنیوالے نے سمجھے ہین تیسرا اسکو منسوخ سمجھہ لینا
ان عذرات کی شاخین کئی قسم ہین ازانجملہ یہ کہ
اس شخص کو حدیث نہین پہنچی اور اُس نے قیاس کیا
اور اسکا قیاس اس حدیث متروک کے موافق ہو
اور کسی اور حدیث کے مخالف - یہی سبب ہے اکثر اُن
اقوال علماء سلف کا جو نصوص کے مخالف ہین
کیونکہ سبھی احادیث رسول پر کسیکو احاطہ حاصل
نہ تہا اسباب مین تو خلفاء راشدین جو رسول کے
حالات سے بہت واقف تہے خصوصاً صدیق اکبر
جو رسول اللہ صلعم سے کم جدا ہوتے کی حال سے عبرت
حاصل کرے - صدیق اکبر پر دادی کی میراث مخفی
رہی اور اُنکو مغیرہ بن شعبہ و عمران بن حصین و محمد
بن سلمہ نے بتلائی حضرت عمر پر عورت کو خاوند کے
دیت سے ارث کرنیکی حدیث مخفی رہی یہانتک کہ
ایک جنگل کے رہنے والے نے انکو اسکی خبر دی - اور
آپ پر مجوس سے جزیہ لینے کی حدیث مخفی رہی یہانتک
کہ عبد الرحمن بن عوف نے بتائی اور آپ پر وبا

حديث النهي عن القدوم على ما فيه الطاعون حتى اخبره عبد الرحمن وخفي عليه حديث الربع حتى اخبره ابو هريرة وكان يفتي باختلاف الدية في الاصابع وكان عند ابن عباس وابي موسى علم ان النبي صلى الله عليه وسلم قال هذه وهذه سواء وعمل به معاوية حين بلغه وكان لا يرى هو وابنه عبد الله التطيب عند الاحرام ولا بعد رمي الجمرة قبل طواف الفرض وقد صح جواز ذلك عنه صلى الله عليه وسلم وكان يرى عدم التوقيت في المسح على الخفين وقد صح في التوقيت احاديث وكان علي وابن عباس يريان ابعد الاجلين على المتوفي عنها زوجها وقد صح عنه صلى الله عليه وسلم ان انقضاء عدتها بوضع حملها وكان يرى زيد بن ثابت وابن عمر وغيرهما ان المفوضة اذا مات عنها زوجها

کی زمین مین جانیسے ممانعت مخفی رہی اور وہ بہی عبد الرحمن بن عوف نے بتائی اور آپ پر اندہی کی †حدیث مخفی رہی جو ابو ہریرہ نے بتائی اور آپ انگلیون کے خونبہاے مین اختلاف رکہتے تہے اس باب مین ابن عباس و ابی موسی اشعری کے پاس یہ علم تہا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بڑی انگل اور چہوٹی خونبہا مین برابر مین (یس آپ نے اسکو قبول کیا) اور امیر معاویہ نے بہی اسپر عمل کیا ہے جب اُنکو اسکا علم ہوا اور آپ اور آپ کی صاحبزادے عبد اللہ احرام حج کے وقت خوشبو لگانیکو جائز نہ سمجہتے اور طواف فرض سے پہلے رمی جمار کے بہی قایل نہ تھے اور یہ امور آنحضرت سے صحیح ہو چکے ہین اور آپ مسح موزہ مین تعیین مدت کے قایل نہ تہے حالانکہ صحیح حدیث مین تعیین آچکی ہے اور حضرت علی مرتضی و ابن عباس اُس عورت حاملہ کی جسکا خاوند فوت ہو جاوے عدت دونون عدتون (وضع حمل و چار مہینے دس دن) سے جو دور ہوتی تجویز کرتے حالانکہ آنحضرت سے صحیح ہو چکا ہے کہ اسکی عدت وضع حمل ہے اور زید بن ثابت اور ابن عمر وغیرہ کا اعتقاد تہا کہ جس عورت کا بلا زفاف خاوند مرجاوے

† یعنی وہ حدیث جسمین یہ بیان ہے کہ اندہی آنے کے وقت کیا کہین دیکہو نمبر ۱ ضمیمہ سفیر ہند ۱۸۸۳ء ۶

لا مهر لها وقد صح انه صلى الله عليه وسلم جعل لها المهر كاملا † وهذا باب واسع وما المنقول فيه عن غير الصحابة اكثر من ان يحصى فاذا خفي على اعلم الامة مثل هؤلاء بعض السنة فما الظن بمن بعدهم فمن اعتقد ان كل حديث بلغ كل فرد من الائمة او اماما معينا فقد اخطا خطا فاحشا قال ابو عمر ليس احد بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم الا وقد خفيت عليه بعض السنة وهذه الدواوين جمعت بعد انقراض الائمة ولا يمكن انحصار الاحاديث فيها وليس كل من عنده هذه الدواوين يحيط بها علما بل الذين المتقدمين صدورهم وهم اعلم ومنها ان يكون الحديث بلغه لكن لم يصح عنده وصح عند غيره.

اور مہر مقرر ہوا اسکو مہر لینا نہین آتا حالانکہ آنحضرت سے صحیح ہو چکا ہے کہ آنحضرت نے اُس عورت کو پورا مہر دلایا ہے اور یہ باب (مخفیات صحابہ) فراخ ہے اور جو اس قسم کی باتین صحابہ کے سوا اور لوگون سے منقول ہین وہ شمار سے بڑھکر ہے پس جب اُمت کے زیادہ جاننے والے اور بڑے مجتہدون پر بعض احادیث مخفی رہین تو انکی نسبت کیا خیال کرنا چاہیے جو اُنکے پیچھے ہوئے پس جو شخص یہ سمجھے کہ سبھی حدیثین سبھی اماموں کو یا کسی خاص امام کو پہنچگئی ہین تو اوس نے سخت خطا کی ابو عمرو ابن عبد البر نے لکھا ہے آنحضرت کے بعد کوئی ایسا شخص نہین ہوا جسپر آنحضرت کی بعض حدیثین مخفی نرہی ہون اور یہ حدیثون کے دفتر (کتابین) گذر جانے ائمہ کے بعد تالیف ہوئی ہین اور انہین بھی سب حدیثون کا منحصر ہو جانا ممکن نہین ہے اور یہ بھی نہین ہوتا کہ جسکے پاس یہ سب کتابین موجود ہون اُسکو سبھی کچھ یہ جو انمین ہے یاد ہوتا ہے ۔ اور متقدمین کے دفتر

† مترجم کہتا ہے ان مخفیات صحابہ و تابعین و آئمہ مجتہدین کو ہمنے ضمیمجات اخبار سفیر ہند سنہ ۸ نمبر ۶ سے ۱۱ تک ایسی تفصیل و ترتیب سے بیان کیا ہے کہ اس تفصیل و ترتیب کو کسی اور کتاب مین نہین دیکھا ناظرین ان پرچون کے طرف مراجعت فرماوین تو امید ہے کمال حظ پاوین ؛

فيكون حجة على من بلغه من وجه
صحيح لا على من لم يبلغ وهذا علق
كثير من الائمة القول بموجب
الحديث على صحته فيقول قولي فيها
كيت كيت وقد روي فيها حديث
بخلافه فان صح فهو قولي وامثلة هذا
كثيرة جدا -
وذكر ابن القيم من اسباب الاختلاف
اشياء منها ان احد المجتهدين
يعتقد ضعف احد والاخر ثقته
ومنها ان بعضهم يشترط في
خبر الواحد العدل شرطا يخالفه
غيره ومنها عدم معرفته بدلالة
الحديث اما لكون لفظ الحديث
غريبا عنده او يكون لفظه مشتركا
او مجملا او مختلا فيه الحمل على
ظاهر معناه الحقيقي والمجازي
ومنها عدم تفطنه لدخول فرد
معين تحت عام بعد علمه

تو انکے سینے ہی تھے اور وہ خوب جاننے والی
تھے از انجملہ یہہ سبب ہی کہ حدیث تو کسی شخص کو
پہنچی مگر بسند صحیح نہ پہنچی سند صحیح سے وہ کسی اور کو
پہنچی وہ حدیث اسی شخص کے حق مین لائق سند ہی
جسکو سند صحیح سے پہنچی نہ اُسکے حق مین جسکو بسند صحیح
نہین پہنچی - اسیواسطے بہت سے اماموں نے بعض
احادیث کے ماننے کو صحیح ہونیکی شرط پر معلق کیا ہے اور
کہا ہے کہ فلان مسئلہ مین ہمارا یہہ قول ہی اور اسکے
خلاف مین حدیث مروی ہی (جو صحیح نہین ہے) پس
اگر یہہ حدیث ثابت ہوجاوے تو یہی ہمارا قول
ہے اسکی مثالین نہایت کثرت سے ہین -
اور ابن القیم نے کہا ہے کہ اختلاف کی بہت سی
اسباب ہین از انجملہ یہہ کہ ایک مجتہد ایک راوی
کو ضعیف سمجھتا ہے دوسرا اسکو ثقہ خیال کرتا
ہے از انجملہ یہہ کہ ایک مجتہد ایک راوی عادل
کی حدیث مین شرط لگاتا ہے جو دوسرا نہین
لگاتا از انجملہ یہہ کہ وہ معنی حدیث کو نہین جانتا
کیا تو اسلیے کہ اس حدیث کے الفاظ اسکے نزدیک
کم استعمال ہین یا اسلیے کہ وہ مشترک المعنی یا مجمل ہی
یا یہہ کہ وہ ظاہری معنی حقیقی اور معنی مجازی دونون پر محمول ہونیکا محتمل ہے اور از انجملہ
یہہ کہ وہ کسی حدیث کو عام جان کر اسمین کسی خاص فرد کے داخل ہونے کا یقین نہین کرتا

بہ اما لعدم احاطتہ بحقیقۃ
ذلك الفرد ومماثلتہ لغیرہ من الافراد
الداخلۃ تحت العام واما الخطرۃ
على بالہ واما لاعتقادہ اختصاصہ
بخصیصۃ تخرجہ من العام ومنہا
اعتقادہ العموم فیما لیس بعام
او الاطلاق فی المقید فیذہل
عن التقیید ومنہا اعتقادہ عدم
دلالۃ اللفظ على الحکم المتنازع
فیہ اما لعدم معرفتہ مدلول
اللفظ فی عرف الشرع فیحملہ على
خلاف مدلولہ او یکون لہ فی
عرف الشرع معنیان فیحملہ على
احدہما ویحمل غیرہ على غیر ذلك
او لفهمہ من الخاص العموم ومن
العام الخصوص ومن المطلق المقید
ومن المقید المطلق ومنہا ان النص
عارضہ ما یساویہ او اقوى منہ
وللتعارض انواع قال ابن القیم رحمہ الله
فمن هداہ الله تعالى الى الاخذ بالحق
حیث کان ومع من کان ورد الباطل

کیا تو اس لیے کہ وہ اس فرد کی حقیقت اور بقیہ افراد
سے اسکی مماثلت و مشابہت کا علم نہیں رکھتا
یا اسلیے کہ وہ اسمیں اپنے دل میں شبہ رکھتا ہے
یا اسکو کسی وجہ خصوصیت سے حکم عام سے خارج کرتا ہے
اور ازانجملہ یہ ہے کہ وہ اس حدیث کو جو عام نہیں ہے
عام سمجھتا ہے یا اس حدیث کو جو مقید ہے مطلق
خیال کرتا ہے اور اسکی قید سے غافل ہے
اور ازانجملہ یہ کہ وہ حدیث کا لفظ حکم متنازعہ فیہ پر
دلالت کرتا نہیں مانا گیا تو اسلیے کہ اسکی عرف
شرع میں معنی نہیں جانتا اسلیے خلاف معنی پر محمول
کرتا ہے یا یہ کہ عرف شرع میں اس حدیث کے دو معنی
ہیں وہ اس حدیث کا ایک معنی لیتا ہے دوسرا دوسرے
معنی یا وہ حدیث خاص کو عام سمجھتا ہے یا عام کو
خاص یا مطلق کو مقید کرتا ہے اور مقید کو مطلق
اور ازانجملہ یہ کہ اس حدیث کی معارضہ مقابلہ میں
اور حدیث اسکی مساوی یا اس سے زیادہ قوی پائی
جاتی ہے اور تعارض کے کئی اقسام ہیں —
ابن القیم نے کہا ہے (خدا اسپر رحم کرے)
کہ جس شخص کو خدا ہدایت کرتا ہے وہ حق بات کو لیلیتا ہے
جہاں کہیں ہو اور جس کے پاس ہو اور ناحق
کو رد کرتا ہے خواہ کیسے شخص کے ساتھ ہو

مع من کان فهذا اعلم الناس
واهداهم سبيلا واقومهم
قيلا واهل هذا المسلك اذا
اختلفوا فاختلافهم رحمة
وهدى وهو من باب التعاون
على البر كل يخبر بما اوصلوا
عنه فان قوبل بين الآراء المختلفة
وعرضت على كتاب الله وسنة
رسول الله صلى الله عليه وسلم
وتجرد النظر عن التعصب والحمية و
استفرغ وسعه وقصد طاعة الله
ورسوله صلى الله عليه وسلم
قل ان يخفى عليه الصواب من
تلك الاقوال وما هو اقرب اليه
وهذا النوع من الاختلاف لا يوجب
معاداة ولا افتراقا فى الكلمة
ولا تبديد المشمل انتهى قلت اذا
كان المعبود الآمر بالعبادة واحدا
والرسول صلى الله عليه وسلم
واحدا والدين واحدا وهؤلاء العلما
كلهم يريدون اتباع الدين

ایسا شخص تمام مخلوق سے زیادہ عالم ہے اور سب سے
زیادہ ہدایت پر ہے اور سب سے زیادہ راست گو
ایسے لوگ باہم اختلاف بھی کرتے ہین تو اُن کا
اختلاف رحمت ہوتا ہے اور ہدایت اور یہہ اختلاف
گویا ایک کا دوسرے کو دین مین مدد دینا ہے
ہر ایک دوسرے کو اپنی رائے سے جسکو اپنے
نزدیک صواب سمجھتا ہے اطلاع دیتا ہے پس اگر
اُن سبھی مختلف رائون کا آپسمین مقابلہ کیا جاوے
اور اُن سب کو کتاب اللہ و سنت رسول پر پیش
کیا جاوے اور اپنی نظر کو اُن آرا مین لگائی ہین
تعصب اور حمیت (پاسداری) مجرد کرین اور اپنی وسعت
اور قصد طاعت خدا اور رسول کو پورا خرچ کرین
تو اُن اقوال کی راہ سے جو صواب اور جو قریب صواب
ہے کم مخفی رہے اس قسم کا اختلاف آپسمین عداوت
پیدا نہین کرتا اور نہ کلمۂ الاسلام مین تفرقہ و پراگندگی
بہم پہنچاتا ہے کلام ابن القیم کا تمام ہوا —
مین (مصنف ایقاف) کہتا ہون جبکہ (سب کا)
معبود عبادت کا حکم دینے والا ایک ہی اور
رسول (دین اسلام لانیوالا) ایک ہے اور
دین (اسلام) ایک اور یہہ سبھی علما اتباع
دین کا ارادہ رکھتے ہین اور اس مین انہ نے

ولا يقصرون وكلّ له فضائل و
كمالات وقد قال الله فاسئلوا
اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون
فالتعصب لمعين والجمود على قوله
لما ذا نقل الحافظ ابن حجر في
لسان الميزان عن الطحاوي انه
قال اوكلّ ما قال به ابو حنيفه
اقول به وهل يقلد الا عصبي او
غبي فطارت هذه الكلمة بمصر
حتى صارت مثلا انتهى ومذهب
كل امام ما قاله ولم يرجع عنه ولا
يمكن عن مجتهد قولان متنافيان من
غير رجوع عن احدهما اللهم
الا ان يكون متردداً في ذلك و
يحتمل ان يقول المجتهد قولا ثم
يرجع الى غيره ثم يرجع عن الآخر
الى الاول ولهذا صار الاقوال
الاثنين المجتهدين ولم يكن لاحد من
تلامذة الامام واصحابه ان يعرف

طرف سے قصور نہیں کرتے اور ہر ایک کے لئے
فضایل وکمالات حاصل ہیں اور خدا تعالی نے
(عام طور پر) فرمایا ہے کہ تم اہل ذکر سے پوچھ لو
اگر تم کو علم نہیں ہے پھر ایک شخص کے لئے تعصب کرنا اور
حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں
امام طحاوی حنفی سے نقل کیا ہے کہ انہوں
نے کہا ہے کیا جو کچھ ابو حنیفہ نے کہا ہے
میں اُس سب کا قایل ہوں (ایسی) تقلید (ایک شخص
کی ہر بات میں) تو وہی کرتا ہے جو متعصب یا
بے سمجھ ہوتا ہے یہ کلمہ طحاوی کا مصر میں
اُڑ گیا اور ضرب المثل ہوا کلام ابن حجر تمام ہوا
اور مذہب مجتہد وہ ہوتا ہے جو اُس نے
کہا پھر اس سے رجوع نہیں کیا اور ایک مجتہد سے
دو قول مختلف کا سرزد ہونا بجز اسکے کہ وہ
ایک قول سے رجوع کرے ممکن نہیں مگر اس
صورت میں کہ ان دونوں میں اسکو تردد ہو
اور یہ بھی احتمال ہے کہ مجتہد نے پہلے ایک قول کہا
ہو پھر اس سے دوسرے قول کیطرف رجوع
کیا ہو پھر اُس قول سے پہلی قول کیطرف رجوع

۲ جسکو لوگ مذہب مجتہد سمجھ کر اسپر جم جاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ وہ حقیقت میں مذہب مجتہد کا ہے یا نہیں۔

جميع مذهبه هذا ظاهر وغالب
اختلاف اصحاب ارباب المذاهب
سببه ان بعضهم يعرف من المذهب
ما لا يعرف غيره ومنهم من يعرف
القول المرجوع عنه ولا يعرف المرجوع
اليه ويفتي بالاول ومنهم من
لا يعرف عن الامام نصا فيقيس
على مسايل الامام ويخالفه غيره
في ذلك القياس فتارة يصيب هذا
وتارة هذا وكثيرا ما يختلفون
في فهم معاني قول الامام
ودلالتها وهذا باب واسع
جدا وليس كل ما يستنبط رجل من
اقوال الامام يكون مذهبه
بل تارة يوافق مذهبه وتارة
يخالفه ولا ينبغي ان تنسب الاقوال
المستنبطة من اقوال الائمة للائمة
بانها اقوالهم ومذاهبهم
قطعا لانه يحتمل انها لو عرضت
عليهم قبلوا اشياء منها وردوا
اشياء آخر وهذا كما لا ينسب

کیا ہو اُسکے مثال مجھے اقوال مجتہدین سے کوئی
معلوم نہین ہے اور کسی امام کے شاگرد
اور صحبتی اسکے سبھی مذہب کو نہین جانتے اور
یہ امر ظاہر ہے اور ایمہ مذاہب کے شاگردون نے
باہمی اختلاف کا غالباً یہہ سبب ہوا ہے
کہ بعض شاگردون نے امام کا مذہب اس
قول کو جانا جسکو دوسرے نے نہ جانا اور
بعض نے امام کے پہلے قول کو جس سے امام
نے رجوع کر لیا تہا امام کا مذہب سمجھہ لیا اور
اسی پہ فتوی دیا اور دوسرے قول کو
(جسکے طرف رجوع کیا تہا) معلوم نہ کیا اور بعضون
نے امام کا کوئی قول نہ پایا بلکہ امام کے اقوال
و مسایل پہ قیاس کرکے اُسی قیاس کو مذہب
امام قرار دیا اور دوسرے شاگردون نے اُس
قیاس مین خلاف کیا پس کبھی یہہ صواب کو
پہنچا کبھی وہ مصیب ہوا اور بسا اوقات قول
امام کے معنی سمجھنے مین اونہون نے اختلاف
کیا اور یہہ اختلاف کا دروازہ نہایت فراخ
ہے اور یہہ نہین ہے کہ جو بات کوئی امام کے
قول سے نکالے وہی امام کا مذہب بن جاوے
بلکہ کبھی وہ استنباطی بات مذہب امام کے موافق ہوتی ہے

ما استنبط المجتهدون من اقوال
النبي صلى الله عليه وسلم اليه على
انها اقواله ويحتمل كونها شريعته
قال ابن تيمية في رد الروافض تجد
احد الطائفتين او الرجلين من الناس
لا يكذب بما يخبر به من العلم لكن
لا يقبل ما تاتي به طائفة اخرى
من الحق سواء كان من باب الصدق
المعروف بالخبر او من الصدق
المعروف بالنظر فيقبل ما ذكرته
طائفة من معقول ومنقول و
يرد ما ذكرته الطائفة الاخرى انتهى
قلت هذا كثير في اصحاب ارباب
المذاهب خصوصا في اهل زماننا
هذا تريهم لا يعتمدون الا ما
وجدوه منقولا من اهل مذهبهم
سواء كان ذلك قول امامهم
ام لا الذي قد ظهر لهذا القاصر ان
معظم المسائل المذكورة في اصول
الفقه ماخوذ من اقوال الائمة

اور کبھی مخالف پڑتی ہے اور یہہ مناسب نہین ہے
کہ جو اقوال و مسایل امام کے اقوال سے نکالی گئے
ہین اُن اقوال کو امام کی طرف منسوب کیا جاوے
اور اُن کو یقینا اقوال و مذاہب امام ٹھہرایا جاوے
کیونکہ احتمال ہے کہ اگر اِن اقوال کو امام کے سامنے پیش کیا
جاتا تو بعض اقوال امام کو قبول کرتا اور بعض اقوال
کو رد کر دیتا۔ اسکی نظیر یہہ ہے کہ جو اقوال مجتہدون
نے آنحضرت کے اقوال سے استنباط کئے ہین اور
انکو قطعاً آنحضرت کے اقوال نہین مانا جاتا انکا
شریعت ہونا محتمل ہے۔ شیخ ابن تیمیہ نے کتاب
منہاج السنہ مین کہا ہے کہ تو دو جماعتون مختلف
مذاہب یا دو شخصون میں سے ایک کو ایسا پاویگا
کہ وہ اس علمی بات کو جسکی خود خبر دیتا ہے جھوٹ
نہین سمجھتا ولیکن جو دوسری جماعت یا دوسرا
شخص حق سناوے خواہ وہ خبر (حدیث) سے ثابت ہو
معلوم ہوا ہو یا نظر (فکر و قیاس) سے اسکو قبول
نہین کرتا جو اپنا فریق عقلی یا نقلی بات کہے اُسکو
مانتا ہے اور جو دوسرا فریق کہے اُسکو رد کرتا ہے
کلام ابن تیمیہ تمام ہوا۔ مین (مصنف ایقاف)
کہتا ہون یہہ بات اہل مذاہب کے پیرون مین خصوصاً
ہمارے زمانہ ۱۲۶۳ھ مین بہت ہے انکو تم دیکھو گے کہ وہ بجز اس بات کے جو انکے مذاہب والون

بعض اتباع الائمۃ فی مسایل ھم
فجعلوا کثیرا منہا راجعۃ الی اصل
واحد فجعل ذلک الاصل قاعدۃ
لہا ولامثالہا وقس علی ھذا
وربما یوافق المتاخر المتقدم
وربما یخالفہ وربما یقلدہ فربما
یصیب المتقدم وربما یصیب
المتاخر والانصاف خیر الاوصاف
فی باب الاختلاف والرجوع
علی الاتفاق اولی من الافتراق
واللہ اعلم بالصواب
والیہ المرجع والماٰب و
صلی اللہ تعالی علی سیدنا
محمد خیر خلقہ وآلہ و
صحبہ وبارک وسلم

سے منقول پاوینگے خواہ وہ قول امام ہو خواہ نہو
اورکسی بات پر اعتماد نہ کرینگے - **فایدہ** مجہے معلوم ہوا ہے
کہ اکثر مسایل جو اصول فقہ مین مذکور ہین ایمہ کے اقوال
سے ماخوذ و مستنبط ہین اسی طور پر کہ بعض پیرو ایمہ
کے اکثر مسایل امام کو ایک قانون کیطرف رجوع
ہوتے دیکھتے ہین تو وہ اُس قانون کو اُن مسایل
اور انکے نظایر و امثال کے لئے اصول قرار دیتے
ہین وعلی ہذا القیاس پہر کبہی پچہلا پہیرو پہلے کے
موافق ہوتا ہے اور کبہی مخالف اور کبہی اُسی کی
تقلید کر لیتا ہے اور کبہی پہلا مصیب ہوتا ہے
کبہی پچہلا صواب پر پہنچتا ہے اور اختلاف مین
انصاف کرنا بہترین اوصاف ہے اور اتفاق کیطرف
رجوع کرنا افتراق سے بہتر ہے اور خدا تعالی
حق و صواب کو خوب جانتا ہے اور اُسیکطرف
سب کا بازگشت ہے وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

رسالہ ایقاف علی سبب الاختلاف بالفاظہا تمام ہوا اسمین جو دو خط وحدانی (یا قوسی)
مین بطور حاشیہ باریک قلم سے لکہا گیا ہے وہ مترجم کیطرف سے تائید یا تشریح
یا بطور نتیجہ ہے باقی سب الفاظ مولف کا لفظی ترجمہ ہے اس رسالہ مین مولف علام
نے چہہ شخصون مختلف مذاہب کے اعیان و اکابر کی کلام سے استشہاد کیا ہے
(۱) امام ابن حزم ظاہری (۲) حافظ ابن القیم حنبلی (۳) شیخ ابن تیمیہ حنبلی (۴) امام
ابن عبد البر مالکی (۵) حافظ امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی شافعی (۶) امام الحنفیہ

ابو جعفر طحاوی اور ان سب اکابر کی کلام اور اپنی پرزور تقریر بلاغت نظام سے مؤلف نے یہہ ثابت کر دکہایا ہے کہ جو بعض ایمہ مذاہب سے بعض احادیث پر عمل ترک ہوا ہے اسکا سبب ایمہ کی مجبوری و معذوری ہے انکو وہ حدیثین نہین پہنچین یا پہنچین ہین تو بسند نہین پہنچین یا اُن کے معنی سمجھے مین انکی رائے مصیب نہین ہوئی وعلی ہذا القیاس لہذا اُن لوگون کو جو اُن احادیث پر مطلع ہون نہ اُن ایمہ کی اُن احادیث کے برخلاف تقلید چاہیے نہ اُنپر مخالفت حدیث کا طعن مناسب ہے اسمین اسوقت کے اہل افراط مجتہدین اور اہل تفریط مقلدین دونون فریق کے لئے عبرت و ہدایت ہی وہ مجتہدین تو اپنے اسلاف محققین ابن حزم و ابن القیم و ابن تیمیہ کے اقوال کو غور و عبرت کی نگاہون سے دیکہین اور یہہ خیال کرین کہ جبکہ اسلمین ہمارے یہہ اکابر علی الخصوص امام ابن حزم (جو عیب جوئی[+] و حق گوئی مین ضرب المثل ہے حتی کہ اُسکے حق مین ابن عریف نے کہا ہے کان لسان ابن الحزم و سیف الحجاج شقیقین یعنی ابن حزم کی زبان اور حجاج یوسف کی تلوار دونون ہمزاد ہین) ان ایمہ کو ترک عمل بعض احادیث مین معذور رکہتے ہین تو پہر ہم لوگ جو ترک تقلید و اجتہاد مین اُنکے شاگرد ہین اُن ایمہ کو کیون برا کہتے ہین اور کیون ایسی بڑی اور بیہودہ الفاظ منہ سے نکالتے ہین کہ ابو حنیفہ نے مثلاً فلانے مسئلہ مین رسول اللہ کا عمداً خلاف کیا۔ اور شریعت محمدی کو بدل دیا اور دین کو برباد کر دیا وعلی ہذا القیاس —

اور وہ مقلدین اپنے اکابر مذاہب حافظ ابن عبد البر و ابن حجر و امام طحاوی کے اقوال کو انصاف سے ملاحظہ کرین اور یہہ بات خیال مین لاوین کہ جس حالت مین ایسے اکابر علی الخصوص امام طحاوی (جس نے حنفی مذہب کی نصرت و حمایت کو اپنا فرض

+ ان دونون وصف کے جمع کرنیمین اسبات کیطرف اشارہ ہی کہ ابن حزم کی عیب جوئی نیک نیتی و حق گوئی کی نظر سے ہی نہ تعصب و نفسانیت سے اسکی تفصیل ہمنے ضمیمہ اخبار سفیر ہند سنہ ۸۳ء مین کی ہے — خلیل راجم

سمجھا ہوا ہے چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب کی کلام سے مستفاد ہوتا ہے) صاف فرمایا ہے کہ بعض ائمہ کا بعض احادیث پر عمل ترک کرنا ناچاری و معذوری سے تہا جنکو اُن احادیث کا علم ہوا اُن کو بتقلید اُن ائمہ کے ترک عمل جائز نہین تو پہر ہمکو جو اُن ائمہ کے مقلد ہین کسی حدیث کا خلاف کرنا اور اُسمین ائمہ کی تقلید پر اڑے رہنا کیونکر جایز ہے امام معذور تھے ہم تو کسی وجہ سے معذور نہین ہین ✣

اس بات کو امام شعرانی نے جو امام ابو حنیفہ کے بڑے مداح و ثناخوان ہین جنہون نے اُنکی تعریف و حمایت مین میزان کبریٰ کے چودان صفحے پورے کئے ہین بہت وضاحت سے بیان کیا ہے اور خاص کر امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی بعض احادیث پر عمل نہ کرنیکا سبب یہی حدیث کا نہ پہنچنا قرار دیا ہے اور ترک حدیث مین انکا معذور ہونا اور اُن کے اتباع کا معذور نہ ہونا خوب ثابت کر دیا ہے چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۷ مین فرماتے ہین -

واعتقادنا واعتقاد كل منصف في الإمام ابي حنيفة رضي الله عنه بقرينة ما رويناه آنفا عنه من ذم الرأي والتبري منه ومن تقديمه النص على القياس انه لو عاش حتى دونت احاديث الشريعة وبعد رحيل الحفاظ في جمعها من البلاد والثغور وظفر بها لاخذ بها وترك كل قياس

ہمارا اور تمام منصفوں کا اعتقاد امام ابو حنیفہ رح کی نسبت بقرینہ ان باتوں کے جو ہمنے اُن سے نقل کی ہین (یعنی رائے سے بیزار ہونا اور حدیث قرآن کو قیاس پر مقدم کرنا) یہہ ہو کہ اگر وہ جیتے رہتے یہانتک کہ احادیث جمع ہوئین بعد سفر کرنے حفاظ حدیث کی اُسکی جمع کرنیکے لئے شہرون اور سرحدون مین اور اُن احادیث کو امام

✣ بہر حال تصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دارد و بزعم خود در نصرت این مذہب مساعی جمیلہ بتقدیم رسانیدہ و مختصر طحاوی دلالت میکند کہ وی مجتہد منتسب بود محض مقلد مذہب حنفی نبود زیرا کہ دران چیزہا اختیار کردہ کہ مخالف مذہب ابو حنیفہ است (بستان المحدثین)

كان قايسه وكان القياس قل في مذهبه كما قل
في مذهب غيره بالنسبة اليه لكن لما كانت ادلة
الشريعة مفرقة في عصره مع التابعين
وتبع التابعين في المداين والقرى
والثغور كثر القياس في مذهبه بالنسبة
الى غيره من الايمة ضرورة لعدم
وجود النص في تلك المسايل التي قاس
فيها بخلاف غيره من الايمة فان الحفاظ
كانوا قد رحلوا في طلب الاحاديث و
جمعها في عصرهم من المداين والقرى
ودونوها فجاوبت احاديث الشريعة
بعضها بعضا فهذا كان سبب كثرة القياس
في مذهبه وقلته في مذهب غيره
ويحتمل ان الذي اضاف الى الامام
ابي حنيفة انه يقدم القياس على النص
ظفر بذلك في كلام مقلديه الذين
يلزمون العمل بما وجدوه عن امامهم
من القياس ويتركون الحديث الذي صح
بعد موت الامام فالامام معذور
واتباعه غير معذورين وقولهم
ان امامنا لم ياخذ بهذا الحديث لا

ابو حنیفہ رح پاتے تو ان کو لے لیتے اور امام
قیاسوں کو جو کر چکے تھے چھوڑ دیتے اور
اُن کے مذہب مین قیاس کم ہوتا جیسا اورون
کے مذہب مین اُنکی نسبت کم ہی ولیکن جبکہ
دلایل شریعت (یعنی احادیث) ان کے
زمانہ مین تابعین و تبع تابعین کے ساتھ شہرون
اور بستیون اور سرحدون مین متفرق تھی
تو اُن کے مذہب مین بہ نسبت اور امامون
کے قیاس زیادہ ہوا ضرورت کی سبب اس لئے
کہ جن مسایل مین انہون نے قیاس کیا نص
نپائی بخلاف اور امامون کے کہ اُن کے زمانہ
مین حدیث کی حافظون نے شہرون اور
بستیون سے حدیث جمع کرنیکو سفر کئے اور
احادیث کو جمع کیا ہی سبب ہے آپکے مذہب مین
قیاس زیادہ ہونیکا اور اورون کے مذہب
مین کم اور یہہ بہی احتمال ہی کہ جس نے امام
ابو حنیفہ کیطرف نص پہ قیاس مقدم
کرنیکو نسبت کیا ہی اُس نے یہہ امر آپ کی مقلدون
کے کلام مین پایا ہے جو امام کے قول پہ
عمل کرنیکو لازم سمجھتے ہین اور حدیث کو جو بعد
فوت ہونے امام کے صحیح ہوئی چھوڑ دیتے ہین ولیکن امام

لینتهض حجة لاحتمال انه لم يظفر به او ظفر به لكن لم يصح عنده وقد تقدم قول الائمة كلهم اذا صح الحديث فهو مذهبنا وليس لاحد معه قياس ولا حجة الا طاعة الله ورسوله بالتسليم له انتهى ما قال الشعراني في الميزان وقال في المنهج متى نقل احد عن الامام ابي حنيفة قياسا مخالفا نصا صح بعده فلا العذر العظيم في ذلك لكونه لم يجد النص اصلا او وجده لكن لم يصح عنده ولو عاش حتى دونت احاديث الشريعة التي صحت بعده وظفر بها وصحت عنده لاخذ بها انتهى مختصرا۔

معذور تھے اور یہہ لوگ معذور نہین ہین اور انکا یہہ کہنا کہ ہمارے امام نے یہہ حدیث نہین لی کچھہ سند نہین ہو سکتا اسلیئے کہ امام کو تو حدیث نہین پہنچی یا انکے نزدیک صحیح نہین ہوئی (ولیکن تو اُن کو تو پہنچ گئی اور صحیح ہو چکی ہے) اور سب اماموں کا یہہ قول گذر چکا ہے کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہی ہمارا مذہب ہے اور کسیکا حدیث کے سامنے قیاس و عذر نہین بجز اسکے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کو مانے تمام ہوا قول امام شعرانی کا جو میزان مین ہے اور شعرانی نے کتاب منہج مین کہا ہے کہ جب کوئی امام ابو حنیفہ سے قیاس نقل کرے جو خلاف حدیث صحیح ہو تو اسمین امام کیطرف سے بڑا عذر ہو سکتا ہے اسلیئے کہ اونہون نے حدیث نہین پائی اور اگر پائی ہے تو بسند صحیح نہین پائی اور اگر وہ جیتے رہتے یہانتک کہ حدیثین جمع ہوئین جو اُن کے مرنیکے بعد صحیح ہوئین تو انکو لے لیتے یہہ مختصر مضمون منہج کا ہے۔

ایسا ہی ہمارے زمانہ کے محقق حنفیہ مجمع الکمالات مولوی محمد عبد الحی ابو الحسنات نے فرمایا ہے اور اُس عبارت میزان شعرانی کو اپنے رسالہ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر

اقول تفرق الناس من قديم الزمان الى هذا الاوان في هذا الباب الى فرقتين

مین نقل کرکے کہا ہے پُرانے زمانہ سے ابتک دو فریق ہو رہے ہین ایک فرقہ تو حنفیون

فطایفة قد تعصبوا فی الحنیفة تعصبا
شدیدا والتزموا بما فی الفتاوی
التزاما شدیدا وان وجد واحدیثا
صحیحا او اثرا صریحا علی خلافه زعموا
انه لوکان هذا الحدیث صحیحا لاخذ
به صاحب المذهب ولم یحکم بخلافه
وهذا جهل منهم بما روت
الثقات عن ابی حنیفة من تقدیم
الاحادیث والآثار علی اقوال الشریفة
فترک ما خالف الحدیث الصحیح
رای سدید وهو عین تقلید الامام
لا ترک تقلید وطایفة زعموا ان الامام
قاس علی خلاف الاخبار وبعض ما روی به
الشرع والآثار فظنوا به ظنونا سیئة واعتقدوا
عقاید قبیحة وسطا لعة المیزان الهم نافع
ولاوهامهم دافع فلیسلک القابل مسالک
البین وبین ترک الطایفتین انتهی قول
وانا ابو سعید جامع هذه الشتات هذا الذی
یعتقده حتی ابو الحسنات فی الامام ابی حنیفة
هو اعتقادی به ثقتی وعلیه اعتمادی فللّٰه الحمد
علی ما رزقنا من التوفیق والوفاق وعصمنا من

مین سخت تعصب کرتے ہین اونہون نے فتاوی
کو پکڑ رکہا ہے اس خیال سے کہ اگر حدیث صحیح ہوتی
تو ہمارے مذہب کا امام اُسکو لے لیتا اور اُسکے
خلاف حکم نہ دیتا اور انکی یہہ بات انکی جہالت سے
اس بات سے جو ثقہ لوگون نے امام ابو حنیفہ
سے نقل کی ہے کہ وہ اپنے اقوال پر حدیث کو مقدم
سمجہتے پس خلاف حدیث کو چہوڑ دینا بہت درست
رای ہے اور یہہ عین تقلید امام کی ہے نہ ترک
تقلید اور ایک فرقہ یہہ خیال کرتے ہین کہ
امام ابو حنیفہ نے حدیثون کو عمداً چہوڑ کر
اپنا قیاس کیا ہے سو اونہون نے اُنکے
حق مین بدظنی کی اور اُنکی نسبت برا اعتقاد رکہا
کتاب میزان کبری کا مطالعہ دونون فریق
کو نافع ہے اور اُن کی وہمون کو دافع دانا کو
چاہیے کہ بیچ کی چال اختیار کرے اور اُن دونو
فریق کے راہ چہوڑے کلام مولوی صاحب
تمام ہوئی۔ مین کہتا ہون جو ان پراگندہ
مضامین کا جامع ہون میرا اعتقاد بہی امام کی
جناب مین یہی ہے کہ اُنہون نے عمداً حدیث کا خلاف
نہین کیا جو ہوا بسبب نہ پہنچنے حدیث کے ہوا پس خدا کا
شکر ہے جسنے مجہکو عنایت ہے توفیق عطا فرمایا اور اُنکی

نمبر ۷ لغایت ۱۰ | جلد ۱

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

بابت شعبان لغایت ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ مطابق جولائی لغایت اکتوبر ۱۸۷۸ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب	تفصیل خریداران بشرح مراتب	سالانہ قیمت
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	ے
۲ خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹیاں	ے.
۳ عام قیمت	متوسط الوسعت	عہ۸ر
۴ رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور سالانہ پیشگی داخل کریں	۱۲ر
۵ للّٰہی قیمت	بے وسعت جو دس روپیہ ماہوار بھی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں	دعا

یہ صرف قیمت ضمیمہ ہی۔ اصل رسالہ اشاعۃ السنہ کی قیمت بحسب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے چہار چند ہی

۲ ضمیمہ رسالہ سی علیحدہ فروخت نہوگا ہاں رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا اسکی وجہ یہ ہی کہ ضمیمہ کی بہت باتوں کی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہی لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سی مطلب برآری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہی اسلئے رسالہ سی بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے +

۳ جنکے نام ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینہ سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینے سی پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ ضمیمہ واپس کردین +

۴ خط و کتابت متعلق ضمیمہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سی ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہی +

راقم ابوسعید محمد حسین۔ لاہور۔ محلہ سید مٹھہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین طبع ہوا

رائے ناظرین متعلق ضمیمہ

ضمیمجات ششماہی سابق بعض اکابر و احباب کی خدمات مین قبل انطباع قلمی نسخے بہیجے گئے - اور بعد طبع و اشاعت تو کس و ناکس کے ملاحظہ مین آئے - اِس ضمیمہ کے اجرا و اشاعت پر عام رائے کا اتفاق ہے اور فریقین (اہلحدیث و حنفیہ) کے منصفین و محققین نے اِس ضمیمہ کی طرز و روش و اصل مطالب و غایت کو پسند کر لیا ہے -

اہلحدیث کا پسند کرنا تو انکا مذہبی فرض تہا - اور یہہ انکے مذہب کا عین مقتضا تہا - مگر منصفین حنفیہ نے بہی باوجودیکہ ان کے مذہب کو اس سے خاص تعلق نہ تہا اسکے پسند کرنے سے دریغ نہین کیا - یہہ انکا استحسان و توافق رائے انکے انصاف کا نتیجہ ہے - انہون نے اسکے مضامین وغیرہ کے ملاحظہ سے یقیناً جان لیا ہے کہ اس ضمیمہ کو کسی خاص مذہب حنفی شافعی مالکی حنبلی سے مقابلہ و تعصبانہ لگاؤ نہین ہے بلکہ بالاستقلال مذہب اہلحدیث کا بیان کرنا اسکا کام ہے - جو قدیم سے ہر مذہب کے محققین و منصفین سے بلا انکار متوارث چلا آتا ہے اِسلئے اسکے اجرا کو پسند کیا ہے - اِن احباب نے اپنے استحسان و توافق رائے کے ساتہہ یہہ شرط بہی لگا دی ہے کہ جیسی اس ضمیمہ مین عدم معارضہ و خطاب ائمہ مجتہدین کا وعدہ دیا گیا ہے ویسا ہی ان کے متبعین اور مصنفین سے بہی عدم تعرض کا لحاظ ہو - ہم اِس شرط کو منظور رکہتے ہین اور جو کچہہ ہم ضمیمہ نمبر ا مین بصفحہ ۲ وعدہ دے چکے ہین اسمین مجتہدین اور انکے متبعین سب کو شامل سمجہتے ہین -

بعض اخوان اہلحدیث نے ہماری بعض مطالب تمہید پر کچہہ نکتہ چینی بہی کی ہے مگر وہ چونکہ اصل مبادی و مقاصد سے خارج و اجنبی ہے اِسلئے اسکی بیان و جواب سے تعرض اشتغال بلا طائل ہے بالجملہ جو اس ضمیمہ سے مقصود قرار دیا گیا ہے اور جو اسکے مقدمہ مین کہا گیا ہے وہ ابتک متفق علیہ علماء فریقین ہے - اسلئے اب اِس مقدمہ کا تتمہ بیان کیا جاتا ہے پہر اصل مسایل مقصودہ کا بیان قلم مین آویگا -

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ کے باب اسباب اختلاف صحابہ و تابعین

باب اسباب اختلاف الصحابة والتابعين
في الفروع اعلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
لم يكن الفقه في زمانه الشريف مدوناً ولم
يكن البحث في الاحكام يومئذ مثل البحث
من هؤلاء الفقهاء حيث يبينون باقصى
جهدهم الاركان والشروط وآداب كل شيء
ممتازاً عن الآخر بدليله ويفرضون الصور
ويتكلمون على تلك الصور المفروضة
اما رسول الله صلعم فكان يتوضأ فيرى
الصحابة وضوءه فيأخذون به من غير ان
يبين ان هذا ركن وذلك ادب وكان
يصلي فيرون صلاته فيصلون كما
رأوه يصلي وحج ورمق الناس حجه ففعلوا
كما فعل فهذا كان غالب حاله صلى الله
عليه وسلم ولم يبين ان فروض الوضوء ستة
او اربعة ولم يفرض انه يحتمل ان يتوضأ انسان
بغير موالاة حتى يحكم عليه بالصحة او
الفساد الا ما شاء الله وقلما كانوا يسئلونه
عن هذه الاشياء - × × × وبالجملة
فهذه كانت عادته الكريمة صلى الله عليه وسلم

میں فرمایا ہے کہ آنحضرت کے زمانہ میں علم فقہ کی
تالیف نہوئی تہی) اور نہ اسدن یہ بحث ہوتی تہی
جو فقہا بڑی کوشش سے کرتے ہیں اور ہر چیز کے
ارکان و شروط و آداب نکالتے ہیں اور فرضی
صورتیں تجویز کیکے ان پر پیشگی فرضی احکام
لگا رکہتے ہیں آنحضرت وضو کرتے اور یہہ نہ فرماتے
کہ یہہ فعل وضو کا رکن (یعنی فرض) ہے اور وہ
اسکا ادب (یعنی مستحب) آنحضرت کے صحابہ
انکا وضو دیکہتے اور اسکے موافق عمل میں لاتے
ایسا ہی آنحضرت نماز پڑہتے اور اصحاب دیکہتے
اور ویسی ہی نماز پڑہتے- اور آنحضرت حج کرتے
تو اسکو لوگ دیکہتے اور ویسا ہی حج کرتے اور
آنحضرت کا اکثر یہی حال تہا اور آنحضرت نے
یہہ بیان نہیں کیا کہ وضو کے فرض تین یا چار
ہیں اور یہہ فرض نکیا کہ شاید کوئی شخص بلا موالات
(ایک عضو کو دوسرے کے متصل بلا فصل دہونا)
وضو کرے اسپر آپ ہی سے حکم صحت یا فساد وضو
کا لگا دیا جاوے اور آنحضرت کے اصحاب بہی
آپ سے کم پوچہتے تہے (پہر اسکے بعد میں آثار صحابہ نقل کئے)
پہر فرمایا کہ آنحضرت کی عادت شریفہ ایسی تہی

فرأى كل صحابي ما يسره الله له من عباداته وفتاواه واقضيته فحفظها وعقلها وعرف لكل شيء وجها من قبل حفوف القرائن به فحمل بعضها على الاباحة وبعضها على الاستحباب وبعضها على النسخ لامارات وقرائن كانت كافية عنده ۔ ولم يكن العمدة عندهم الا وجدان الاطمئنان والثلج من غير التفات الى طرق الاستدلال × × × فانقضى عصره الكريم وهم على ذلك ۔ ثم انهم تفرقوا في البلاد وصار كل واحد مقتدى ناحية من النواحي وكثرت الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فيها فاجاب كل واحد حسبما حفظه او استنبط وان لم يجد فيما حفظه او استنبط ما يصلح للجواب اجتهد برائه فعند ذلك وقع الاختلاف بينهم على ضروب ۔

منها ان صحابيا سمع حكما في قضية او فتوى ولم يسمعه الآخر فاجتهد برائه في ذلك ۔ وهذا على وجوه ۔

ومن تلك الضروب ان يروا رسول الله صلعم فعل فعلا فحمله بعضهم على القربة وبعضهم على الاباحة ۔

پس ہر ایک صحابی جناب نے آپکی عبادات اور فتوی اور فیصلے جس قدر کسیکو میسر آئے مشاہدہ کیے اور جو انکے معانی جیسے بحسب قرائن سمجھ مین آئے قرار دیے ۔ بعض امور کو اباحت پر محمول کیا اور بعض کو منسوخ ٹھہرایا وعلی ہذا القیاس اسباب مین انکے پاس معیار اور پیمانہ بجز اپنی فہم و اطمینان کے اور کچھ نہتا اور انکی ایسی حالت پر آنحضرت کا زمانہ منقضی ہوا ۔ پھر وہ مختلف شہرون مین متفرق ہو گئے اور ہر ایک مختلف اطراف مین مقتدا بنگئے ۔ پس مقدمات بکثرت واقع ہونے لگے اور انسے مسایل پوچھے گئے تو ہر کسی نے اپنی یاد داشت و سمجھ و استنباط کے موافق فتوے دینے شروع کیے اسوقت سے انمین بوجوہ ذیل اختلاف واقع ہوا ۔

(۱) صحابی نے ایک حدیث آنحضرت سے سنی دوسرے پر مخفی رہی اور اسکی کئی صورتین ہین اسکی چار صورتین آپنے بیان فرمائی ہین جنکا ماحصل عبارت ایقاف مین بیان ہو چکا ہے اسلئے بنظر اختصار وخوف تکرار انکا بیان فرو گذاشت ہوا ۔

(۲) اسکی معنی مین اختلاف کیا کسی نے ایک حکم کو موجب قربت و ثواب سمجھا دوسرے نے بیان جواز پر حمل کیا ۔

ومنها اختلاف الوهم - (۳) اختلاف وہم (یعنی آنحضرت کی فعل کو دیکھکر کسینے کچہہ سمجھا کسینے کچہہ)

ومنها اختلاف السهو والنسيان - (۴) اختلاف سہو ونسیان (یعنی کسیکو ایک فعل آنحضرت کا یاد رہا کسیکو بہول گیا)

ومنها اختلاف الضبط - (۵) اختلاف ضبط (یعنی کسینے آنحضرت کی قول کو پوری طرح بلحاظ محل وموقع سمجہا کسینے محل وموقع کا لحاظ فروگذاشت کیا)

ومنها اختلافهم في علة الحكم (۶) اختلاف علت وسبب حکم (یعنی ایک حکم کے سبب کو کسینی کچہہ سمجہا کسینے کچہہ) -

ومنها اختلافهم في الجمع بين المختلفين - (۷) مختلف احادیث کی تطبیق وباہم موافقت مین اختلاف (یعنی کسینے دو مختلف حدیثون سی ایک کو منسوخ ٹہرایا کسینے اسمین تخصیص کو تجویز کیا ان سب وجوہات کا ماحصل وہی وجوہ ہین جو رسالہ انصاف سے منقول ہو چکی ہین انمین انمین صرف اجمال وتفصیل کا فرق ہے اسی وجہ سے انکی نقل مین ہمنے حذف واختصار اختیار کیا ہے) -

وبالجملة فاختلفت مذاهب اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم واخذ عنهم التابعون كذلك كل واحد ما تيسر له فحفظ ما سمع من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ومذاهب الصحابة وعقلها وجمع المختلف على ما تيسر له ورجح بعض الاقوال على بعض واضمحل في نظرهم بعض الاقوال فعند ذلك صار لكل عالم من علماء التابعين مذهب على حياله فانتصب في كل بلد امام - پہر آپنے فرمایا ہے کہ بالجملہ مذاہب صحابہ کا (یون) اختلاف ہوا اور اسی طرح تابعین نے انسے سیکہا

جس قدر کسی کو میسر آیا احادیث نبویہ کو بہی یاد کرلیا اور مذاہب صحابہ کو بہی جان لیا اور مختلف حدیث وآثار کو جسطرح ممکن ومیسر ہوا باہم متفق کیا اور بعض اقوال کو بعض پر غلبہ دیا اور بعض اقوال کو ساقط الاعتبار کیا تب ہر ایک تابعی عالم کا ایک مذہب جدا گانہ ہو گیا اور ہر ہر شہر مین امام قایم ہو گئے -

پہر باب اسباب اختلاف مذاہب مجتہدین مین فرمایا ہے کہ بعد زمانہ تابعین کے خدانے

باب اسباب اختلاف مذاهب الفقها

اعلم ان الله انشاء بعد عصر التابعين نشأ من حملة العلم فاخذوا عمن اجتمعوا معه صفة الوضوء والغسل والصلوة والحج وسائر ما يكثر وقوعه ورووا حديث النبي صلعم وسمعوا قضايا البلدان وفتاوى مفتيها وسئلوا عن المسايل واجتهدوا في ذلك كله ثم صاروا كبراء قوم ووسد اليهم الامر فنسجوا على منوال شيوخهم وحاصل صنيعهم ان يتمسكوا بالمسند من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم والمرسل جميعا ويستدل باقوال الصحابة والتابعين × × وانه اذا اختلفت احاديث رسول الله صلعم في مسئلة رجعوا الى اقوال الصحابة فان قالوا بنسخ بعضها او بصرفه عن ظاهره او لم يصرحوا بذلك ولكن اتفقوا على تركه × × اتبعوهم في كل ذلك وانه اذا اختلفت مذاهب الصحابة والتابعين في مسئلة فالمختار عند كل عالم مذهب اهل بلده وشيوخه فمذهب عمر وعثمان وابن عمر وعائشة وابن عباس

اور حاملین علم کو پیدا کیا انہون نے اپنے ہمعصرون سے وضوء وغسل ونماز وحج وغیرہ کی کیفیت کو سیکھا اور احادیث کو روایت کیا اور قاضیون اور مفتیون کے فیصلے اور فتوے سُنے اور لوگون نے ان سے مسایل پوچھے تو انہون نے اجتہاد کی پھر وہ قومون کے پیشوا بن گئے تو وہ اپنے مشایخ اور استادون کی چال پر چلے اس طبقہ کے لوگون کا طریق جاتا تہا جسکا حاصل یہہ ہے کہ وہ حدیث مسند سے تمسک کرتے اور مرسل (جسکو تابعی آنحضرت سے نقل کرے اور جس صحابی نے وہ روایت کی ہو اسکا نام نہ لے) سے بہی تمسک کرتے اور اقوال صحابہ وتابعین سے بہی استدلال کرتے اور جب کسی مسئلہ مین احادیث کا اختلاف ہوتا تو وہ اس مسئلہ مین اقوال صحابہ کیطرف رجوع کرتے اگر صحابہ کسی حدیث کو منسوخ کہتے یا ظاہری معنی سے پہیر دیتے یا اسکے ترک عمل پر اتفاق کرتے تو ایسی باتون مین وہ لوگ صحابہ کی پیروی کرتے اور جب اقوال صحابہ مین اختلاف ہوتا تو وہ اپنے شہرون کے علماء اور مشایخ کے قول پر عمل کرتے اہل مدینہ اقوال حضرت عمر وعثمان وابن عمر وعائشہ وابن عباس وزید بن ثابت وغیرہ صحابی وسعید بن مسیب وسالم وعطا وزہری وغیرہ

وزيد بن ثابت واصحابهم مثل سعيد بن المسيب
وسالم وعطاء بن يسار وقاسم وعبيد الله
بن عبد الله والزهري ويحيى بن سعيد وزيد
بن اسلم وربيعة احق بالاخذ من غيره عند
اهل المدينة × × × ومذهب عبد الله بن
مسعود واصحابه وفتاوى ابراهيم احق
بالاخذ عند اهل كوفة من غيره × ×
فان اتفق اهل البلد على شيء اخذوا
بنواجذه وهو الذي يقول في مثله مالك
السنة التي لا اختلاف فيها عندنا كذا وكذا
وان اختلفوا اخذوا باقواها وارجحها -
ونشأ الشافعي في اوائل ظهور المذهبين
وترتيب اصولهما وفروعهما فنظر في
صنيع الاوائل فوجد فيها امورا كبحت
عنانه عن الجريان في طريقهم وقد ذكرها
في اوائل كتاب الام -
منها انه وجدهم ياخذون بالمرسل والمنقطع
فيدخل فيهما الخلل فانه اذا جمع طرق الحديث
يظهر انه كم من مرسل لا اصل له وكم من
مرسل يخالف مسندا فقرر ان لا ياخذ
بالمرسل الا عند وجود شروط وهي مذكورة

تابعین کو لایق اتباع سمجھتے - اور اہل کوفہ اقوال
ابن مسعود اور انکے صحبتیوں کو اور فتاوی ابراہیم تابعی
کو لایق عمل خیال کرتے پھر اگر کسی شہر کے سبھی
لوگ کسی قول پر اتفاق کرتے تو اسکو وہ دانتون
سے پکڑ لیتے اسی کی نسبت امام مالک موطا مین
فرماتے ہین کہ فلان فلان امر ایسا ہے جسمین ہمارے
نزدیک کسیکا اختلاف نہین ہے اگر مشایخ شہر
کسی قول مین اختلاف کرتے تو یہ لوگ جس قول کو
اقوی و ارجح سمجھتے عمل مین لاتے - انہی اصول
پر امام مالک و امام ابی حنیفہ اور انکے شاگردون
نے اجتہاد کیا اور حنفی و مالکی مذہب بنا -
ان دونون مذہبون کے ابتداء ظہور اور ترتیب
اصول و فروع مین امام شافعی پیدا ہوئے -
انہون نے پہلون کے اصول کو دیکھا تو کئی
اصول کو ناپسند فرماکر انکے موافق روش کو
اختیار نکیا ان اصول کو اپنی کتاب ام مین بیان
ازانجملہ یہہ کہ وہ حدیث مرسل سے تمسک کرتے
امام شافعی نے اسمین غور و تامل کیا تو بہت سی
مرسل حدیثون کو بے اصل پایا اور بہت سی مرسل
حدیثون کو مسند حدیثون کے مخالف دیکھا تو
یہہ قرار دیا کہ حدیث مرسل پر بدون ان شرطون کے

في كتب الاصول -
ومنها انه لم يكن قواعد الجمع بين المختلفات
مضبوطة عندهم فكان يتطرق بذلك
خلل في مجتهداتهم فوضع لها اصولا
ودونها في كتاب هذا اول تدوين كان
في اصول الفقه ومثاله ما بلغنا انه دخل
على محمد بن الحسن وهو يطعن على اهل
المدينة في قضائهم بالشاهد الواحد
مع اليمين فقال الشافعي اثبت عندك
انه لا يجوز الزيادة على كتاب الله بخبر
الواحد قال نعم فقال لم قلت ان
الوصية للوارث لا يجوز لقوله صلعم
لا وصية لوارث فانقطع كلام محمد بن الحسن
ومنها ان بعض الاحاديث الصحيحة
لم تبلغ علماء التابعين ممن وسد اليهم
الفتوى فاجتهدوا بارائهم واتبعوا
العمومات او اقتدوا بمن مضى من الصحابة
فافتوا حسب ذلك ثم ظهرت بعد
ذلك في الطبقة الثالثة فلم يعملوا بها
ظنا منهم انها تخالف عمل اهل مدينتهم

جو کتب اصول میں مذکور ہیں عمل کیا جاوے -
از انجملہ یہہ کہ پہلے مجتہدون نے قواعد تطبیق و موافقت
احادیث مختلفہ کو ضبط نہ کیا تہا اسلیئے انکی اجتہادی
باتون مین بڑا خلل واقع ہوا لہذا امام شافعی نے
اس امر کے اصول بنائے اور پہلے پہل تصنیف اصول
فقہ کا یہی وقت تہا اسکی مثال وہ ہے جو امام شافعی
نے امام محمد بن حسن سے قضا بشاہد مع الیمین مین
مباحثہ کیا تہا اور آخر امام محمد نے سکوت اختیار کیا *
از انجملہ یہہ کہ بعض صحیح حدیثین تابعین اہل فتوی
کو نہ پہنچین تہین اسلیئے انہون نے اپنی عقل سے
اجتہاد کیا یا عام آیات و احادیث سے استنباط
کیا یا صحابہ کا اقتدا کیا اور اس کے موافق فتوی
دیا اسکے بعد طبقہ تیسرے (تبع تابعین) مین وہ
حدیثین ظاہر ہوئین تو ان فقہا نے ان احادیث
پر عمل نہ کیا یہہ سمجھکر کہ وہ حدیثین ان کے شہر
والون کے مذہب اور اس طریق کے جسمین انکا
اختلاف نہین ہے مخالف ہین اور یہ امر اس حدیث
کی صحت کو توڑتا ہے اور انکو ساقط الاعتبار کرنیکا
سبب ہے یا وہ حدیثین تیسرے طبقہ مین بہی ظاہر
نہوئین - اسکے بعد جب اہل حدیث نے حدیث

* یہہ مباحثہ بتفصیل تمام طبقات کبری سبکی سے اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۲ مین منقول ہے طالب تفصیل اس پرچہ کا مطالعہ کرے -

وسنتهم التي لا اختلاف لهم فيها
وذلك قادح في الحديث وعلة مسقطة
له او لم تظهر في الثالثة وانما ظهر بعد
ذلك عندما امعن اهل الحديث في
جمع طرق الحديث ورحلوا الى اقطار
الارض وبحثوا عن حملة العلم فكثير
من الاحاديث ما لا يرويه من الصحابة
الا رجل او رجلان ولا يرويه عنه
او عنهما الا رجل او رجلان وهلم
جرا فخفي على اهل الفقه وظهر في عصر
الحفاظ - × × × فبين الشافعي ان
العلماء من الصحابة والتابعين لم يزل
شانهم انهم يطلبون الحديث في
المسئلة فاذا لم يجدوا تمسكوا بنوع آخر
من الاستدلال ثم اذا ظهر عليهم
الحديث بعد رجعوا من اجتهادهم
الى الحديث فاذا كان الامر على ذلك
لا يكون عدم تمسكهم بالحديث قدحا
فيه اللهم الا اذا بينوا العلة القادحة مثاله حديث القلتين
لم يظهر الحديث في عصر سعيد بن المسيب ولا

کو خوب جمع کیا اور اطراف زمین مین تلاش
احادیث کے لئے سفر کیا اور حاملین علم احادیث
سے حدیث کو ٹٹولا تب وہ حدیثین ظاہر ہوئین
پہر تو وہ حدیثین جو صحابہ مین ایک یا دو شخص
روایت کرتے اور ان سے ایک یا دو تابعی پہلے
زمانہ مین بکثرت ہوگئین اہل فقہ (طبقہ تابعین)
پر وہ حدیثین مخفی رہی تہین - مگر زمانہ حفاظ
حدیث مین ظاہر ہوگئین - امام شافعی
نے (ان احادیث پر عمل نہ کرنیوالون کے جواب
مین) بیان کیا ہے کہ علماء صحابہ و تابعین نے
ہمیشہ حدیث کو طلب و تلاش کیا جب ان کو
حدیث نہ ملی تو اونہون نے اور وجہ سے
استدلال کیا پہر جب ان پر حدیث ظاہر
ہوئی تو اونہون نے اپنے اجتہاد کو چہوڑ دیا -
اور حدیث کو لیلیا جب حدیث پر عمل نہ کرنیکی
یہہ وجہ (نا معلومی حدیث) ہے تو پہر ان کا کسی
حدیث سے تمسک نکرنا اس حدیث کی صحت کو
کیونکر توڑ سکتا ہے اسکی مثال حدیث قلتین ہے *
سعید ابن مسیب و زہری وغیرہ تابعین کیوقت
مین اہل فتوی لوگون سے ظاہر نہ ہوئی اسلئے

* جسمین یہہ حکم ہے کہ جب پانی بقدر دو مٹکے کے ہوجاوے تو اسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی -

في عصر الزهري ولم يمش عليه المالكية ولا الحنفية فلم يعملوا به وعمل به الشافعي وكحديث خيار المجلس۔

مالکیہ اور حنفیہ نے اسپر عمل نکیا اور اسکی بعد ظاہر ہوئی تو امام شافعی نے اسپر عمل کیا۔ ایسی ہی حدیث خیار مجلس ہے *

ومنها ان اقوال الصحابة جمعت في عصر الشافعي فتكثرت واختلفت وتشعبت وراى كثيرا منها يخالف الحديث الصحيح حيث لم يبلغهم وراى السلف لم يزالوا يرجعون في مثل ذلك الى الحديث فترك التمسك باقوالهم مالم يتفقوا وقال هم رجال ونحن رجال۔

ازانجملہ یہہ کہ اقوال صحابہ (جنسے امام ابوحنیفہ وامام مالک تمسک کرتے ہین) امام شافعی کے وقت بکثرت جمع ہوئے اور باہم مختلف معلوم ہوئے اور اکثر احادیث صحیحہ کے (جو ان صحابہ کو نہ پہنچی تہین) مخالف نظر آئے۔ اور یہہ بہی امام شافعی نے دیکہا کہ سلف (اصحاب وتابعین) اپنے اقوال سے جب مخالف سنت ہون رجوع کرلیا کرتے تہے تو انہون نے اقوال صحابہ سے جو اتفاقی نہ ہون تمسک کرنا چہوڑ دیا اور صاف فرمایا **هم رجال ونحن رجال** یعنی وہ بہی آدمی تہے جو فکر ورائے سے بات کہتے پہر ان باتون سے خطا سمجہکر رجوع بہی کرلیتے اور ہم بہی ویسے ہی آدمی ہین پہر ہم اپنے جیسون کی تقلید کیون کرین۔

ومنها انه رأى قوما من الفقهاء يخلطون الراى الذى لم يسوغه الشرع بالقياس الذى اثبته۔ ويسمونه تارة بالاستحسان فابطل هذا النوع اتم ابطال وقال من استحسن فانه اراد ان يكون شارعا

اور ازانجملہ یہہ کہ بعض لوگ قایل استحسان تہے امام شافعی نے جب دیکہا کہ شارع نے اسکا حکم نہین دیا تو اسکو باطل کیا اور فرمایا کہ جو قایل استحسان ہو وہ خود شارع بنا چاہتا ہے۔

وبالجملة لما رأى في صنيع الاوايل مثل هذه الامور اخذ الفقه من الراس فاسس الاصول

بالجملہ جب امام شافعی نے پہلون کے طریق مین ایسے امور پایے تو سرے (اصل قران وحدیث) سے فقہ کو لیا

* جسمین یہہ بیان ہے کہ جبتک بایع وخریدار آپسمین جدا نہون انکو بیع کے فسخ وبرقرار رکہنے کا اختیار ہے۔

وفرع الفروع وصنف الكتب ۔

اور اسکی اصول وفروع کی بنیاد کو قایم کیا اور کتابین تصنیف کین

پھر اهل حدیث واهل رای کے باهمی اختلاف کے باب مین فرمایا ہے کہ جو علما سعید بن مسیب

باب الفرق بين اهل الحديث واصحاب الرأى
اعلم انه كان من العلماء في عصر سعيد بن المسيب
وابراهيم والزهري وفي عصر مالك
سفيان وبعد ذلك قوم يكرهون الخوض
بالرای ويهابون الفتيا والاستنباط الا
لضرورة لا يجدون منها بدا وكان اكبر
همهم رواية حديث رسول الله صلعم
وقال معاذ بن جبل يا ايها الناس لا تعجلوا
بالبلاء قبل نزوله فانه لم ينفك المسلمون
ان يكون فيهم من اذا سئل سدد وقال
ابن عمر لجابر بن زيد انك من فقهاء
البصرة فلا تفت الا بقران ناطق او سنة
ماضية فانك ان فعلت غير ذلك
هلكت واهلكت وسئل الشعبي كيف
كنتم تصنعون اذا سئلتم قال على الخبير
وقعت كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه
افتهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول ۔
فوقع شيوع تدوين الحديث والاثر
في بلدان الاسلام وكتابة الصحف والنسخ

وزہری ومالک وسفیان وغیرہ کے ہم عصر تھے
وہ سب بلا ضرورت شدید قیاس واستنباط وفتوی
کو پسند نہ رکھتے تھے۔ انکا خیال بہت اس طرف تھا
کہ جب کوئی ان سے سوال کرتا اسکے جواب مین آنحضرت
کی حدیث نقل کرتے (اسکی تمثیل مین چند آثار صحابہ کی نقل
کئے از انجملہ) معاذ بن جبل کا یہہ قول کہ لوگو تم بلا سے
پہلے جلدی نکرو (قیاس سے فتوی نہ دو جو نزول بلا کا باعث
ہو) مسلمانون مین ہمیشہ ایسے شخص رہین گے کہ
جب کبھی اُن سے مسئلہ پوچھا جاوے تو اسکے جواب مین
حدیث پڑھکر سناوین (از انجملہ) ابن عمر کا یہہ قول جو
آپنے جابر بن زید سے کہا کہ تو بصرہ کا فقیہ اور مفتی هے
بغیر قرآن وحدیث کے کبھی فتوے نہ دیجو ورنہ خود ہلاک
ہوگا اور دون کو بھی ہلاک کریگا (از انجملہ) شعبی کا
یہہ قول جو اُس نے کہا کہ جب کسی صحابی سے مسئلہ پوچھا
جاتا تو وہ اپنے ساتھی پہ حوالہ کرتا وہ اپنے ساتھی پہ
حوالہ کرتا یہانتک کہ اسی پہلے شخص کیطرف سوال
پھر آتا۔ پھر احادیث کی تصنیف وتالیف شروع
ہوئی اور حدیث کی کتابت جاری ہوئی اور اکثر
علما ملک حجاز۔ شام۔ عراق۔ مصر۔ یمن کے

من حاجتهم لموقع عظيم فطاف من ادرك
من عظمائهم ذلك الزمان بلاد الحجاز
والشام والعراق والمصر واليمن والخراسان
وجمعوا الكتب وتتبعوا النسخ واجتمع باهتمام
اولئك من الحديث والآثار ما لم يجتمع
لاحد قبلهم وتيسر لهم ما لم تيسر لاحد
قبلهم وخلص اليهم من طرق الحديث
شيء كثير حتى كان يكثر من الاحاديث
عندهم مائة طريق فما فوقها فانكشف بعض
الطرق ما استتر في بعضها الآخر وعرفوا
محل كل حديث من الغرابة والاستفاضة
وامكن لهم النظر في المتابعات والشواهد
وظهر عليهم احاديث صحيحة كثيرة لم تظهر
على اهل الفتوى من قبل - قال الشافعي
لاحمد انتم اعلم بالاخبار الصحيحة منا فاذا
كان خبر صحيح فاعلموني حتى اذهب
اليه كوفيا كان او بصريا او شاميا حكاه
ابن الهمام وذلك لانه كم من حديث صحيح
لا يرويه الا اهل بلد خاصة كافراد
الشاميين والعراقيين او اهل بيت خاصة
او كان الصحابي مقلا خاملا لم يحمل عنه

شہر و نمین پہنچی اور کتب احادیث بہم پہنچا کر تالیف
کرنے لگے پس انکی کوشش و اہتمام سے اس قدر حدیثین
جمع ہوئین جو پہلے نہ تہین اور حدیث کی اسناد مین
اس قدر کثرت ہوئی کہ ایک ایک حدیث سو سو سند
سے بہم پہنچنے لگی اور حدیث کا موقع کہ وہ شاذ و نادر
ہے یا مشہور انکو معلوم ہوا اور انپر بہت سی ایسی حدیثین
صحیح معلوم ہوئین جو پہلے اہل فتوی پر مخفی تہین
امام شافعی نے امام احمد سے کہا تم صحیح حدیثون کو
خوب جاننے والے ہو جب کوئی حدیث صحیح تمکو معلوم
ہو تو مجھے بتاؤ مین اسکو مذہب بناؤنگا کوفہ کی حدیث
ہو یا بصرہ کی یا شام کی یہ بات ابن ہمام نے
نقل کی ہے اور یہ بات انہون نے اسلئے کہی تہی کہ
بہتیری حدیثین ایسی ہین جنکو بجز ایک شہر یا ایک
گہر کے لوگون کے کوئی روایت نہین کرتا یا اسکا
راوی کوئی ایسا صحابی کم روایت گوشہ نشین ہے
جس سے کم لوگون نے روایت لی ہو ایسی حدیثون
سے اکثر اہل فتوی بے خبر رہتے ہین اور انکے پاس
آثار و اقوال صحابہ و تابعین کے بہی خوب جمع ہوئے
اور پہلے لوگ اپنے ہی شہر کے لوگون اور صحبتون
کے اقوال و آثار کو جمع نہ کر سکتے تہے -
اور پہلے لوگ راویون کے نام جاننے اور انکے مراتب

الا شرذمة قليلون - فمثل هذه الاحاديث
يغفل عنها عامة اهل الفتوى واجتمعت
عندهم آثار فقهاء كل بلد من الصحابة
والتابعين وكان الرجل فيما قبلهم لا
يتمكن من جمع حديث بلده واصحابه وكان من
قبلهم يعتمدون في معرفة اسماء الرجال
ومراتب عدالتهم على ما يخلص اليهم من
مشاهدة الحال وتتبع القرائن وامعن هذه
الطبقة في هذا الفن وجعلوه شيئا
مستقلا بالتدوين والبحث وناظروا
في الحكم بالصحة وغيرها فانكشف عليهم
بهذا التدوين والمناظرة ما كان خافيا
وكان سفيان ووكيع وامثالهما يجتهدون
غاية الاجتهاد فلا يتمكنون من الحديث
المرفوع المتصل الا من دون الف حديث
كما ذكره ابو داود السجستاني في رسالته
الى اهل مكة وكان اهل هذه الطبقة
يروون اربعين الف حديث فما
يقرب منه بل صح عن البخاري انه اختصر صحيحه

کی عدالت پہچانتے تہے بلکہ صرف مشاہدہ پر اعتماد کرتے جو کچھ
ظاہر حال رواۃ و قراین موجودہ سے حاصل ہوتا تہا
ان پچہلے لوگون نے اس فن مین خوب تحقیق
کی اور اسمین مستقل بحث و تالیف کی اور حدیث
کے صحیح وغیرہ صحیح ہونے مین خوب بحث کی اور
اس بحث و تالیف سے وہ امور کہل گئے جو پہلے
لوگون پر مخفی تہے سفیان وکیع وغیرہ پہلے
لوگون نے بہت کوششین کین تب ہی ایک ہزار
سے کم کم مرفوع متصل حدیثین پائین جیسا کہ
ابو داود نے اپنے رسالہ مین ذکر کیا ہے اور
اس پچہلے طبقہ کے لوگ چالیس چالیس ہزار
حدیثین روایت کرتے ہین بلکہ امام بخاری سے
ثابت ہے کہ انہون نے اپنی کتاب کو چہہ ہزار*
حدیث سے انتخاب کیا اور ابو داود نے
اپنی کتاب سنن کو پانچہزار حدیث سے اختصار کیا
امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند کو احادیث
نبویہ کے لئے میزان ٹہرا دیا ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ جو
حدیث اسمین ہے اگرچہ ایک ہی سند سے ہو وہ اصل
رکہتی ہے اور جو اسمین نہ ہو اسکی کوئی اصل نہین۔†

* اصل نسخہ حجۃ اللہ البالغہ مین یہی لفظ چہہ ہزار کا ہے مگر یہ کاتب کی غلطی ہے صحیح لفظ چہہ لاکہہ ہے چنانچہ صحیح بخاری
کی شروح سے معلوم ہے۔ اسیطرح ابو داود کی نسبت صحیح لفظ پانچ لاکہہ ہے جیسا کہ کتب شروح سے ظاہر ہے۔

فكان رؤس هؤلاء عبد الرحمن بن مهدي ويحيى بن سعيد القطان ويزيد بن هارون وعبد الرزاق وابو بكر بن ابي شيبة ومسدد وهناد واحمد بن حنبل واسحق بن راهويه والفضل بن دكين وعلي المديني واقرانهم - وهذه الطبقة هي الطراز الاول من طبقات المحدثين فرجع المحققون منهم بعد احكام فن الرواية ومعرفة مراتب الاحاديث الى الفقه فلم يكن عندهم من الرأي ان يجمع على تقليد رجل ممن مضى مع ما يرون من الاحاديث والآثار المناقضة في كل مذهب تلك المذاهب فاخذوا يتتبعون احاديث النبي صلعم وآثار الصحابة والتابعين والمجتهدين على قواعد احكموها في نفوسهم وانا ابينها لك في كلمات يسيرة كان عندهم انه اذا وجد في المسئلة قرآن ناطق فلا يجوز التحول منه الى غيره واذا كان القرآن محتملاً لوجوه فالسنة قاضية عليه فاذا لم يجد في كتاب الله اخذوا

اس طبقہ کے سردار یہہ لوگ تھے عبدالرحمن بن مہدی - یحیی ابن سعید - یزید بن ہارون - عبدالرزاق - ابوبکر بن ابی شیبہ - مسدد ہناد - احمد بن حنبل - اسحق بن راہویہ - فضل بن دکین - علی مدینی وغیرہ - یہہ طبقہ محدثین کے طبقات میں اول نشان تھے - اس طبقہ کے محقق لوگ فن روایت کو مضبوط کرنے اور مراتب حدیث کی پہچاننے کے بعد فقہ کیطرف متوجہ ہوئے انکے نزدیک فقہ اس کا نام نہ تہا کہ کسی ایک شخص کی (جو گذر چکا ہو) تقلید کیجاوے باوجودیکہ مذاہب متقدمین سے ہر مذہب میں احادیث وآثار متناقضہ نظر آرہے ہیں - پس وہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ وآثار صحابہ واقوال تابعین ومجتہدین کی بحسب قواعد ذیل تفحص کرنے لگے -

(۱) ان کا قاعدہ تہا کہ جب کسی مسئلہ میں قرآن ناطق پاتے تو پہر اور کسی کی طرف توجہ نہ کرتے - اور اگر قرآن کئی معانی کا محتمل ہوتا تو قرآن پر حدیث کو منصف سمجہتے -

(۲) جب کتاب اللہ میں کوئی حکم نہ پاتے تو وہ حکم سنت (یعنی حدیث) سے لیتے خواہ وہ

سنة رسول الله صلعم سواء كان مستفيضا
دائرا بين الفقهاء او يكون مختصا باهل بلد
او اهل بيت او بطريق خاصة وسواء عمل
به الصحابة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى كان
في المسئلة حديث فلا يتبع فيها خلافه اثر من الآثار
ولا اجتهاد احد من المجتهدين واذا فرغوا جهدهم
في تتبع الاحاديث ولم يجدوا في المسئلة
حديثا اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعين
ولا يتقيدون بقوم دون قوم ولا بلد دون
بلد كما كان يفعل من قبلهم فان اتفق
جمهور الخلفاء والفقهاء على شيء فهو المقنع
وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم واورعهم
واكثرهم ضبطا او ما اشتهر عنهم فان
وجدوا شيئا يستوي فيه قولان فهي مسئلة
ذات قولين فان عجزوا عن ذلك ايضا تأملوا
في عمومات الكتاب والسنة وايماءاتهما و
اقتضاءاتهما وحملوا نظير المسئلة عليها في
الجواب اذا كانتا متقاربتين بادي الرأي لا يعتمدون
في ذلك على قواعد من الاصول ولكن على ما يخلص
الى الفهم ويثلج به الصدر كما انه ليس ميزان
التواتر عدد الرواة ولا حالهم ولكن

حدیث فقہا مین مشہور ہوتی خواہ کسی شہر یا لوگون
سے مخصوص ہوتی کسی صحابی یا تابعین کے نزدیک
معمول بہ ہوتی خواہ نہوتی جب وہ کسی مسئلہ
مین حدیث پاتے تو پھر اثر صحابی واجتہاد مجتہد
(جو اسکے خلاف ہوتا) کے پیچھے نہ جاتے۔

(۳) اور جب باوجود بہت تلاش و نہایت
کوشش کے کوئی حدیث نہ پاتے تو جماعت صحابہ
و تابعین کے اقوال کو لے لیتے بلا خصوصیت
اسکے کہ وہ کسی قوم یا شہر یا گھر کے لوگ ہون
جیسا کہ انسے پہلے لوگ کیا کرتے تھے۔ پس جس امر
پر اکثر خلفا و فقہا کے اقوال متفق ہوتے اسپر
اعتماد کرتے اور کسی امر مین علما کا اختلاف پاتے
تو انمین سے جو بڑا عالم یا متقی یا بہت ضابطہ
ہوتا اسکے قول کو اعتبار کرتے۔ اور جس مسئلہ مین
دو قول مساوی پاتے اسکو دو طرحکا مسئلہ قرار دیتے

(۴) اور اگر ایسا مسئلہ بھی نپاتے تو کتاب سنت
کے عموم و اشارہ و اقتضا وغیرہ مین تامل کرتے
پس جو نص سے سمجھہ مین آتا اسکی نظیر کو اسپر محمول
کرتے اگر دونون کو بادی الرای مین باہم ملتا
جلتا دیکھتے اسباب مین وہ قواعد اصولی پر بہروسہ
نکرتے بلکہ اپنی سمجھہ اور دل کے اطمینان پر اعتماد

اليقين الذي يعقبه في قلوب الناس كما
نبهنا على ذلك في بيان حال الصحابة وكان
هذه الاصول مستخرجة عن صنيع الاوائل و
تصريحاتهم۔

وعن ميمون بن مهران قال كان ابوبكر اذا
ورد عليه الخصم نظر في كتاب الله فان
وجد فيه ما يقضي بينهم قضى به وان
لم يكن في الكتاب وعلم من رسول الله
صلى الله عليه وسلم في ذلك الامر سنة
قضى به فان اعياه خرج فسال المسلمين
وقال اتاني كذا وكذا فهل علمتم ان رسول الله
صلعم قضى في ذلك بقضاء فربما اجتمع
اليه النفر كلهم يذكر من رسول الله صلى
الله عليه وسلم فيه قضاء فيقول ابوبكر
الحمد لله الذي جعل فينا من يحفظ على
نبينا فان اعياه ان يجد فيه سنة من رسول الله
صلعم جمع رؤس الناس وخيارهم فاستشارهم
فاذا اجتمع رايهم على امر قضى به ۔

وعن شريح ان عمر بن الخطاب كتب اليه
ان جاءك شيء من كتاب الله فاقض به
ولا يلفتك عنه الرجال فان جاءك ما ليس

کرنے چنانچہ تواتر میں مدار صدق واعتبار
راویوں کی کثرت اور عدالت نہیں بلکہ طمانیت
ویقین قلب ہے جیسا کہ ہم نے تفصیل حال صحابہ کے
ضمن میں بیان کیا ہے یہہ **قواعد** انہوں نے
متقدمین کی روش اور تصریحات سے نکالے تھے
میمون بن مہران نے کہا جب کوئی ابوبکر کے
پاس مقدمہ لیکر آتا تو اول کتاب اللہ میں دیکھتے
اگر اسمیں اس کا حکم پاتے تو اس پر فیصلہ کرتے
اور اگر اسمیں نپاتے تو پھر اگر اسباب میں رسول
اللہ سے کوئی حدیث یاد ہوتی تو اسکے موافق
فیصلہ کرتے ورنہ جماعت صحابہ سے پوچھتے کہ مجھے
اس قسم کا مقدمہ پیش آیا ہے تمکو اس باب میں
رسول اللہ صلعم کا کوئی فیصلہ یاد ہے پس بسا
اوقات بہت لوگ متفق ہوکر رسول اللہ کے
فیصلہ کو بیان فرماتے تو اسپر خدا کا شکر بجالاتے
اگر کسی کے پاس حدیث نپاتے تو سرداروں
اور برگزیدہ لوگوں کو جمع کرکے مشورہ چاہتے
پس جس امر پر اتفاق رای پاتے اسکے موافق فیصلہ
فرماتے ۔ اور حضرت عمر نے شریح کیطرف لکھا
اگر تیرے پاس ایسا مقدمہ آوے جسکا حکم کتاب اللہ
میں ہو تو اسکے موافق حکم دے کوئی تجھے اس سے

في كتاب الله ولم يكن فيه سنة رسول
الله صلعم فانظر ما اجتمع عليه الناس
فخذ به فان جاءك ما ليس في كتاب الله
ولم يكن فيه سنة رسول الله صلعم
ولم يتكلم فيه احد قبلك فاختر اي
الامرين شئت ان شئت ان تجتهد
برائك ثم تقدم فتقدم وان شئت
ان تتاخر فتاخر ولا ارى التاخر
الا خيرا لك - وعن عبد الله بن مسعود
قال اتى علينا زمان لسنا نقضي ولسنا
هنالك وان الله قد قدر من الامر ان
قد بلغنا ما ترون فمن عرض له قضاء
بعد اليوم فليقض فيه بما في كتاب الله
عز وجل فان جاءه ما ليس في كتاب
الله فليقض بما قضى به رسول الله
صلى الله عليه وسلم فان جاءه ما ليس
في كتاب الله ولم يقض به رسول الله
صلى الله عليه وسلم فليقض به بما قضى
به الصالحون ولا يقل اني اخاف واني
ارى فان الحرام بين والحلال بين وبين
ذلك امور مشتبهة فدع ما يريبك

نہ روک لے اور جو کتاب اللہ مین نہو اسمین حدیث
کے موافق فیصلہ کر اور اگر کوئی حدیث نہ ہو تو
پھر اتفاقی بات کو دیکھہ جسپر اکثر لوگ متفق ہون
اسکو لے - اور اگر ایسی بات ہو جسمین کسی نے
کچھہ نہ کہا ہو تو پھر خواہ اسکو اپنی راے سے فیصلہ کر
خواہ اسمین ساکت رہ - اور سکوت تیرے حق
مین مفید اور بہتر ہے - اور ابن مسعود نے کہا کہ
پہلے ہم ایسے زمانہ مین تھے کبھی ہمکو فیصلہ کرنیکی
ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہم اسکے لائق تھے اب تقدیر
سے یہہ وقت آپہنچا ہے جو تم دیکھتے ہو سو اب
جسکو کوئی مقدمہ پیش آوے وہ کتاب اللہ کے
موافق فیصلہ کرے اور جس امر کا حکم کتاب اللہ
مین نہ ہو اسمین حدیث کے موافق فیصلہ کرے
اور اگر حدیث بھی نہ ملے تو پہلے صالحین کے
فیصلہ کے موافق کرے اور اپنی راے و قیاس
سے کچھہ نہ کہے - کیونکہ حرام ظاہر ہے اور حلال
بھی ظاہر ہے اور دونون کے بیچ مین شبہہ
کی چیزین ہین پس جسمین شبہ ہو اُسے چھوڑ دے
اور جو بلا شبہ ہو اُسے لے لے اور جب کوئی ابن
عباس سے مسئلہ پوچھتا تو اگر آپ وہ مسئلہ
قرآن مین پاتے تو بیان فرماتے اور اگر قرآن

الی ما یریبك وكان ابن عباس اذا
سئل عن الامر فان كان فی القرآن اخبر به
وان لم یكن فی القرآن وكان عن رسول الله
صلی الله علیه وسلم اخبر به وان لم یكن
فعن ابی بكر وعمر فان لم یكن قال فیه
برائه - عن ابن عباس اما تخافون ان
تعذبوا او یخسف بكم ان تقولوا قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال
فلان - عن قتادة قال حدث ابن سیرین
رجلا بحدیث عن النبی صلعم فقال
الرجل قال فلان كذا وكذا فقال ابن سیرین
احدثك عن النبی صلعم وتقول قال
فلان كذا وكذا - عن الاوزاعی قال كتب
عمر بن عبد العزیز انه لا رای لاحد
فی كتاب الله وانما رای الائمة فیما لم ینزل
فیه كتاب ولم تمض فیه سنة من رسول
الله صلعم ولا رای لاحد فی سنة
سنها رسول الله صلعم - عن الاعمش
قال كان ابراهیم یقول یقوم عن یساره
فحدثته عن سمیع الزیات عن ابن عباس ان
النبی صلعم اقامه عن یمینه فاخذ به - عن الشعبی جاءه

مین نپاتے تو رسول اللہ کی حدیث پڑھ سنائی
اور اگر حدیث بھی نملتی تو حضرت ابو بکر یا عمر کا قول نقل
کرتے اگر یہہ بھی نپاتے تو پھر اپنی راے سے بیان
فرماتے - ابن عباس نے فرمایا ہے کہ تمہین اسمین
خوف نہین آتا جو تم کہتے ہو کہ رسول اللہ نے یہ فرمایا
اور (اسکے مخالف) فلانے کا یہہ قول ہی - قتادہ
نے کہا کہ ابن سیرین نے ایک شخص کو رسول اللہ
کی حدیث سنائی اور دوسرے نے کسیکا قول
بیان کیا تو ابن سیرین نے کہا مین تو رسول اللہ
کی حدیث سناتا ہون اور تو کہتا ہے کہ فلانی کا
یہہ قول ہے -

عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ جو امر کتاب اللہ مین
ہو اسمین کسی کی راے مقبول نہین اور ائمہ کی
راے اسمین مقبول ہے جسمین کتاب اللہ و سنت
رسول اللہ کا کوئی حکم نہ ہو -

اعمش نے کہا کہ ابراہیم نے یہہ مسئلہ بیان کیا کہ
مقتدی (جبکہ امام کے پیچھے تنہا ہو) امام کے بائین
طرف کھڑا ہو اور جب مینے سمیع زیات کی حدیث سنائی
کہ رسول اللہ نے ابن عباس کو اپنی داہنی طرف کھڑا
کیا تھا تو پھر اونہون نے اس حدیث کو لیلیا اور
شعبی کے پاس کوئی شخص مسئلہ پوچھنے کو آیا تھا تو

رجل يسئله عن شيء فقال كان ابن مسعود
يقول فيه كذا وكذا قال اخبرني انت برأيك
فقال الا تعجبون من هذا اخبرته عن
ابن مسعود ويسالني عن رأيي وديني
عندي آثر من ذلك والله لان تغني
بغنية احب الي من ان اخبرك برأيي
اخرج هذه الآثار كلها الدارمي - واخرج
الترمذي عن ابي السائب قال كنا عند
وكيع فقال لرجل ممن ينظر في الرأي اشعر
رسول الله صلعم ويقول ابو حنيفة
هو مثلة - قال الرجل فانه قد روي عن
ابراهيم النخعي انه قال الاشعار مثلة
قال رأيت وكيعا غضب غضبا شديدا
وقال اقول لك قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم وتقول قال ابراهيم
ما احقك بان تحبس ثم لا تخرج حتى
تنزع عن قولك هذا - وعن عبد الله بن
عباس وعطاء ومجاهد ومالك بن انس
انهم كانوا يقولون ما من احد الا وهو
ماخوذ من كلامه ومردود عليه الا
رسول الله صلى الله عليه وسلم

اونہون نے اسکے جواب مین قول ابن مسعود کا
سنایا اس نے کہا کہ تم اپنی راے سے بتلاؤ تو وہ
حاضرین کو کہنے لگے کیا تم اس شخص سے متعجب
نہین ہوتے کہ مین ابن مسعود کا قول سناتا ہون
اور یہ میری راے پوچھتا ہے میرا دین میرے
اعتقاد مین اس (راے سے فتوی دینے) سے
مقدم ہے بخدا اگر مین دوسرے کے قول پر
فتوی دینے سے مستغنی رہون تو مجھے اس سے
پیارا ہے کہ اپنی راے سے کچھ کہون - یہ تمام آثار
دارمی نے اپنی کتاب مین نقل کئے ہین اور ترمذی
نے روایت کی ہے کہ ہم وکیع کے پاس تھے جبکہ
اس نے اہل راے مین سے ایک شخص کو کہا کہ
رسول اللہ صلعم نے اشعار کیا ہے اور ابو حنیفہ کہتے
ہین وہ مثلہ ہے (جیتے کا کان ناک کاٹنا) اس
شخص نے جواب دیا کہ ابراہیم نخعی بھی کہتے ہین کہ
اشعار مثلہ ہے تو اسپر وکیع نہایت غصہ ہوے اور
فرمایا کہ مین رسول اللہ کی حدیث سناتا ہون اور
تو ابراہیم کا قول نقل کرتا ہے پس تیری سزا یہی
ہے کہ قید کیا جاوے یہانتک کہ اس قول سے باز آوے
اور ابن عباس و عطا و مجاہد و مالک بن انس وغیرہ
نے فرمایا ہے کہ سواے آنحضرت کے سبکی کلام سے مواخذہ

وبالجملة لما مهد والفقه على هذه القواعد
فلم تكن مسئلة من المسائل التي تكلم
فيها من قبلهم والتي وقعت في زمانهم
الا وجدوا فيه حديثا مرفوعا متصلا
او مرسلا او موقوفا صحيحا او حسنا او صالحا
للاعتبار او وجدوا اثرا من اثار الشيخين
او سائر الخلفاء او استنباطا من عموم
او ايماء واقتضاء فيسر الله لهم العمل
بالسنة على هذا الوجه - وكان اعظمهم
شانا واوسعهم رواية واعرفهم
للحديث مرتبة واعمقهم فقها احمد
بن محمد بن حنبل واسحق بن راهوية -
وكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف
على جمع شئ كثير من الاحاديث والاثار
حتى سئل احمد يكفي للرجل مائة الف
حديث حتى يفتي قال لا حتى قيل خمس
مائة الف حديث قال ارجو كذا في غاية
المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل
ثم انشاء الله تعالى قرنا اخر فراو اصحابهم
قد كفوا مؤنة جمع الاحاديث وتمهيد
الفقه على اصولهم فتفرغوا لفنون اخرى

مواخذہ ہو سکتا ہے اور ہر کسی کا قول رد ہو سکتا ہے
حاصل یہہ کہ جب اونہوں نے فقہ کو ایسے قواعد پر
بنایا تو ہر مسئلہ مین جو اس سے پہلے یا انکے زمانہ مین کہا گیا
ہو کوئی حدیث مرفوع متصل یا موقوف صحیح یا حسن یا ضعیف
آسان ہو گیا - ان لوگون مین سے عظیم الشان و
کثیر الروایۃ اور بڑے محدث و فقیہ احمد بن حنبل و
اسحق بن راہویہ تھے -
اور اس طور فقہ بنانا بہت سی جمعیت احادیث و آثار
پر موقوف ہے - یہانتک کہ امام احمد بن حنبل سے کسی نے
پوچھا کہ فتوی دینے کے لئے انسان کو ایک لاکھہ
حدیث کافی ہے ؟ آپنے فرمایا نہین ہے آخر کہا گیا
کہ پانچ لاکھہ حدیث کافی ہے - آپ بولے ہان امید
کرتا ہون - ایسا ہی غایۃ المنتہی (کتاب کا نام ہے)
مین بیان کیا ہے - اس سے آپکی مراد ان اصول و قواعد
کے موافق فتوی دینا ہے جنکا بیان اوپر ہو چکا ہے
ان کے بعد خدا تعالی نے اور (**محدث**)
لوگون کو پیدا کیا - اونہون نے دیکہا کہ ہم سے پہلے
محدثون نے حدیث کو جمع کر دیا ہے اور قواعد المحدثین
کے موافق فقہ کی بنا بہی قایم کر دی ہے تو اونہون
نے اور علوم حدیث کے لئے فارغ ہو کر اہتمام کیا
جیسے حدیث صحیح کو جسپر اکابر المحدثین (امثال یزید

لائق عمل یا استحسان وغیرہ خلفاء کا اثر یا کسی مجتہد یا قاضی کا فیصلہ یا عموم و ایماء نص کا استنباط (غرض جو کچھ ...) الکو ملجا تو اسکو حدیث پر عمل کرنا

كتمييز الحديث الصحيح المجمع عليه بين
كبراء اهل الحديث كيزيد بن هارون
ويحيى بن سعيد القطان واحمد واسحق
واضرابهم وجمع احاديث الفقه التي
بنى عليها فقهاء الامصار وعلماء
البلدان مذاهبهم وكالحكم على كل
حديث بما يستحقه وكالشاذة والفاذة
من الاحاديث التي لم يرووها او
طرقها التي لم يخرجوا من جهتها الاوائل
مما فيه اتصال او علو سند او رواية
فقيه عن فقيه او حافظ عن حافظ ونحو
ذلك من المطالب العلمية - وهؤلاء هم
البخاري ومسلم وابو داؤد وعبد بن حميد
والدارمي وابن ماجة وابو يعلى والترمذي
والنسائي والدارقطني والحاكم والبيهقي
والخطيب الديلمي وابن عبد البر وامثالهم
وكان اوسعهم علما عندي وانفعهم
تصنيفا واشهرهم ذكرا رجال اربعة
متقاربون في العصر اولهم ابو عبد الله
البخاري وكان غرضه تجريد الاحاديث
الصحاح المستفيضة المتصلة من غيرها

بن ہارون ویحیی بن سعید واحمد بن حنبل واسحق
بن راہویہ) کا اتفاق ہو غیر سے علیحدہ وتمیز کرنا
اوران احکامی وفقہی احادیث کو جن پر مجتہدین
وفقہاے بلاد نے اپنے مذہب کی بنا قائم کی ہے
اکٹھا کرنا اور ہر ایک حدیث پر اسکے موافق حکم لگانا
اور شاذ ونادر حدیثون کو جنکو پہلون نے روایت
نہین کیا یا انکی خاص اسنادون سے تعرض نہین
کیا۔ اور انمین اتصال یا علو اسناد یا فقیہ کی فقیہ
سے یا حافظ الحدیث کی حافظ الحدیث سے روایت
پائی جاتی ہے یا ایسی ہی اور علمی مطالب انکو بیان
کرنا۔

وہ **لوگ** یہہ ائمہ ہین بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد
عبید بن حمید۔ دارمی۔ ابن ماجہ۔ ابو یعلی۔ ترمذی
نسائی۔ دارقطنی۔ حاکم۔ بیہقی۔ خطیب (البغدادی)
دیلمی۔ ابن عبد البر اور ان کے امثال واقران
ان سب مین سے ہمارے خیال مین بڑے
وسیع العلم اور تصنیف سے خلائق کو نفع رسان اور
مشہور چار شخص ہین جو باہم قریب زمانہ تھے۔
اول امام ابو عبد اللہ **بخاری** ان کا مقصود
صحیح احادیث کو جو مشہور اور متصل اسانید ہون
اور اقسام سے چھانٹنا اور ان سے فقہ وسیرت

واستنباط الفقه والسيرة والتفسير منها فصنف جامع الصحيح ووفى بما شرط۔

وبلغنا ان رجلا من الصالحين رای رسول الله صلعم في منامه وهو يقول مالك اشتغلت بفقه محمد بن ادريس وتركت كتابي قال يا رسول الله وما كتابك قال الصحيح البخاري ولعمري انه نال من الشهرة والقبول درجة لا يرام فوقها۔

وثانيهم مسلم النيشاپوری توخى تجريد الصحاح المجمع عليها بين المحدثين المتصلة المرفوعة مما يستنبط منه السنة وارادة تقريبها الى الاذهان وتسهيل الاستنباط منها فرتب ترتيبا جيدا وجمع طرق كل حديث فی موضع واحد ليتضح اختلاف المتون وتشعب الاسانيد اصرح ما يكون وجمع بين المختلفات فلم يدع لمن له معرفة لسان العرب عذرا فی الاعراض عن السنة الى غيرها۔

وتفسیر کو استنباط کرنا۔ پس اونہون نے اس مدعا کے لئے اپنی کتاب جامع صحیح (جو صحیح بخاری) بنائی اور اُسمین اپنی وہ شرط پوری کر دکہائی۔

ہمکو خبر ملی ہے کہ ایک نیک آدمی نے آنحضرت کو خواب مین دیکہا تو آنحضرت نے فرمایا تجہکو کیا ہوا ہے تو محمد بن ادریس (امام شافعی) کی فقہ سے مشغول ہے اور میری کتاب کو چہوڑ رہا ہے اُس نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آپکی کتاب کون سی ہے آپ نے فرمایا میری کتاب صحیح بخاری ہے۔ مجہے اپنی عمر (دینے والے) کی قسم ہے صحیح بخاری نے وہ شہرت وقبولیت پائی ہے جس سے فوقیت نا متصور ہے۔

دوسرے (امام) **مسلم** نیشاپوری ہین اُنہون نے اتفاقی صحیح حدیثون کو (جو متصل ومرفوع ہین اور انسے احکام استنباط کئے جاتے ہین) چہانٹنے کا قصد کیا اور اس احادیث کا قریب الفہم کرنا اور انسے استنباط مسایل کا آسان کر دینا چاہا پس اپنی کتاب کو عمدہ ترتیب سے مرتب کیا اور ہر حدیث کی سبہی اسنادون کو ایک جگہ جمع کیا تاکہ اس سے متون احادیث کا اختلاف اور انکی سندون کا تعدد صاف طور پر معلوم ہو اور مختلف حدیثونکو باہم موافق کر دیا تاکہ جسکو محاورہ عرب سے واقفیت ہو اسکو حدیث سے دور ہین لطف

وثالثهم ابو داؤد السجستاني وكان همه جمع الاحاديث التي استدل بها الفقهاء ودارت فيهم وبنى عليها الاحكام علماء الامصار فصنف سننه وجمع فيها الصحيح والحسن واللين والصالح للعمل قال ابو داؤد ما ذكرت في كتابي حديثا اجمع الناس على تركه وما كان منها ضعيفا صرح بضعفه وما كان فيه علة بينها بوجه يعرفه الخائض في هذا الشان —

وترجم على كل حديث بما قد استنبط منه عالم وذهب اليه ذاهب ولذلك صرح الغزالي وغيره بان كتابه كاف للمجتهد —

ورابعهم ابو عيسى الترمذي وكانه استحسن طريقة الشيخين حيث بينا وما ابهما وطريقة ابي داؤد حيث جمع كل ما ذهب اليه ذاهب فجمع كلتا الطريقتين وزاد عليها بيان مذاهب الصحابة والتابعين

تیسرے (امام) **ابوداؤد السجستانی** انکا قصد یہ تھا کہ ان احادیث کو جنسے فقہاء نے استدلال کیا ہے اور وہ انمیں دایر وسائر ہیں اور انپر علماء دیار نے احکام کی بنا ڈالی ہے یکجا کردیں پس انہوں نے اپنی کتاب سنن (ابوداؤد) تصنیف کی اور اسمیں (ہر قسم کی حدیثیں) صحیح حسن ضعیف (جو عمل کے لایق ہو) جمع کردیں - اور ابوداؤد نے کہا ہے کہ میں نے اپنی کتاب میں ایسی حدیث کوئی وارد نہیں کی جسکے متروک العمل (وضعیف) ہونے پر سب کا اتفاق ہو اور ان احادیث کو جو ضعیف ہیں ضعیف بتا دیا ہے اور جسمیں کوئی علت قادح صحت ہو اسکو ایسے طور سے بیان کردیا ہے جسکو اس فن میں غور کرنیوالے پہچانتے ہیں - ہر حدیث کا ترجمۃ الباب وہ مسئلہ مقرر کیا ہے جو کسی نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے اور کسی نے کسی کا وہ مذہب ہے اسی نظر سے امام غزالی نے فرمایا ہے کہ اسکی کتاب مجتہد کے لئے کافی ہے -

چوتھے (امام) **ابو عیسی ترمذی** انہوں نے شیخین (امام بخاری وامام مسلم) کے طریق کو پسند واختیار کیا کہ جو کچھ وارد کیا اسکا حال بیان کردیا مبہم نہیں چھوڑا اور طریق ابوداؤد کو بھی لیا کہ ہر مسئلہ اور ہر حدیث کو جسکا کوئی قایل و متمسک ہو اسی جمع کردیا اس طرف پر یہ طرہ بڑھا دیا کہ مذہب صحابہ وتابعین

وفقهاء الامصار فجمع كتابا جامعا واختصر طرق الحديث اختصارا لطيفا فذكر واحدا واومى الى ما عداه وبين امر كل حديث من انه صحيح او حسن او ضعيف او منكر وبين وجه الضعف ليكون الطالب على بصيرة من امره فيعرف ما يصلح للاعتبار عما دونه وذكر انه مستفيض او غريب وذكر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار وسمى من يحتاج الى التسمية وكنى من يحتاج الى الكنية ولم يدع خفاء لمن هو من رجال العلم ولذلك يقال انه كاف للمجتهد مغني للمقلد۔

ومجتہدین کو بھی ذکر کر دیا۔ پس کتاب جامع ترمذی تصنیف کی اسمین احادیث کی سندون کو اختصار وار د کیا ایک اسناد کو پورا بیان کر دیا باقی کو مختصر واشارۃً اور ہر حدیث کا حال بیان کر دیا کہ وہ صحیح ہے یا حسن یا ضعیف ہی یا منکر اور وجہ ضعف کو بھی ساتھ ہی بیان کر دیا تاکہ طالب حدیث کو بصیرت حاصل ہو اور وہ لایق اعتبار کو غیر لائق سے تمیز کرے اور جس راوی کے نام جاننے کی ضرورت تھی انکا نام بتا دیا جسکی کنیت جاننے کی حاجت تھی اسکی کنیت بتا دی اور کسیطرح کا خفا اہل علم کے لئے باقی نہ رہنے دیا اسی نظر سے اس کتاب کی حق مین کہا گیا ہے کہ وہ مجتہد کے لئے کافی ہے اور مقلد کے لئے تقلید غیر سے مُغنی (بے پرواہ کرنیوالی)۔

وكان بازاء هؤلاء في عصر مالك وسفيان وبعدهم قوم لا يكرهون للمسائل ولا يهابون الفتيا ويقولون على الفقه بناء الدين فلا بد من اشاعته ويهابون رواية حديث رسول الله صلعم والرفع اليه حتى قال الشعبي على من دون النبي صلعم احب الينا فان كان فيه زيادة او نقصان كان على من دون النبي صلى الله عليه وسلم

اور ان لوگون کے مقابلہ مین امام مالک اور سفیان کے زمانہ مین اور ان کے پیچھے ایسے لوگ بھی ہوئے ہین جو (استنباط واجتہادی) مسائل بتانے اور فتوے دینے سے نہ ڈرتے اور یہ خیال کرتے کہ دین کی بنا فقہ (واجتہاد) پر ہے اسکی اشاعت ضرور چاہیے اور آنحضرت سے حدیث روایت کرنیسے ڈرتے۔ شعبی کا قول ہے کہ آنحضرت سے ورے کسی اور کا قول بیان کرنا مجھے پسند ہے کیونکہ اسمین کمی بیشی بھی ہو جائے تو اسی اور

وقال ابراهيم انوقال عبد الله وقال علقمة احب الينا - وكان ابن مسعود اذا حدث عن رسول الله تربد وجهه وقال هكذا او نحو هكذا او نحوه

وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار الى الكوفة انكم تاتون الكوفة فتاتون قوما لهم ازيز بالقرآن فياتونكم فيقولون قدم اصحاب محمد قدم اصحاب محمد صلعم فياتونكم فيسالونكم عن الحديث فاقلوا الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال ابن عون كان الشعبي اذا جاءه شيء اتقى وكان ابراهيم يقول ويقول اخرج هذه الآثار الدارمي -

فوقع تدوين الحديث والفقه والمسائل من حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك انه لم يكن عندهم من الاحاديث والآثار ما يقدرون به على استنباط الفقه على الاصول التي اختارها اهل الحديث ولم تنشرح صدورهم للنظر في اقوال علماء البلدان وجمعها والبحث عنها واتهموا انفسهم في ذلك وكانوا اعتقدوا

ابراہیم کا قول ہے کہ مین جواب مسایل مین صرف یہ کہدون کہ عبداللہ نے یون کہا ہے تو مجھے بہت پسند ہے - اور ابن مسعود جب حدیث آنحضرت سے روایت کرتے آپکا چہرہ (کمی بیشی ہوجانیکے خوف سے) متغیر ہوجاتا اور یہ کہتے کہ آنحضرت نے ایسا فرمایا ہے یا مثل اسکے اور کچھ - حضرت عمر نے جب ایک جماعت انصار کو کوفہ مین بھیجا تو انکو فرمادیا کہ تم کوفہ پہنچوگے تو لوگ تمہارا آنا سنکر تمہارے پاس آوینگے اور آنحضرت کی حدیثین پوچھین گے پس آنحضرت سے روایت حدیث کم کرنا* - ابن عون نے کہا ہے جب شعبی کے پاس کوئی سوال آتا تو وہ ڈر جاتے اور اُنکی جواب مین یون کہتے کہ ابراہیم کا اسمین یہ قول ہے ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے

پس حدیث اور فقہ اور مسایل کی تصنیف انکی حاجت کے مطابق اور طور سے ہوئی جسکا بیان یہ ہے کہ اُن کے پاس احادیث و آثار تو اس قدر نہ تھے جس سے وہ اہل حدیث کے اصول پر استنباط مسایل فقہ کرسکتے اور علماء کے اقوال مین نظر اور بحث کرنی انہون نے پسند نہ کی اس امر مین

* یعنی سوچ سمجھ کر جو ٹھیک یاد ہو وہ روایت کرنا - جو مونہہ مین آوے نہ کہدینا -

فی ائمتہم انہم فی الدرجة العُلیا من التحقیق
وکان قلوبہم امیل شیٔ الی اصحابہم کما
قال علقمة ہل احد منہم اثبت من عبد اللّٰہ
وقال ابو حنیفة ابراہیم افقہ من سالم
ولولا فضل الصحبة لقلت علقمة افقہ من
ابن عمر وکان عندہم من الفطانة و
الحدس وسرعة انتقال الذہن من شیٔ
الی شیٔ ما یقدرون بہ علی تخریج جواب
المسائل علی اقوال اصحابہم وکل
میسر لما خلق لہ وکل حزب بما لدیہم
فرحون فمہدوا الفقہ علی قاعدة
التخریج وذالک ان یحفظ کل احد کتاب
من ہو لسان اصحابہ واعرفہم باقوال
القوم واصحہم نظرا فی الترجیح فیتامل
فی کل مسئلة وجہ الحکم فکلما سئل
عن شیٔ او احتاج الی شیٔ رای فیما یحفظہ
من تصریحات اصحابہ فان وجد الجواب
فیہا والا نظر الی عموم کلامہم فاجراہ
علی ہذہ الصورة او اشارة ضمنیة

وہ اپنی نسبت بدگمان رہے اور اپنے آپ کو اس امر
کے لائق نہ سمجھے اور اپنے ائمہ کے حق میں یہ اعتقاد
رکھتے تھے کہ وہ بڑے عالی رتبہ تحقیق پر تھے
اور انکے دل انکی طرف بہت مائل تھے چنانچہ
علقمہ نے کہا ہے کہ کیا ابن مسعود سے کوئی زیادہ
مضبوط ہے۔ ایسا ہی ابو حنیفہ نے ابراہیم
اور علقمہ کے حق میں کہا ہے کہ وہ بڑے سمجھدار تھے*
ان انہیں سمجھ اور تیزی طبع اور سرعت انتقال
ذہنی اس قدر تھی کہ وہ اس سے اپنے اماموں
کے اقوال سے جواب مسائل نکال لیتے ہیں
انہوں نے اسی قاعدہ تخریج پر بات سے بات نکالی
سے فقہ کی جڑ جمائی تخریج کی صورت
یہ ہے کہ ایسے شخص کی جو اقوال و مذاہب
سے خوب واقف ہو کتاب کو یاد کرے اور ہر مسئلہ
میں حکم کی وجہ سوچ رکھے پس جب کبھی کوئی مسئلہ پوچھا
جائے اگر اس کتاب میں ائمہ کا صریح قول پایا تو اسکو
جواب میں پڑھ دسنایا۔ نہیں تو کسی قول کے
عموم کو دیکھا اسمیں وہ مسئلہ داخل سمجھا تو اسپر
وہ حکم جاری کیا اور اگر اس قول میں کوئی اشارہ

* یہ تمثیل بنا بر تسلیم مشہور ہے اور در حقیقت یہ قول حضرت امام ابو حنیفہ سے بسند صحیح ثابت نہیں
(چنانچہ ہمارے ضمیمہ اخبار سفیر ہند سنہ ۶ء میں اسکی پوری تفصیل ہو چکی ہے) اسی نظر سے ہم نے اس قول کا ترجمہ پورا نہیں کیا۔

لکلام فاستنبط منها وربما كان لبعض
الكلام ایماء او اقتضاء یفهم المقصود
وربما كان للمسئلة المصرح بها نظیر
یحمل علیها وربما نظروا فی علة الحکم
المصرح به بالتخریج او بالسبر والحذف
فاداروا حکمه علی غیر المصرح به وربما
کان له کلامان لو اجتمعا علی هیئة القیاس
الاقترانی او الشرطی انتجا جواب المسئلة
وربما کان فی کلامهم ما هو معلوم
بالمثال والقسمة غیر معلوم بالحد الجامع
المانع فیرجعون الی اهل اللسان ویتکلفون
فی تحصیل ذاتیاته وترتیب حد جامع مانع له وضبط
مبهمه وتمییز مشکله وربما کان کلامهم
محتملا لوجهین فینظرون فی ترجیح احد
المحتملین وربما یکون تقریب الدلائل
خفیا فیبینون ذلک وربما استدل بعض
المخرجین من فعل ائمتهم وسکوتهم
ونحو ذلک فهذا هو التخریج ویقال له القول
المخرج لفلان کذا ویقال علی مذهب
فلان او علی اصل فلان او علی قول
فلان جواب المسئلة کذا وکذا ویقال

پایا تو اس سے مسئلہ نکال لیا اور بعض اقوال
میں کچھ اقتضاء و ایماء بھی پائی جاتی ہے جس سے
مطلب کا سمجھنا ممکن ہوتا ہے اور بعض مسائل
کی نظیر ملجاتی ہے جسپر وہ مسئلہ محمول ہو سکتا ہے
- اور کبھی علماء ایسے کسی صریح حکم سے علت نکالتے
ہیں اور اسپر اسکی نظیر کو قیاس کرتے ہیں - اور
بعض اماموں کے ایسے دو قول پائے جاتے ہیں
جنکو بطور قیاس اقترانی یا شرطی کے ملانے
سے جواب مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے - اور کبھی مجتہد کی
کلام میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو بطور مثال
معلوم ہوتی ہیں انکی پوری حقیقت و تعریف
مذکور نہیں ہوتی - پس اس مجتہد کے پیرو علماء
ان باتوں کے جاننے میں محاورہ اہل زبان
کی طرف رجوع کرکے اپنی طرف سے بہ تکلف
انکی حدیں و تعریفیں مقرر کرتے ہیں اور ان
مثالوں کو قواعد کلیہ بنا دیتے ہیں اور کبھی انکے
اقوال دو معنی کے محتمل ہوتے ہیں تو وہ لوگ
ایک معنی کو ترجیح دیتے ہیں کبھی اُن کے دلایل
کا بیان و سیاق مخفی ہوتا ہے تو وہ اسکو واضح
کر دیتے ہیں اور بعض اوقات تخریج کرنیوالے
اپنے اماموں کی فعل و سکوت سے کوئی بات نکال لیتے ہیں

لهولاء المجتهدون في المذهب وعني هذا
الاجتهاد على هذا الاصل من قال من حفظ
المبسوط كان مجتهدا اي وان لم يكن له
علم برواية اصلا او بحديث واحد
فوقع التخريج في كل مذهب كثر فاي
مذهب كان اصحابه مشهورين ووسد
اليهم القضاء والافتاء واشتهر تصانيفهم
في الناس ودرسوا درسا ظاهرا انتشر
في اقطار الارض ولم يزل ينتشر كل حين
واي مذهب كان اصحابه خاملين ولم
يولوا القضاء والافتاء ولم يرغب فيهم
الناس اندرس بعد حين -

تخریج اس فعل کا نام ہے اور اس بات کو جو نکالی جاتی ہے تو قول مخرج (نکالی ہوئی بات) کہا جاتا ہے اور اسکا یون بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بات فلانے مجتہد کے مذہب یا قول یا اصول سے نکالی ہوئی ہے اور ان لوگون کو جو ایسی بات نکالتے ہین مجتہد فی المذہب کہا جاتا ہے اسی طور پر اجتہاد کرنا اس شخص کے قول مین مراد ہے جسنے کہا ہے کہ جس نے کتاب مبسوط یاد کر لی وہ مجتہد ہے - یعنی اگرچہ اسکو ایک روایت حدیث کا بھی علم نہ ہو - اس طور سے تخریج سب مذاہب مین ہو چکی ہے پس جس مذہب کے لوگ مشہور ہوئے اور قضا و فتوی ان کے سپرد ہوئے اور انکی تصنیفین لوگون مین مشہور ہوئین وہ مذاہب اطراف زمین مین پھیل گئے اور جس مذہب کے لوگ گوشہ نشین و گمنام ہوئے نہ کہین کے قاضی ہوئے نہ مفتی بنے اور لوگ ان کی طرف راغب نہوئے وہ مذاہب ایک زمانہ کے بعد بے نشان ہو گئے -

* یہ بھی ایک اصطلاح ہے اور جو ابن کمال پاشاہ نے مجتہدین کے سات طبقے ٹھہرائے ہین اور ان مجتہدین فی المذاہب کو دوسرے طبقہ مین اور اہل تخریج کو چوتھے طبقہ مین شمار کیا ہے اور ہر ایک کو جداگانہ منصب دیا ہے وہ خاص اسکی اصطلاح ہے جسمین کل ائمہ سلف سے اسکا پیشوا نہین ہے علامہ **ہارون جنفی** نے کتاب **ناظورۃ الحق** مین ابن کمال پاشا کا پورا تعقب کیا ہے اور اسکی کلام کو نقل کر کے صاف فرمادیا ہے ہو بعید عن الصحۃ بمراحل فضلا عن حسنہ فانہ تحکمات باردۃ وخیالات فارغۃ الخ - اور ہماری زمانہ کے محقق حنفی مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نے بھی اپنی بعض رسائل مین علامہ ہارون کا توافق کیا ہے اور ابن کمال پاشا کی تقسیم و تجویز کو رد کر دیا ہے - اڈیٹر

پھر چوتھی صدی کی پہلی اور پچھلی لوگونکی بیانات مین فرمایا ہے - جان لے کہ

باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ وبعدها

اعلم ان الناس کانوا قبل المائۃ الرابعۃ

غیر مجمعین علی التقلید الخالص لمذہب

واحد بعینہ - قال ابو طالب المکی فی

قوت القلوب ان الکتب والمجموعات

محدثۃ والقول بمقالات الناس والفتیا

بمذہب الواحد من الناس واتخاذ قولہ

والحکایۃ لہ من کل شیء والتفقہ علی

مذہبہ لم یکن الناس قدیما علی ذلک

فی القرنین الاول والثانی انتہی - اقول

وبعد القرنین حدث فیہم شیء من التخریج

غیر ان اہل المائۃ الرابعۃ لم یکونوا

مجتمعین علی التقلید الخالص علی مذہب

واحد والتفقہ لہ والحکایۃ لقولہ کما

یظہر من التتبع - بل کان فیہم العلماء

والعامۃ - وکان من خبر العامۃ انہم

کانوا فی المسائل الاجماعیۃ التی لا اختلاف

فیہا بین المسلمین او جمہور المجتہدین

لا یقلدون الا صاحب الشرع وکانوا

یتعلمون صفۃ الوضوء والغسل والصلوۃ

چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید

محض پر متفق نہ تھے ابو طالب مکی نے (کتاب)

قوت القلوب مین کہا ہے کہ کتابین اور تالیفات

سب نئی نکلی ہین اور لوگون کے اقوال سے قائل ہونا

اور ایک شخص کے مذہب پر فتوی دینا اور ہر امر مین

اسی کے قول کو تھام رکھنا اور نقل کرنا اور اسی کے

مذہب پر اجتہاد کرنا اسپر قدیمی لوگ پہلے اور دوسرے

زمانے کے نہ تھے - مین (مصنف حجۃ اللہ) کہتا ہون

کہ ان زمانون کے بعد کچھ کچھ تخریج شروع ہوئی - پھر

چوتھی صدی کے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض

اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرنے اور اسی کی کلام

کو نقل کرنے پر نہ تھے جیسا کہ انکے حالات ٹٹولنے سے

معلوم ہوتا ہے بلکہ ان مین دو قسم کے لوگ تھے

(خاص) علما اور (عام) لوگ عام لوگون کا تو یہ

حال تھا کہ وہ ان مسائل اتفاقیہ مین (جنمین تمام مسلمانون

یا جمہور مجتہدون کا اختلاف نہین) تو بجز صاحب شریعت

(آنحضرت صلعم) کسی کی تقلید نہ کرتے وہ (وضو

و غسل و نماز و زکوۃ وغیرہ) اپنے بزرگون یا استادون

سے سیکھتے اور اسپر چلتے - اور جب انکو کوئی (نادر)

واقعہ پیش آتا تو اسمین جس مفتی کو پاتے فتوی پوچھ

والزكوة ونحو ذلك من ابائهم او معلمي
بلدانهم فيمشون بحسب ذلك واذا وقعت
لهم واقعة استفتوا فيها اي مفتي وجدوا
من غير تعيين مذهب وكان من خبر
الخاصة انه كان اهل الحديث منهم
يشتغلون بالحديث فيخلص اليهم من
احاديث النبي صلعم واثار الصحابة ما لا
يحتاجون معه الى شئ اخر في المسئلة من حديث
مستفيض او صحيح قد عمل به بعض الفقهاء
ولا عذر لتارك العمل به او اقوال متظاهرة
لجمهور الصحابة والتابعين مما لا يحسن
مخالفتها فان لم يجد في المسئلة ما يطمئن
به قلبه لتعارض النقل وعدم وضوح
الترجيح ونحو ذلك رجع الى كلام بعض
من مضى من الفقهاء فان وجد قولين
اختار اوثقهما سواء كان من اهل المدينة
او من اهل الكوفة - وكان اهل التخريج
منهم يخرجون فيما لا يجدونه مصرحا
ويجتهدون في المذهب كان هؤلاء

لیتے بجز اسکے کہ کوئی مذہب خاص معین کرتے
اور **خاص** علماء کا یہہ حال تہا کہ انہین **اہلحدیث**
تو حدیث سے مشغول رہتے - پس انکو احادیث نبویہ
و آثار صحابہ اس قدر پہنچ جاتے جنکے ہوتے وہ کسی
مسئلہ مین کسی اور قول و اجتہادی بات کے محتاج
نہوتے یا انکو اقوال جمہور صحابہ و تابعین ایکدوسرے
کے موید جنکی مخالفت پسندیدہ نہو پہنچ جاتے اور اگر
کسی مسئلہ مین ایسی حدیث یا اثر نہ پاتے تو بعض مجتہدین
سابق کے اقوال کیطرف مراجعت فرماتے - اور
اگر اقوال مجتہدین مین بہی اختلاف پاتے تو انمین
جس قول کو زیادہ مضبوط دیکہتے عمل مین لاتے - اہل مدینہ
کا ہو خواہ کوفہ کا اور **اہل تخریج** (بات سے بات نکالنے
والے مجتہد) جس مسئلہ مین مجتہدین کا صریح قول نہ پاتے
اسکو انکے اقوال و اشارات سے (بحسب تفصیل سابق)
نکال لیتے اور مذہب مین اجتہاد کرتے - یہہ لوگ
انہین اماموں (جنکے اقوال سے تخریج مسائل کرتے ہین)
کیطرف منسوب کئے جاتے ہین کسیکو شافعی کہا جاتا ہے
کسیکو حنفی - اور اہلحدیث بہی کبہی کسی مذہب کیطرف
کثرت توافق رای کے سبب* سے منسوب کئے جاتے ہین

* یعنی نہ انکے مقلد ہوجانیکے سبب - اس بات کو وہ لوگ غور سے ملاحظہ کرین کہ جو بعض محدثین (امثال امام بخاری) کو امام شافعی کی طرف منسوب ہونیسے انکو مقلد سمجھتے ہین -

ینسبون الی مذهب اصحابهم فیقال
فلان شافعی وفلان حنفی وکان صاحب
الحدیث ایضا قد ینسب الی احد المذاهب
لکثرة موافقته به کالنسائی والبیهقی
ینسبان الی الشافعی فکان لا یتولی القضاء
والافتاء الا مجتهد ولا یسمی الفقیه الا مجتهد
ثم بعد هذه القرون کان ناس آخرون
ذهبوا یمینا وشمالا وحدث فیهم امور
منها الجدل والخلاف فی علم الفقه وتفصیله
علی ما ذکره الغزالی انه لما انقرض عهد الخلفاء
الراشدین المهدیین افضت الخلافة الی
قوم تولوها بغیر استحقاق ولا استقلال
بعلم الفتاوی والاحکام فاضطروا الی
الاستعانة بالفقهاء والی استصحابهم
فی جمیع احوالهم وقد کان بقی من العلماء
من هو مستمر علی الطراز الاول والزم
صفو الدین فکانوا اذا طلبوا هربوا
واعرضوا فرأی اهل تلک الاعصار
عز العلماء واقبال الائمة علیهم مع
اعراضهم فاشرأبوا بطلب العلم توصلا
الی نیل العز ودرک الجاه فاصبح الفقهاء

چنانچہ نسائی اور بیہقی امام شافعی کیطرف منسوب تھے
اُسوقت قاضی ومفتی بجز مجتہد کوئی نہ ہوتا اور نہ
غیر مجتہد کوئی فقیہ کہلاتا - ان زمانون کے بعد ایسے
لوگ ہوئے جو داہنے بائین چل نکلے اور انمین کئی امر پیدا
ہوگئے -

ازانجملہ علم فقہ مین جھگڑا اور اختلاف اسکی
تفصیل یہ ہی جو امام غزالی نے بیان کی ہے کہ جب خلفا
راشدین کا زمانہ گذر گیا اور خلافت ایسے لوگون
پاس آئی جو بلا استحقاق خلافت خلیفہ بنگئے - اور وہ علم
فتاوی واحکام سے واقف نہ تھے اسلیے وہ فقہا کو
اپنے پاس رکھنے کے محتاج ہوئے - اور علما مین بعض
تو ایسے تھے کہ وہ قدیمی طریق (دیانتداری) پر
ثابت تھے اور خالص دین کے ملازم - انکو جب
وہ بادشاہ طلب کرتے وہ اُن سے بھاگتے
اسوقت کے لوگون نے جب دیکھا کہ علما کی
بڑی عزت ہے - اور بادشاہ اُن کے طالب ہین
تو وہ علم کے طالب ہوئے جسمین وہ دنیاوی عزت
وجاہ کے طالب تھے - پھر نامطلوب ہونے
کے بعد طالب ہوئے اور معزز ہو کر ذلیل ہونے
لگے - بجز ان لوگون کے جو خدا کی توفیق سے
بچ رہے -

بعد ان کانوا مطلوبین طالبین وبعد
ان کانوا اعزۃ بالاعراض عن السلاطین
اذلۃ بالاقبال علیہم الا من وفقہ
اللہ وقد کان من قبلہم قد صنف
ناس فی علم الکلام واکثر والقال والقیل
والایراد والجواب وتمہید طریق الجدل
فوقع ذلک منہم بموقع من قبل ان کان
من الصدور والملوک من مالت نفسہ
الی المناظرۃ فی الفقہ وبیان الاولی
من مذہب الشافعی وابو حنیفہ رح فترک
الناس الکلام وفنون العلم واقبلوا علی
المسایل الخلافیۃ بین الشافعی وابی حنیفہ
رح علی الخصوص وتساہلوا فی الخلاف
مع مالک وسفیان واحمد بن حنبل
وغیرہم وزعموا ان غرضہم استنباط
دقایق الشرع وتقریر علل المذہب وتمہید
اصول الفتاوی واکثروا التصانیف و
الاستنباطات ورتبوا فیہا انواع المجادلات
والتصانیف وہم مستمرون علیہ الی الان
ما الذی قدر اللہ فیما بعدہا من الاعصار انتہی

اُن سے پہلے لوگوں نے علم کلام میں تصنیفیں
کی تہیں اور اسباب میں بہت قیل وقال وجواب
وسوال و طریق بحث وجدال لکھہ رکھے تھے وہ
پہلوں کے کام آئے اونہوں نے جب دیکھا
کہ بعض سلاطین کو فقہ میں مناظرہ دیکھنے کا شوق
ہے اور مذہب حنفی وشافعی میں سے ایک کو دوسرے
پر ترجیح کی طرف توجہ ہے تو اونہوں نے وہ مباحث
کلامی وعلمی چھوڑ دئے اور اس قسم کے مباحث
ان مسایل فقہی میں شروع کر دئے جنمیں امام
ابو حنیفہ وامام شافعی کا باہم اختلاف تہا اور
جن مسایل میں امام مالک وسفیان واحمد
بن حنبل میں اختلاف تہا اُنسے تعرض نکیا۔ اُن
جہگڑوں سے اونہوں نے دقایق شرع کا استنباط
اور مذاہب کے دلایل وعلل کی تقریر اور اصول
فتاوی کی تمہید مقصود ٹھہرایا۔ پس اُسمیں بہت
تصنیفیں کیں اور استنباط عمل میں لائے اور طرح
طرح کے جہگڑے مرتب کئے وہ اسی طریق پر آج تک
چلے آتے ہیں۔ کل کی خبر نہیں خدا نے کیا
ٹھہرا رکہا ہے (امام غزالی کا کلام تمام
ہوا)۔

(باقی آیندہ)

نمبر لغایت — جلد ۱

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ

بابت شعبان لغایت ذیقعدہ ۹۸ مطابق جولائی لغایت اکتوبر ۸۱ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب	تفصیل خریداران بشرح مراتب	سالانہ قیمت
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	ے
۲ خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا	سے
۳ عام قیمت	متوسط الحال وسعت	عصہ ۸ر
۴ رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکہیں اور سالانہ پیشگی داخل کرین	۱۲ر
۵ الٰہی قیمت	بے وسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکہین مگر علمیت رکہین اور اشاعت کرین	دمار

۱ یہ صرف قیمت ضمیمہ ہے اصل رسالہ اشاعۃ السنہ کی قیمت بحسب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے بہار چند ہے

۲ ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا اسکی وجہ یہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتونکی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب برآری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے ✢

۳ جنکے نام ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینے سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینے سے پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ ضمیمہ واپس کرین ✢

۴ خط وکتابت متعلق ضمیمہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے ✢

راقم ابوسعید محمد حسین - لاہور محلہ سید مٹھہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین طبع ہوا

رائے ناظرین متعلق ضمیمہ

ضمیمجات ششماہی سابق بعض اکابر و احباب کی خدمات مین قبل انطباع قلمی نسخے بہیجے گئے۔ اور بعد طبع و اشاعت تو کس و ناکس کے ملاحظہ مین آئے - اس ضمیمہ کے اجرا و اشاعت پر عام رائے کا اتفاق ہے اور فریقین (اہلحدیث و حنفیہ) کے منصفین و محققین نے اس ضمیمہ کی طرز و روش و اصل مطالب و غایت کو پسند کر لیا ہے -

اہلحدیث کا پسند کرنا تو انکا مذہبی فرض تہا - اور یہہ انکے مذہب کا عین مقتضا تہا - مگر منصفین حنفیہ نے بہی باوجودیکہ ان کے مذہب کو اس سے خاص تعلق نہ تہا اسکے پسند کرنے سے دریغ نہین کیا - یہہ انکا استحسان و توافق رائے انکے انصاف کا نتیجہ ہے - انہون نے اسکے صٓ وغیرہ کے ملاحظہ سے یقینًا جان لیا ہے کہ اس ضمیمہ کو کسی خاص مذہب حنفی شافعی مالکی حنبلی سے مقابلہ و تعصبانہ لگاؤ نہین ہے بلکہ بالاستقلال مذہب اہلحدیث کا بیان کرنا اسکا کام ہے - جو قدیم سے ہر مذہب کے محققین و منصفین سے بلا انکار متوارث چلا آتا ہے اسلئے اسکے اجرا کو پسند کیا ہے - ان احباب نے اپنے استحسان و توافق رائے کے ساتہہ یہہ شرط بہی لگا دی ہے کہ جیسے اس ضمیمہ مین عدم معارضہ و خطا ائمہ مجتہدین کا وعدہ دیا گیا ہے ویسا ہی ان کے متبعین اکابر مصنفین سے بہی عدم تعرض کا لحاظ رہے ہم اس شرط کو منظور رکہتے ہین اور جو کچہہ ہم ضمیمہ نمبر ۱ مین صفحہ ۶ وعدہ دے چکے ہین اسمین مجتہدین اور انکے متبعین سب کو شامل سمجہتے ہین -

بعض اخوان اہلحدیث نے ہماری بعض مطالب پر کہیہ کچہہ نکتہ چینی بہی کی ہے مگر وہ چونکہ اصل مبادی و مقاصد سے خارج و اجنبی ہے اسلئے اسکی بیان و جواب سے تعرض و اشتغال بلا طایل ہے

بالجملہ جو اس ضمیمہ سے مقصود قرار دیا گیا ہے اور جو اسکے مقدمہ مین کہا گیا ہے وہ ابتک متفق علیہ علما فریقین ہے - اسلئے اب اس مقدمہ کا تتمہ بیان کیا جاتا ہے پہر اصل مسایل مقصودہ کا بیان قلم مین آویگا -

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ کے باب اسباب اختلاف صحابہ وتابعین

باب اسباب اختلاف الصحابة والتابعين
في الفروع اعلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
لم يكن الفقه في زمانه الشريف مدونا ولم
يكن البحث في الاحكام يومئذ مثل البحث
من هؤلاء الفقهاء حيث يبينون باقصى
جهدهم الاركان والشروط والاداب كل شيء
ممتاز عن الآخر بدليله ويفرضون الصور
ويتكلمون على تلك الصور المفروضة
اما رسول الله صلعم فكان يتوضأ فيرى
الصحابة وضوءه فيأخذون به من غير ان
يبين ان هذا ركن وذلك ادب وكان
يصلي فيرون صلوته فيصلون كما
راوه يصلي وحج فرمق الناس حجه ففعلوا
كما فعل فهذا كان غالب حاله صلى الله
عليه وسلم ولم يبين ان فروض الوضوء ستة
او اربعة ولم يفرض انه يحتمل ان يتوضأ انسان
بغير موالاة حتى يحكم عليه بالصحة او
الفساد الا ما شاء الله وقلما كان يسئلونه
عن هذه الاشياء۔ × × × وبالجملة
فهذه كانت عادته الكريمة صلى الله عليه وسلم

میں فرمایا ہے کہ آنحضرت کے زمانہ میں علم فقہ کی
تالیف نہوئی تھی اور نہ اسدن یہ بحث ہوتی تھی
جو فقہا بڑی کوشش سے کرتے ہیں اور ہر چیز کے
ارکان وشروط وآداب نکالتے ہیں اور فرضی
صورتیں تجویز کرکے ان پر شکلی فرضی احکام
لگا رکھتے ہیں آنحضرت وضو کرتے اور یہ نہ فرماتے
کہ یہ فعل وضو کا رکن (یعنی فرض) ہے اور وہ
اسکا ادب (یعنی مستحب) آنحضرت کے اصحاب
آپکا وضو دیکھتے اور اسکے موافق عمل میں لاتے
ایسا ہی آنحضرت نماز پڑھتے اور اصحاب دیکھتے
اور ویسی ہی نماز پڑھتے۔ اور آنحضرت حج کرتے
تو اسکو لوگ دیکھتے اور ویسا ہی حج کرتے اور
آنحضرت کا اکثر یہی حال تھا اور آنحضرت نے
یہ بیان نہیں کیا کہ وضو کے فرض تین یا چار
ہیں اور یہ فرض نکیا کہ شاید کوئی شخص بلا موالات
(ایک عضو کو دوسرے کے متصل بلا فصل دہونا)
وضو کرے اسپر آپ ہی سے حکم صحت یا فساد وضو
کا لگا دیا جاوے اور آنحضرت کے صحابہ بھی
آپ سے کم پوچھتے تھے (پھر اسکے بعد میں آثار صحابہ نقل کئے)
پھر فرمایا کہ آنحضرت کی عادت شریفہ ایسی تھی

فرای کل صحابی ما یسره الله له من عباداته
وفتاواه واقضیته فحفظها وعقلها وعرف
لکل شیء وجها من قبل حفوف القرائن به
فحمل بعضها علی الاباحة وبعضها علی النسخ
لامارات وقرائن کانت کافیة عنده
ولم یکن العمدة عندهم الا وجدان الاطمینان
والثلج من غیر التفات الی طرق الاستدلال
× × × فانقضی عصره الکریم وهم علی
ذلك - ثم انهم تفرقوا فی البلاد وصار
کل واحد مقتدی ناحیة من النواحی وکثرت
الوقایع ودارت المسایل فاستفتوا فیها
فاجاب کل واحد حسبما حفظه او استنبط
وان لم یجد فیما حفظه او استنبطه ما یصلح
للجواب اجتهد برایه فعند ذلك وقع الاختلاف
بینهم علی ضروب -
منها ان صحابیا سمع حکما فی قضیة او فتوی
ولم یسمعه الآخر فاجتهد برایه فی ذلك -
وهذا علی وجوه × -
ومن تلك الضروب ان یری رسول الله صلعم
فعل فعلا فحمله بعضهم علی القربة وبعضهم
علی الاباحة -

پس ہر ایک صحبتی جناب نے آپکی عبادات
اور فتوی اور فیصلے جس قدر کسیکو میسر آئے
مشاہدہ کیے اور جو انکے معانی علی حسب قرائن
سمجھ مین آئے قرار دیئے - بعض امور کو اباحت
پر محمول کیا اور بعض کو منسوخ ٹھہرایا و علی ہذا القیاس
اسباب مین انکے پاس معیار اور پیمانہ بجز اپنی فہم
و اطمینان کے اور کچھہ نہتا اور انکی ایسی حالت پر
آنحضرت کا زمانہ منقضی ہوا - پھر وہ مختلف شہرون
مین متفرق ہوگئے اور ہر ایک مختلف اطراف مین
مقتدا بنگئے - پس مقدمات بکثرت واقع ہونے لگے
اور انسے مسایل پوچھے گئے تو ہر کسی نے اپنی
یادداشت و سمجھہ و استنباط کے موافق فتوے
دینے شروع کیے اسوقت سے انمین بوجوہ ذیل اختلاف
واقع ہوا -

(۱) صحابی نے ایک حدیث آنحضرت سے سنی (
دوسرے پر مخفی رہی اور اسکی کئی صورتین ہین
(اسکی چار صورتین انہی بیان فرمائی ہین جنکا ماحصل
عبارت ایقاظ مین بیان ہو چکا ہے اسلیے بنظر اختصار
وخوف تکرار انکا بیان فروگذاشت ہوا)

(۲) اسکے معنی مین اختلاف کیا کسی نے ایک حکم کو موجب
قربت و ثواب سمجھا دوسرے نے بیان جواز پر حمل کیا

ومنها اختلاف الوهم۔

ومنها اختلاف السهو والنسيان۔

ومنها اختلاف الضبط۔

ومنها اختلافهم في علة الحكم

ومنها اختلافهم في الجمع بين المختلفين۔

وبالجملة فاختلفت مذاهب اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم واخذ عنهم التابعون كذلك كل واحد ما تيسر له فحفظ ما سمع من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ومذاهب الصحابة وعقلها وجمع المختلف على ما تيسر له ورجح بعض الاقوال على بعض واضمحل في نظرهم بعض الاقوال فعند ذلك صار لكل عالم من علماء التابعين مذهب على حياله فانتصب في كل بلد امام۔

(۳) اختلاف وہم (یعنی آنحضرت کے فعل کو دیکھکر کسینے کچھہ سمجھا کسینے کچھہ)

(۴) اختلاف سہو ونسیان (یعنی کسیکو ایک فعل آنحضرت کا یاد رہا کسیکو بہول گیا)

(۵) اختلاف ضبط (یعنی کسینے آنحضرت کے قول کو پوری طرح بلحاظ محل وموقع سمجھا کسینے محل وموقع کا لحاظ فروگذاشت کیا)

(۶) اختلاف علت وسبب حکم (یعنی ایک حکم کے سبب کو کسینے کچھہ سمجھا کسینے کچھہ)۔

(۷) مختلف احادیث کی تطبیق وباہم موافقت مین اختلاف (یعنی کسینے دو مختلف حدیثون سے ایک کو منسوخ ٹہرایا کسینے اہمین تخصیص کو تجویز کیا ان سب وجوہات کا مال وماحصل وہی وجوہات ہین جو رسالہ ایقاف سے منقول ہو چکی ہین انہین اُنہین صرف اجمال وتفصیل کا فرق ہے اسی وجہ سے انکی نقل مین ہمنے حذف واختصار اختیار کیا ہے)۔

پہر آپنے فرمایا ہے کہ بالجملہ مذاہب صحابہ کا (یون) اختلاف ہوا اور اسی طرح تابعین نے اُنسے سیکہا جس قدر کسی کو میسر آیا احادیث نبویہ کو بہی یاد کر لیا اور مذاہب صحابہ کو بہی جان لیا اور مختلف حدیث وآثار کو جسطرح ممکن ومیسر ہوا باہم تنفق کیا اور بعض اقوال کو بعض پر غلبہ دیا اور بعض اقوال کو ساقط الاعتبار کیا تب ہر ایک تابعی عالم کا ایک مذہب جداگانہ ہو گیا اور ہر ہر شہر مین امام قایم ہو گئے۔

پہر باب اسباب اختلاف مذاہب مجتہدین مین فرمایا ہے کہ بعد زمانہ تابعین کے خدا نے

باب اسباب اختلاف مذاهب الفقهاء

اعلم ان الله انشاء بعد عصر التابعين
نشأ من حملة العلم فاخذوا عمن اجتمعوا معه
صفة الوضوء والغسل والصلوة والحج
وسائر ما يكثر وقوعه ودونوا حديث
النبي صلعم وسمعوا قضايا البلدان
وفتاوى مفتيها وسألوا عن المسائل
واجتهدوا في ذلك كله ثم صاروا
كبراء قوم ووسد اليهم الامر فنسجوا على
منوال شيوخهم — وحاصل صنيعهم
ان يتمسك بالمسند من حديث رسول الله
صلى الله عليه وسلم والمرسل جميعا ويستدل
باقوال الصحابة والتابعين * * *
وانه اذا اختلفت احاديث رسول الله صلعم
في مسألة رجعوا الى اقوال الصحابة فان
قالوا بنسخ بعضها او بصرفه عن ظاهره
او لم يصرحوا بذلك ولكن اتفقوا على
تركه * * فانه بمنزلة ذلك وانه اذا اختلفت
مذاهب الصحابة والتابعين في مسألة فالمختار
عند كل عالم مذهب اهل بلده وشيوخه
فمذهب عمر وعثمان وابن عمر وعائشة وابن عباس

اور حاملین علم کو پیدا کیا انہون نے اپنے ہمعصرون
سے وضوء و غسل و نماز و حج وغیرہ کی کیفیت کو سیکھا اور
احادیث کو روایت کیا اور قاضیون اور مفتیون
کے فیصلے اور فتوے سُنے اور لوگون نے ان سے
مسائل پوچھے تو انہون نے اجتہاد کیا پھر وہ قومون
کے پیشوا بن گئے تو وہ اپنے مشایخ اور استادون
کی چال پر چلے اس طبقہ کے لوگون کا طریق ملتا
جاتا تھا جسکا حاصل یہ ہے کہ وہ حدیث مسند سے
تمسک کرتے اور مرسل (جسکو تابعی آنحضرت سے نقل
کرے اور جس صحابی نے وہ روایت کی ہو اسکا نام
نہ لے) سے بھی تمسک کرتے اور اقوال صحابہ و تابعین
سے بھی استدلال کرتے اور جب کسی مسئلہ مین احادیث
کا اختلاف ہوتا تو وہ اس مسئلہ مین اقوال صحابہ
کیطرف رجوع کرتے اگر صحابہ کسی حدیث کو منسوخ
کہتے یا ظاہری معنی سے پھیر دیتے یا اسکے ترک عمل
پر اتفاق کرتے تو ایسی باتون مین وہ لوگ صحابہ کی
پیروی کرتے اور جب اقوال صحابہ مین اختلاف ہوتا تو
وہ اپنے شہرون کے علماء اور مشایخ کے قول پر عمل کرتے
اہل مدینہ اقوال حضرت عمر و عثمان و ابن عمر
و عائشہ و ابن عباس و زید بن ثابت وغیرہ صحابی
و سعید بن مسیب و سالم و عطاء و زہری وغیرہ

وزيد بن ثابت واصحابهم مثل سعيد بن المسيب
وسالم وعطاء بن يسار وقاسم وعبيد الله
بن عبد الله والزهري ويحيى بن سعيد وزيد
بن اسلم وربيعة احق بالاخذ من غيره عند
اهل المدينة × × × ومذهب عبد الله بن
مسعود واصحابه وفتاوى ابراهيم احق
بالاخذ عند اهل كوفة من غيره × ×
فان اتفق اهل البلد على شئ اخذوا
بنواجذه وهو الذي يقول في مثله مالك
السنة التي لا اختلاف فيها عندنا كذا وكذا
وان اختلفوا اخذوا باقواها وارجحها -
ونشأ الشافعي في اوائل ظهور المذهبين
وترتيب اصولهما وفروعهما فنظر في
صنيع الاوائل فوجد فيها امورا كبحت
عنانه عن الجريان في طريقهم وقد ذكرها
في اوائل كتاب الام -
منها انه وجدهم ياخذون بالمرسل والمنقطع
فيدخل فيهما الخلل فانه اذا جمع طرق الحديث
يظهر انه كم من مرسل لا اصل له وكم من
مرسل يخالف مسندا فقرر ان لا ياخذ
بالمرسل الا عند وجود شروط وهي مذكورة

تابعین کو لائق اتباع سمجھتے - اور اہل کوفہ اقوال
ابن مسعود اور انکے صحبتیونکو اور فتاوی ابراہیم تابعی
کو لائق عمل خیال کرتے پھر اگر کسی شہر کے سبھی
لوگ کسی قول پر اتفاق کرتے تو اسکو وہ دانتون
سے پکڑ لیتے اسی کی نسبت امام مالک موطا مین
فرماتے ہین کہ فلان فلان امر ایسا ہے جسمین ہمارے
نزدیک کسیکا اختلاف نہین ہے اگر مشایخ شہر
کسی قول مین اختلاف کرتے تو یہ لوگ جس قول کو
اقوی و ارجح سمجھتے عمل مین لاتے - ان ہی اصول
پر امام مالک و امام ابی حنیفہ اور انکے شاگردون
نے اجتہاد کیا اور حنفی و مالکی مذہب بنا -
ان دونون مذہبون کے ابتدا ظہور اور ترتیب
اصول و فروع مین امام شافعی پیدا ہوئے -
انہون نے پہلون کے اصول کو دیکھا تو کئی
اصول کو ناپسند فرماکر انکے موافق روش کو
اختیار نکیا ان اصول کو اپنی کتاب ام مین بیان
ازانجملہ یہہ کہ وہ حدیث مرسل سے تمسک کرتے
امام شافعی نے اسمین غور و تامل کیا تو بہت سی
مرسل حدیثون کو بے اصل پایا اور بہت سی مرسل
حدیثون کو مسند حدیثون کے مخالف دیکھا تو
یہہ قرار دیا کہ حدیث مرسل پر بدون ان شرطون کے

في كتب الاصول -
ومنها انه لم يكن قواعد الجمع بين المختلفات منسوطة عندهم فكان يتطرق بذلك خلل في مجتهداتهم فوضع لها اصولا دونها في كتاب وهذا اول تدوين كان في اصول الفقه مثاله ما بلغنا انه دخل على محمد بن الحسن وهو يطعن على اهل المدينة في قضائهم بالشاهد الواحد مع اليمين فقال الشافعي اثبت عندك انه لا يجوز الزيادة على كتاب الله بخبر الواحد قال نعم فقال لم قلت ان الوصية للوارث لا يجوز لقوله صلعم لا وصية لوارث فانقطع كلام محمد بن الحسن
ومنها ان بعض الاحاديث الصحيحة لم تبلغ علماء التابعين ممن وسد اليهم الفتوى فاجتهدوا بارائهم واتبعوا العمومات او اقتدوا بمن مضى من الصحابة فافتوا حسب ذلك ثم ظهرت بعد ذلك في الطبقة الثالثة فلم يعملوا بها ظنا منهم انها تخالف عمل اهل مدينتهم

(جو کتب اصول میں مذکور ہیں) عمل کیا جاوے -
ازانجملہ یہہ کہ پہلے مجتہدوں نے قواعد تطبیق وموافقت احادیث مختلفہ کو ضبط نہ کیا تہا اسلیئے انکی اجتہادی باتوں میں بڑا خلل واقع ہوا لہذا امام شافعی نے اس امر کے اصول بنائے اور پہلے پہل تصنیف اصول فقہ کا بہی وقت تہا اسکی مثال وہ ہے جو امام شافعی نے امام محمد بن حسن سے قضاء شاہد مع الیمین میں مباحثہ کیا تہا* اور آخر امام محمد نے سکوت اختیار کیا
ازانجملہ یہہ کہ بعض صحیح حدیثیں تابعین اہل فتوی کو نہ پہنچیں تہیں اسلیئے انہوں نے اپنی عقل سے اجتہاد کیا یا عام آیات واحادیث سے استنباط کیا یا صحابہ کا اقتدا کیا اور اس کے موافق فتوی دیا اسکے بعد طبقہ تیسرے (تبع تابعین) میں وہ حدیثیں ظاہر ہوئیں تو ان فقہاء نے ان احادیث پر عمل نہ کیا یہہ سمجہکر کہ وہ حدیثیں ان کے شہر والوں کے مذہب اور اس طریق کے جسمیں انکا اختلاف نہیں ہے مخالف ہیں اور یہ امر اس حدیث کی صحت کو توڑتا ہے اور انکو ساقط الاعتبار کرنیکا سبب ہے یا وہ حدیثیں تیسرے طبقہ میں بہی ظاہر نہوئیں - اسکے بعد جب اہل حدیث نے حدیث

* یہہ مباحثہ بتفصیل تمام طبقات کبری سبکی سے اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱۲ میں منقول ہے طالب تفصیل اس پرچہ کا مطالعہ کرے -

وسنتهم التي لا اختلاف لهم فيها
وذلك قادح في الحديث وعلة مسقطة
له او لم تظهر في الثالثة وانما ظهر بعد
ذلك عند ما امعن اهل الحديث في
جمع طرق الحديث ورحلوا الى اقطار
الارض وبحثوا عن حملة العلم فكثر
من الاحاديث ما لا يرويه من الصحابة
الا رجل او رجلان ولا يرويه عنه
او عنهما الا رجل او رجلان وهلم
جرا فخفي على اهل الفقه وظهر في عصر
الحفاظ - × × × فبين الشافعي ان
العلماء من الصحابة والتابعين لم يزل
شانهم انهم يطلبون الحديث في
المسئلة فاذا لم يجدوا تمسكوا بنوع آخر
من الاستدلال ثم اذا ظهر عليهم
الحديث بعد رجعوا من اجتهادهم
الى الحديث فاذا كان الامر على ذلك
لا يكون عدم تمسكهم بالحديث قدحا
فيه اللهم الا اذا بينوا العلة القادحة مثاله حديث القلتين
لم يظهر الحديث في عصر سعيد بن المسيب ولا

کو خوب جمع کیا اور اطراف زمین مین تلاش
احادیث کے لئے سفر کیا اور حاملین علم احادیث
سے حدیث کو ٹٹولا تب وہ حدیثین ظاہر ہوئین
پہر تو وہ حدیثین جو صحابہ مین ایک یا دو شخص
روایت کرتے اور ان سے ایک یا دو تابعی پہلی
زمانہ مین بکثرت ہوگئین اہل فقہ (طبقہ تابعین)
پر وہ حدیثین مخفی رہی تہین - مگر زمانہ حفاظ
حدیث مین ظاہر ہوگئین - امام شافعی
نے (ان احادیث پر عمل نہ کرنیوالون کے جواب
مین) بیان کیا ہے کہ علماء صحابہ وتابعین نے
ہمیشہ حدیث کو طلب وتلاش کیا جب ان کو
حدیث نہ ملی تو اونہون نے اور وجہ سے
استدلال کیا پہر جب ان پر حدیث ظاہر
ہوئی تو اونہون نے اپنے اجتہاد کو چہوڑ دیا -
اور حدیث کو لیلیا جب حدیث پر عمل نہ کرنیکی
یہہ وجہ (نامعلومی حدیث) ہے تو پہر ان کا کسی
حدیث سے تمسک نکرنا اس حدیث کی صحت کو
کیونکر توڑ سکتا ہے اسکی مثال حدیث قلتین ہے*
سعید ابن مسیب وزہری وغیرہ تابعین کیوقت
مین اہل فتوی لوگون سے ظاہر نہ ہوئی اسلئے

* جسمین یہہ حکم ہے کہ جب پانی بقدر دو مٹکے کے ہو جاوے تو اسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی -

فی عصر الزهری ولم یمش علیه المالکیه ولا الحنفیه فلم یعملوا به وعمل به الشافعی وکحدیث خیار المجلس۔

مالکیہ اور حنفیہ نے اسپر عمل نکیا اور اسکی بعد ظاہر ہوئی تو امام شافعی نے اسپر عمل کیا۔ ایسی ہی حدیث خیار* مجلس ہے

ومنها ان اقوال الصحابة جمعت فی عصر الشافعی فتکثرت واختلفت وتشعبت ورای کثیرًا منها یخالف الحدیث الصحیح حیث لم یبلغهم ورای السلف لم یزالوا یرجعون فی مثل ذلك الی الحدیث فترك التمسك باقوالهم مالم یتفقوا وقال هم رجال ونحن رجال۔

از انجملہ یہہ کہ اقوال صحابہ (جنسی امام ابو حنیفہ وامام مالک تمسک کرتے ہین) امام شافعی کے وقت بکثرت جمع ہوئے اور باہم مختلف معلوم ہوئی اور اکثر احادیث صحیحہ کے (جو اُن صحابہ کو نہ پہنچی تہین) مخالف نظر آئے۔ اور یہہ بہی امام شافعی نے دیکہا کہ سلف (اصحاب وتابعین) ایسی اقوال سے جب مخالف سنت ہون رجوع کر لیا کرتے تہے تو انہون نے اقوال صحابہ سے جو اتفاقی نہ ہون تمسک کرنا چہوڑ دیا اور صاف فرمایا **هم رجال ونحن رجال** یعنی وہ بہی آدمی تہے جو فکر ورائے سے بات کہتی پہر ان باتون سی خطا سمجہکر رجوع بہی کر لیتی اور ہم بہی ویسے ہی آدمی ہین پہر ہم اپنے جیسون کی تقلید کیون کرین۔

ومنها انه رأی قومًا من الفقهاء یخلطون الرای الذی لم یسوغه الشرع بالقیاس الذی اثبته۔ ویسمونه تارة بالاستحسان فابطل هذا النوع اتم ابطال وقال من استحسن فانه اراد ان یکون شارعًا

اور از انجملہ یہہ کہ بعض لوگ قایل استحسان تہے امام شافعی نے جب دیکہا کہ شارع نے اسکا حکم نہین دیا تو اسکو باطل کیا اور فرمایا کہ جو قایل استحسان ہو وہ خود شارع بنا چاہتا ہے۔

وبالجملة لما رأی فی صنیع الاوایل مثل هذه الامور اخذ الفقه من الراس فاسس الاصول

بالجملہ جب امام شافعی نے پہلون کے طریق مین ایسے امور پائے تو نہرے (اصل قران وحدیث) سے فقہ کو لیا

* جسمین یہہ بیان ہے کہ بیتک بایع وخریدار آپسمین جدا نہون انکو بیع کے فسخ وبرقرار رکہنے کا اختیار ہے۔

وفرع الفروع وصنف الکتب -

اور اسکی اصول وفروع کی بنیاد کو قایم کیا اور کتابین تصنیف کین

پہر اہل حدیث واہل رای کے باہمی اختلاف کے باب مین فرمایا ہے کہ جو علما سعید بن مسیب

باب الفرق بين اهل الحديث واصحاب الرأي
اعلم انه كان من العلماء في عصر سعيد بن المسيب
وابراهيم والزهري وفي عصر مالك و
سفيان وبعد ذلك قوم يكرهون الخوض
بالرأي ويهابون الفتيا والاستنباط الا
لضرورة لا يجدون منها بدا وكان اكبر
همهم رواية حديث رسول الله صلعم
وقال معاذ بن جبل يا ايها الناس لا تعجلوا
بالبلاء قبل نزوله فانه لم ينفك المسلمون
ان يكون فيهم من اذا سئل سدد وقال
ابن عمر لجابر بن زيد انك من فقهاء
البصرة فلا تفت الا بقرآن ناطق او سنة
ماضية فانك ان فعلت غير ذلك
هلكت واهلكت وسئل الشعبي كيف
كنتم تصنعون اذا سئلتم قال على الخبير
وقعت كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه
افتهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول -
فوقع شيوع تدوين الحديث والاثر
في بلدان الاسلام وكتابة الصحف والنسخ

وزہری ومالک وسفیان وغیرہ کے ہم عصر تہے
وہ سب بلا ضرورت شدید قیاس و استنباط و فتوی
کو پسند نہ رکہتے تہے - انکا خیال بہت اس طرف تہا
کہ جب کوئی ان سے سوال کرتا اسکی جواب مین آنحضرت
کی حدیث نقل کرتے (اسکی تمثیل مین چند اثار صحابہ کی نقل
کئے از انجملہ) معاذ بن جبل کا یہہ قول کہ لوگو تم بلا سے
پہلے جلدی نکرو (قیاس سے فتوی ندو جو نزول بلا کا باعث
ہو) مسلمانون مین ہمیشہ ایسے شخص رہین گے کہ
جب کبہی ان سے مسئلہ پوچہا جاوے تو اسکے جواب مین
حدیث پڑہکر سناوین (از انجملہ) ابن عمر کا یہہ قول جو
آپنے جابر بن زید سے کہا کہ تو بصرہ کا فقیہہ اور مفتی ہے
بغیر قرآن وحدیث کے کبہی فتوے ندیجو ورنہ خود ہلاک
ہوگا اورون کو بہی ہلاک کریگا (از انجملہ) شعبی کا
یہہ قول جو اس نے کہا کہ جب کسی صحابی سے مسئلہ پوچہا
جاتا تو وہ اپنے ساتہی پہ حوالہ کرتا وہ اپنے ساتہی پہ
حوالہ کرتا یہانتک کہ اسی پہلے شخص کیطرف سوال
پہر آتا - پہر احادیث کی تصنیف وتالیف شروع
ہوئی اور حدیث کی کتابت جاری ہوئی اور اکثر
علما ملک حجاز - شام - عراق - مصر - یمن کے

من حاجتهم لموقع عظيم فطاف من ادرك
من عظمائهم ذلك الزمان بلاد الحجاز
والشام والعراق والمصر واليمن والخراسان
وجمعوا الكتب وتتبعوا النسخ واجتمع باهتمام
اولئك من الحديث والآثار ما لم يجتمع
لاحد قبلهم وتيسر لهم ما لم يتيسر لاحد
قبلهم وخلص اليهم من طرق الحديث
شيء كثير حتى كان لكثير من الاحاديث
عندهم مائة طريق فما فوقها فكشف بعض
الطرق ما استتر في بعضها الآخر وعرفوا
محل كل حديث من الغرابة والاستفاضة
وامكن لهم النظر في المتابعات والشواهد
وظهر عليهم احاديث صحيحة كثيرة لم تظهر
على اهل الفتوى من قبل۔ قال الشافعي
لاحمد انتم اعلم بالاخبار الصحيحة منا فاذا
كان خبر صحيح فاعلموني حتى اذهب
اليه كوفيا كان او بصريا او شاميا حكاه
ابن الهمام وذلك لانه كم من حديث صحيح
لا يرويه الا اهل بلد خاصة كافراد
الشاميين والعراقيين او اهل بيت خاصة
او كان الصحابي مقلا خاملا لم يحمل عنه

شہر و نمین پہنچی اور کتب احادیث بہم پہنچا کیے تالیف
کرنے لگے پس انکی کوشش و اہتمام سے اس قدر حدیثین
جمع ہو گئین جو پہلے نہ تہین اور حدیث کی اسنادین
اس قدر کثرت ہوئی کہ ایک ایک حدیث سو سو سند
سے بہم پہنچنے لگی اور حدیث کا موقع کہ وہ شاذ و نادر
ہے یا مشہور انکو معلوم ہوا اور انپر بہت سی ایسی حدیثین
صحیح معلوم ہوئین جو پہلے اہل فتوی پر مخفی تہین
امام شافعی نے امام احمد سے کہا تم صحیح حدیثون کو
خوب جاننے والے ہو جب کوئی حدیث صحیح تمکو معلوم
ہو تو مجھے بتاؤ مین اسکو مذہب بناؤن گا کوفہ کی حدیث
ہو یا بصرہ کی یا شام کی یہہ بات انسے ابن ہمام نے
نقل کیہے اور یہہ بات اونہون نے اسلیے کہی تہی کہ
بہتیری حدیثین ایسی ہین جنکو بجز ایک شہر یا ایک
گہر کے لوگون کے کوئی روایت نہین کرتا یا اسکا
راوی کوئی ایسا صحابی کم روایت گوشہ نشین ہے
جس سے کم لوگون نے روایت لی ہو ایسی حدیثین
سے اکثر اہل فتوی بے خبر رہتے ہین اور انکے پاس
آثار و اقوال صحابہ و تابعین کے بہی خوب جمع ہوئے
اور پہلے لوگ اپنے ہی شہر کے لوگون اور صحبتون
کے اقوال و آثار کو جمع نہ کر سکتے تہے۔
اور پہلے لوگ راویون کے نام جاننے اور انکے مراتب

الا شرذمة قليلون ۔ فمثل هذه الاحاديث يقبل عنها علماء اهل الفتوى واجتمعت عندهم آثار فقهاء كل بلد من الصحابة والتابعين وكان الرجل فيما قبلهم لا يتمكن لا جمع حديث بلده واصحابه وكان من قبلهم يعتمدون في معرفة اسماء الرجال ومراتب عدالتهم على ما يخلص اليهم من مشاهدة الحال وتتبع القرائن وامعن هذه الطبقة في هذا الفن وجعلوه شيئا مستقلا بالتدوين والبحث وناظروا في الحكم بالصحة وغيرها فانكشف عليهم بهذا التدوين والمناظرة ما كان خافيا وكان سفيان ووكيع وامثالهما يجتهدون غاية الاجتهاد فلا يتمكنون من الحديث المرفوع المتصل الا من دون الف حديث كما ذكره ابو داؤد السجستاني في رسالته الى اهل مكة وكان اهل هذه الطبقة يروون اربعين الف حديث فما يقرب منه بل صح عن البخاري انه اختصر صحيحه

عدالت پہچاننے میں صرف مشاہدہ پر اعتماد کرتے جو انکو ظاہر حال رواۃ وقرائن موجودہ سے حاصل ہوتا تھا ان (پچھلے) لوگون نے اس فن مین خوب تحقیق کی اور اسمین مستقل بحث وتالیف کی اور حدیث کے صحیح وغیر صحیح ہونے مین خوب بحث کی اپہر اس بحث وتالیف سے وہ امور کہل گئے جو پہلے لوگون پر مخفی تہے سفیان وکیع وغیرہ پہلے لوگون نے بہت کوششین کین تب بہی ایک ہزار سے کم کم مرفوع متصل حدیثین پائین جیساکہ ابو داود نے اپنے رسالہ مین ذکر کیا ہے اور اس پچھلے طبقہ کے لوگ چالیس چالیس ہزار حدیثین روایت کرتے مین بلکہ امام بخاری سے ثابت ہے کہ اُنہون نے اپنی کتاب کو چہہ ہزار[#] حدیث سے انتخاب کیا اور ابو داود نے اپنی کتاب سنن کو پانچہزار حدیث سے اختصار کیا امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند کو احادیث نبویہ کے لئے میزان ٹہرا دیا ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ جو حدیث اسمین ہے اگرچہ ایک ہی سند سے ہو وہ اصل رکہتی ہے اور جو اسمین نہ ہو اسکی کوئی اصل نہین[†] ۔

[#] اصل نسخہ حجۃ اللہ البالغہ مین بہی لفظ چہہ ہزار کا ہے مگر یہ کاتب کی غلطی ہے صحیح لفظ چہہ لاکہہ ہے چنانچہ صحیح بخاری کی شروح سے معلوم ہے ۔ اسیطرح ابو داؤد کی نسبت صحیح لفظ پانچ لاکہہ ہے جیساکہ کتب شروح سے ظاہر ہے ۔

فکان رؤس هؤلاء عبد الرحمن بن مهدی
ویحیی بن سعید القطان ویزید بن هارون
وعبد الرزاق وابو بکر بن ابی شیبہ
ومسدد وهناد واحمد بن حنبل واسحق
بن راهویہ والفضل بن دکین وعلی
المدینی واقرانهم - وهذہ الطبقة
هی الطراز الاول من طبقات المحدثین
فرجع المحققون منهم بعد احکام فن
الروایة ومعرفة مراتب الاحادیث
الی الفقہ فلم یکن عندهم من الرای
ان یجمع علی تقلید رجل ممن مضی
مع ما یرون من الاحادیث والاثار
المناقضة فی کل مذهب من تلک المذاهب
فاخذوا یتتبعون احادیث النبی صلعم
واثار الصحابة والتابعین والمجتهدین
علی قواعد احکموها فی نفوسهم وانا
ابینها لک فی کلمات یسیرة کان عندهم
انہ اذا وجد فی المسئلة قران ناطق
فلا یجوز التحول منہ الی غیرہ واذا کان
القرآن محتملا لوجوہ فالسنة قاضیة
علیہ فاذا لم یجد وا فی کتاب اللہ اخذوا

اِس طبقہ کی سردار یہہ لوگ تھے عبد الرحمن بن
مہدی - یحیی ابن سعید - یزید بن ہارون -
عبد الرزاق - ابو بکر بن ابی شیبہ - مسدد
ہناد - احمد بن حنبل - اسحق بن راہویہ - فضل
بن دکین - علی مدینی وغیرہ - یہہ طبقہ محدثین کے
طبقات سے اول نشان تھے - اس طبقہ کے
محقق لوگ فن روایت کو مضبوط کرنے اور
مراتب حدیث کی پہچاننے کے بعد فقہ کیطرف
متوجہ ہوئے انکے نزدیک فقہ اس کا
نام نہ تہا کہ کسی ایک شخص کی (جو گذر چکا ہو)
تقلید کیجاوے باوجودیکہ مذاہب متقدمین سے ہر
مذہب میں احادیث واثار متنا قضہ نظر آرہے
ہیں - پس وہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ
واثار صحابہ واقوال تابعین ومجتہدین کی
بحسب قواعد ذیل تفحص کرنے لگے -
(۱) ان کا قاعدہ تہا کہ جب کسی مسئلہ
میں قرآن ناطق پاتے تو پہر اور کسی کی طرف
توجہ نہ کرتے - اور اگر قران کسی معانی کا محتمل
ہوتا تو قرآن پر حدیث کو منصف سمجہتے -
(۲) جب کتاب اللہ میں کوئی حکم نہ پاتے تو
وہ حکم سنت (یعنی حدیث) سے لیتے خواہ وہ

سنة رسول الله صلعم سواء كان مستفيضا
دائرا بين الفقهاء او يكون مختصا باهل بلد
او اهل بيت او بطريق خاصة وسواء عمل
به الصحابة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى كان
في المسئلة حديث فلا يتبع فيها خلافه اثر من الاثار
ولا اجتهاد احد من المجتهدين واذا فرغوا جهدهم
في تتبع الاحاديث ولم يجدوا في المسئلة
حديثا اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعين
ولا يتقيدون بقوم دون قوم ولا بلد دون
بلد كما كان يفعل من قبلهم فان اتفق
جمهور الخلفاء والفقهاء على شيء فهو المقنع
وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم واورعهم
ورعا او اكثرهم ضبطا او ما اشتهر عنهم فان
وجدوا شيئا يستوي فيه قولان فهي مسئلة
ذات قولين فان عجزوا عن ذلك ايضا تاملوا
في عمومات الكتاب والسنة وايماءاتهما و
اقتضاءاتهما وحملوا نظير المسئلة عليها في
الجواب اذا كانتا متقاربتين بادي الرأي لا يعتمدون
في ذلك على قواعد من الاصول ولكن على ما يخلص
الى الفهم ويثلج به الصدر كما انه ليس ميزان
التواتر عدد الروات ولا حالهم ولكن

حدیث فقہا مین مشہور ہوتی خواہ کسی شہر یا لوگون
سے مخصوص ہوتی کسی صحابی یا تابعین کے نزدیک
معمول بہ ہوتی خواہ نہوتی جب وہ کسی مسئلہ
مین حدیث پاتے تو پھر اثر صحابی و اجتہاد مجتہد
(جو اسکے خلاف ہوتا) کے پیچھے نہ جاتے۔

(۳) اور جب باوجود بہت تلاش و نہایت
کوشش کے کوئی حدیث نہ پاتے تو جماعت صحابہ
و تابعین کے اقوال کو لے لیتے بلا خصوصیت
اسکے کہ وہ کسی قوم یا شہر یا گھر کے لوگ ہون
جیسا کہ انسے پہلے لوگ کیا کرتے تھے۔ پس جس چیز
پر اکثر خلفا و فقہا کے اقوال متفق ہوتے اسپر
اعتماد کرتے اور کسی امر مین علما کا اختلاف پاتے
تو انمین سے جو بڑا عالم یا متقی یا بہت ضابطہ
ہوتا اسکے قول کو اعتبار کرتے۔ اور جس مسئلہ مین
دو قول مساوی پاتے اسکو دو طرح کا مسئلہ قرار دیتے

(۴) اور اگر ایسا مسئلہ بھی نہ پاتے تو کتاب و سنت
کے عموم و اشارہ و اقتضا وغیرہ مین تامل کرتے
پس جو نص سے سمجھ مین آتا اسکی نظیر کو اسپر محمول
کرتے اگر دونون کو بادی الرای مین باہم ملتا
جلتا دیکھتے اسباب مین وہ قواعد اصولی پر بھروسہ
نکرتے بلکہ اپنی سمجھ اور دل کے اطمینان پر اعتماد

اليقين الذي يقذفه في قلوب الناس كما
ننبه على ذلك في بيان حال الصحابة وكانت
هذه الأصول مستخرجة عن صنيع الأوائل و
تصريحاتهم۔

وعن ميمون بن مهران قال كان ابوبكر اذا
ورد عليه الخصم نظر في كتاب الله فان
وجد فيه ما يقضي بينهم قضى به وان
لم يكن في الكتاب وعلم من رسول الله
صلى الله عليه وسلم في ذلك الامر سنة
قضى به فان اعياه خرج فسأل المسلمين
وقال اتاني كذا وكذا فهل علمتم ان رسول الله
صلعم قضى في ذلك بقضاء فربما اجتمع
اليه النفر كلهم يذكر من رسول الله صلى
الله عليه وسلم فيه قضاء فيقول ابوبكر
الحمد لله الذي جعل فينا من يحفظ على
نبينا فان اعياه ان يجد فيه سنة من رسول الله
صلعم جمع رؤس الناس وخيارهم فاستشارهم
فاذا اجتمع رأيهم على امر قضى به ۔

وعن شريح ان عمر بن الخطاب كتب اليه
ان جاءك شئ من كتاب الله فاقض به
ولا يلفتك عنه الرجال فان جاءك ما ليس

کرتے جیسا کہ تواتر میں مدار صدق واعتبار کا
راویوں کی کثرت، اور عدالت نہیں بلکہ طمانیت
ویقین قلب ہے جیسا کہ ہمنے تفصیل حال صحابہ کے
ضمن میں بیان کیا ہے یہہ قواعد انہوں نے
متقدمین کی روش اور تصریحات سے نکالے تھے
میمون بن مہران نے کہا جب کوئی ابوبکر کے
پاس مقدمہ لیکر آتا تو اول کتاب اللہ میں دیکھتے
اگر اسمیں اس کا حکم پاتے تو اس پر فیصلہ کرتے
اور اگر اسمیں نپاتے تو پہر اگر اس باب میں رسول
اللہ سے کوئی حدیث یاد ہوتی تو اسکے موافق
فیصلہ کرتے ورنہ جماعت صحابہ سے پوچھتے کہ مجھے
اس قسم کا مقدمہ پیش آیا ہے تمکو اس باب میں
رسول اللہ صلعم کا کوئی فیصلہ یاد ہے پس بسا
اوقات بہت لوگ متفق ہوکر رسول اللہ کے
فیصلہ کو بیان فرماتے تو اسپر خدا کا شکر بجالاتے
اگر کسی کے پاس حدیث نپاتے تو سرداروں
اور برگزیدہ لوگوں کو جمع کرکے مشورہ چاہتے
پس جس امر پر اتفاق رای پاتے اسکے موافق فیصلہ
فرماتے ۔ اور حضرت عمر نے شریح کیطرف لکھا
اگر تیرے پاس ایسا مقدمہ آوے جسکا حکم کتاب اللہ
میں ہو تو اسکے موافق حکم دے کوئی تجھے اس سے

في كتاب الله ولم يكن فيه سنة رسول
الله صلعم فانظر ما اجتمع عليه الناس
فخذ به فان جاءك ما ليس في كتاب الله
ولم يكن فيه سنة رسول الله صلعم
ولم يتكلم فيه احد قبلك فاختر اي
الامرين شئت ان شئت ان تجتهد
برائك ثم تقدم فتقدم وان شئت
ان تتاخر فتاخر ولا ارى التاخر
الا خيرا لك - وعن عبد الله بن مسعود
قال اتى علينا زمان لسنا نقضي ولسنا
هنالك وان الله قد قدر من الامر ان
قد بلغنا ما ترون فمن عرض له قضاء
بعد اليوم فليقض فيه بما في كتاب الله
عز وجل فان جاءه ما ليس في كتاب
الله فليقض بما قضى به رسول الله
صلى الله عليه وسلم فان جاءه ما ليس
في كتاب الله ولم يقض به رسول الله
صلى الله عليه وسلم فليقض بما قضى
به الصالحون ولا يقل اني اخاف واني
ارى فان الحرام بين والحلال بين وبين
ذلك امور مشتبهة فدع ما يريبك

نہ روک لے اور جو کتاب اللہ میں نہو اسمین حدیث
کے موافق فیصلہ کر اور اگر کوئی حدیث نہ ہو تو
پھر اتفاقی بات کو دیکھ جسپر اکثر لوگ متفق ہوئے
اسکو لے - اور اگر ایسی بات ہو جسمین کسی نے
کچھ نہ کہا ہو تو پھر خواہ اسکو اپنی رائے سے فیصلہ کر
خواہ اسمین ساکت رہ - اور سکوت تیرے حق
مین مفید اور بہتر ہے - اور ابن مسعود نے کہا کہ
پہلے ہم ایسے زمانہ مین تھے کبھی ہم کو فیصلہ کرنیکی
ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہم اسکے لائق تھے اب تقدیر
سے یہ وقت آپہنچا ہے جو تم دیکھتے ہو سو اب
جسکو کوئی مقدمہ پیش آوے وہ کتاب اللہ کے
موافق فیصلہ کرے اور جس امر کا حکم کتاب اللہ
مین نہو اسمین حدیث کے موافق فیصلہ کرے
اور اگر حدیث بھی نہ ملے تو پہلے صالحین کے
فیصلہ کے موافق کرے اور اپنی رائے و قیاس
سے کچھ نہ کہے - کیونکہ حرام ظاہر ہے اور حلال
بھی ظاہر ہے اور دونوں کے بیچ مین شبہ
کی چیزین ہین پس جسمین شبہ ہو اسے چھوڑ دے
اور جو بلا شبہ ہو اسے لے لے اور جب کوئی ابن
عباس سے مسئلہ پوچھتا تو اگر آپ وہ مسئلہ
قرآن مین پاتے تو بیان فرماتے اور اگر قرآن

وبالجملة لما مهد واالفقه على هذه القوا
فلم تكن مسئلة من المسايل التي تكلم
فيها من قبلهم والتي وقعت في زمانهم
الا وجدوا فيها حديثا مرفوعا متصلا
او مرسلا او موقوفا صحيحا اوحسنا او صالحا
للاعتبار او وجدوا اثرا من اثار الشيخين
او ساير الخلفاء او استنباطا من عموم
او ايماء او اقتضاء فيسر الله لهم العمل
بالسنة على هذا الوجه - وكان اعظمهم
شانا واوسعهم رواية واعرفهم
للحديث مرتبة واعمقهم فقها احمد
بن محمد بن حنبل واسحق بن راهوية -
وكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف
على جمع شيء كثير من الاحاديث والاثار
حتى سئل احمد يكفي للرجل مائة الف
حديث حتى يفتي قال لا حتى قيل خمس
ماية الف حديث قال ارجو كذا في غاية
المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل -
ثم انشاء الله تعالى قرنا اخر فراوا اصحابهم
قد كفوا مؤنة جمع الاحاديث وتمهيد
الفقه على اصولهم فتفرغوا الفنون اخرى

مواخذہ ہو سکتا ہے اور ہر کسی کا قول رد ہوسکتا ہے
حاصل یہہ کہ جب اونہون نے فقہ کو ایسے قواعد پر
بنایا تو ہر مسئلہ مین جو انسے پہلے یا انکے زمانہ مین کہا گیا
ہو کوئی حدیث مرفوع متصل یا موقوف صحیح یا حسن یا ضعیف
آسان ہوگیا - ان لوگون مین سے عظیم الشان و
کثیر الروایۃ اور بڑے محدث و فقیہ احمد بن حنبل و
اسحق بن راہویہ تھے -
اور اس طور فقہ بنانا بہت سی جمعیت احادیث و آثار
پر موقوف ہے - یہانتک کہ امام احمد بن حنبل سے کسینے
پوچھا کہ فتوی دینے کے لئے انسان کو ایک لاکھہ
حدیث کافی ہے ؟ آپنے فرمایا نہین ہے اخر کہا گیا
کہ پانچ لاکھہ حدیث کافی ہے - آپ بولے ہان امید
کرتا ہون - ایسا ہی غایۃ المنتہی (کتاب کا نام ہے)
مین بیان کیا ہے - اس سے آپکی مراد ان اصول و قواعد
کے موافق فتوی دینا ہے جنکا بیان اوپر ہو چکا ہے
ان کے بعد خدا تعالی نے اور (محدث)
لوگون کو پیدا کیا - اونہون نے دیکہا کہ ہمسے پہلے
محدثون نے حدیث کو جمع کردیا ہے اور قواعد المحدثین
کے موافق فقہ کی بنا بہی قایم کردی ہے تو انہون
نے اور علوم حدیث کے لئے فارغ ہوکر اہتمام کیا
جیسے حدیث صحیح کو جسپر اکابر المحدثین (امثال یزید

كتب الحديث الصحيح المجمع عليه بين
كبراء اهل الحديث كيزيد بن هارون
ويحيى بن سعيد القطان واحمد واسحق
ونظرائهم وجمع احاديث الفقه التي
بنى عليها فقهاء الامصار وعلماء
البلدان مذاهبهم والحكم على كل
حديث بما يستحقه والشاذة والفاذة
من الاحاديث التي لم يرووها
والطرق التي لم يخرجوا من جهتها الاوائل
مما فيه اتصال او علو سند او رواية
فقيه عن فقيه او حافظ عن حافظ ونحو
ذلك من المطالب العلمية - وهؤلاء هم
البخاري ومسلم وابو داؤد وعبد بن حميد
والدارمي وابن ماجة وابو يعلى والترمذي
والنسائي والدارقطني والحاكم والبيهقي
والخطيب والديلمي وابن عبد البر وامثالهم
وكان اوسعهم علما عندي وانفعهم
تصنيفا واشهرهم ذكرا رجال اربعة
متقاربون في العصر اولهم ابو عبد الله
البخاري وكان غرضه تجريد الاحاديث
الصحاح المستفيضة المتصلة من غيرها

بن ہارون ویحیی بن سعید واحمد بن حنبل واسحق
بن راہویہ) کا اتفاق ہو غیر سے علیحدہ وتمیز کرنا
اوران احکامی وفقہی احادیث کو جن پر مجتہدین
وفقہاے بلاد نے اپنے مذہب کی بنا قایم کی ہے
اکٹھا کرنا اور ہر ایک حدیث پر اسکے موافق حکم لگانا
اور شاذ ونادر حدیثون کو جنکو پہلون نے روایت
نہین کیا یا انکی خاص اسنادون سے تعرض نہین
کیا - اور انمین اتصال یا علو اسناد یا فقیہ کی فقیہ
سے یا حافظ الحدیث کی حافظ الحدیث سے روایت
پائی جاتی ہے یا ایسی ہی اور علمی مطالب انکو بیان
کرنا -

وہ لوگ یہہ ائمہ ہین بخاری - مسلم - ابوداؤد
عبد بن حمید - دارمی - ابن ماجہ - ابویعلی - ترمذی
نسائی - دارقطنی - حاکم - بیہقی - خطیب البغدادی
دیلمی - ابن عبد البر اوران کے امثال واقران
ان سب مین سے ہمارے خیال مین بڑے
وسیع العلم اور تصنیف سے خلایق کو نفع رسان اور
مشہور چار شخص ہین جو باہم قریب زمانہ تھے -
اول امام ابوعبداللہ **بخاری** ان کا مقصود
صحیح احادیث کو جو مشہور اور متصل اسانید ہین
اور اقسام سے چھانٹنا اور ان سے فقہ وسیرت

واستنباط الفقه والسيرة والتفسير منها فصنف جامع الصحيح ووفى بما شرط -

وبلغنا ان رجلا من الصالحين راى رسول الله صلعم في منامه وهو يقول مالك اشتغلت بفقه محمد بن ادريس وتركت كتابي قال يا رسول الله وما كتابك قال الصحيح البخاري ولعمري انه نال من الشهرة والقبول درجة لا ترام فوقها -

وثانيهم مسلم النيسابوري توخى تجريد الصحاح المجمع عليها بين المحدثين المتصلة المرفوعة مما يستنبط منه السنة واراد تقريبها الى الاذهان وتسهيل الاستنباط منها فرتب ترتيبا جيدا وجمع طرق كل حديث في موضع واحد ليتضح اختلاف المتون وتشعب الاسانيد اصرح ما يكون وجمع بين المختلفات فلم يدع لمن له معرفة لسان العرب عذرا في الاعراض عن السنة الى غيرها -

وتفسیر کو استنباط کرنا - پس اونہون نے اس مدعا کے لئے اپنی کتاب جامع صحیح (مشہور صحیح بخاری) بنائی اور آمین اپنی وہ شرط پوری کر دکہائی -

ہمکو خبر ملی ہے کہ ایک نیک آدمی نے آنحضرت کو خواب مین دیکہا تو آنحضرت نے فرمایا تجہی کیا ہوا ہے تو محمد بن ادریس (امام شافعی) کی فقہ سے مشغول ہے اور میری کتاب کو چہوڑ رہا ہے اُس نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آپکی کتاب کونسی ہی آپ نے فرمایا میری کتاب صحیح بخاری ہے - مجہی اپنی عمر (دینے والے) کی قسم ہے صحیح بخاری نے وہ شہرت وقبولیت پائی ہے جس سے فوقیت نامتصور ہے -

دوسرے (امام) مسلم نیشاپوری ہین اُنہون نے اتفاقی صحیح حدیثون کو (جو متصل ومرفوع ہین اور انسے احکام استنباط کئے جاتے ہین) چہانٹنے کا قصد کیا اور اس احادیث کا قریب الفہم کرنا اور انسے استنباط مسایل کا آسان کر دینا چاہا پس اپنی کتاب کو عمدہ ترتیب سے مرتب کیا اور ہر حدیث کی سبہی اسنادون کو ایک جگہ جمع کیا تاکہ اس سے متون احادیث کا اختلاف اور انکی سندون کا تعدد صاف طور پر معلوم ہو اور مختلف حدیثونکو باہم موافق کر دیا تاکہ جسکو محاورہ عرب سے واقفیت ہو اسکو حدیث سے دوسری طرف

وثالثهم ابو داؤد السجستاني وكان
همته جمع الاحاديث التي استدل بها
الفقهاء ودارت فيهم وبنى عليها الاحكام علماء
الامصار فصنف سننه وجمع فيها الصحيح
والحسن واللين والصالح للعمل قال
ابو داؤد ما ذكرت في كتابي حديثا
اجمع الناس على تركه وما كان منها
ضعيفا صرح بضعفه وما كان فيه
علة بينها بوجه يعرفه الخائض في
هذا الشان ـ
وترجم على كل حديث بما قد استنبط
منه عالم وذهب اليه ذاهب و
لذالك صرح الغزالي وغيره بان
كتابه كاف للمجتهد ـ
ورابعهم ابو عيسى الترمذي وكانه
استحسن طريقة الشيخين حيث بينا
وما ابهما وطريقة ابي داؤد حيث جمع
كل ما ذهب اليه ذاهب فجمع كلتا الطريقتين
وزاد عليهما بيان مذاهب الصحابة والتابعين

تیسرے (امام) **ابو داؤد السجستانی** انکا قصد
یہ تہا کہ ان احادیث کو جنسے فقہار نے استدلال کیا ہے
اور وہ انمین دایر وسایر ہین اور ان پر علما امصار
نے احکام کی بنا ڈالی ہے یکجا کر دین پس انہون
نے اپنی کتاب سنن (ابو داؤد) تصنیف کی اور
اسمین (ہر قسم کی حدیثین) صحیح حسن ضعیف
(جو عمل کے لایق ہو) جمع کر دین - اور ابو داؤد نے
کہا ہے کہ مینے اپنی کتاب مین ایسی حدیث کوئی
وارد نہین کی جسکے متروک العمل (وضعیف) ہونے
پر سبکا اتفاق ہو اور ان احادیث کو جو ضعیف
ہین ضعیف بتا دیا ہے اور جسمین کوئی علت قادح
صحت تہی اسکو ایسے طور سے بیان کر دیا ہے جسکو
اس فن مین غور کرنیوالے پہچانتے ہین - ہر حدیث
کا ترجمۃ الباب وہ مسئلہ مقرر کیا ہے جو کسی نے کسی نے
اس حدیث سے استنباط کیا ہے اور کسی نے کسی کا وہ مذہب ہے
اسی نظر سے امام غزالی نے فرمایا ہے کہ اسکی کتاب
مجتہد کے لئے کافی ہے -

چوتھے (امام) ابو عیسی **ترمذی** انہون نے
شیخین (امام بخاری و امام مسلم) کے طریق کو پسند
و اختیار کیا کہ جو کچہہ وارد کیا اسکا حال بیان کر دیا مبہم نچہوڑا اور طریق ابو داؤد کو بہی لیلیا کہ ہر مسئلہ اور ہر
حدیث کو جسکا کوئی قایل و متمسک ہوا ہی جمع کر دیا اس طرف پہ یہ طرہ بڑہا دیا کہ مذہب صحابہ و تابعین

وفقهاء الامصار فجمع كتابا جامعا واختصر طرق الحديث اختصارا لطيفا فذكر واحدا واومأ الى ما عداه وبين امر كل حديث من انه صحيح او حسن او ضعيف او منكر وبين وجه الضعف ليكون الطالب على بصيرة من امره فيعرف ما يصلح للاعتبار عما دونه وذكر انه مستفيض او غريب وذكر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار وسمى من يحتاج الى التسمية وكنى من يحتاج الى الكنية ولم يدع خفاء لمن هو من رجال العلم ولذلك يقال انه كاف للمجتهد مغن للمقلد۔

و مجتہدین کو بھی ذکر کر دیا۔ پس کتاب جامع ترمذی تصنیف کی اسمیں احادیث کی سندوں کو نہایت اختصار کیا ایک اسناد کو پورا بیان کر دیا باقی کو مختصر واشارۃً اور ہر حدیث کا حال بیان کر دیا کہ وہ صحیح ہے یا حسن یا ضعیف ہے یا منکر اور وجہ ضعف کو بھی ساتھ ہی بیان کر دیا تاکہ طالب حدیث کو بصیرت حاصل ہو اور وہ لائق اعتبار کو غیر لائق سے تمیز کرے اور جس راوی کے نام جاننے کی ضرورت تھی انکا نام بتا دیا اور جسکی کنیت جاننے کی حاجت تھی اسکی کنیت بتا دی اور کسی طرح کا خفا اہل علم کے لئے باقی نہ رہنے دیا اسی نظر سے اس کتاب کو حق میں کہا گیا ہے کہ وہ مجتہد کے لئے کافی ہے اور مقلد کے لئے تقلید غیر سے مغنی (بے پرواہ کرنیوالی)۔

وكان بازاء هؤلاء في عصر مالك وسفيان وبعدهم قوم لا يكرهون المسائل ولا يهابون الفتيا ويقولون على الفقه بناء الدين فلا بد من اشاعته ويهابون رواية حديث رسول الله صلعم والرفع اليه حتى قال الشعبي على من دون النبي صلعم احب الينا فان كان فيه زيادة او نقصان كان على من دون النبي صلى الله عليه وسلم

اور ان لوگوں کے مقابلہ میں امام مالک و سفیان کے زمانہ میں اور ان کے پیچھے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو (استنباط و اجتہادی) مسائل بتانے اور فتوی دینے سے نہ ڈرتے اور یہ خیال کرتے کہ دین کی بنا فقہ (و اجتہاد) پر ہے اسکی اشاعت ضرور چاہئے اور آنحضرت سے حدیث روایت کرنے سے ڈرتے شعبی کا قول ہے کہ آنحضرت سے ورے کسی اور کا قول بیان کرنا مجھے پسند ہے کیونکہ اسمیں کمی بیشی بھی ہو جائے تو اس اورے پر

وقال ابراهيم اقول قال عبد الله وقال علقمة
احب الينا - وكان ابن مسعود اذا حدث
عن رسول الله تربد وجهه وقال هكذا
او نحو هكذا او نحوه
وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار
الى الكوفة انكم تاتون الكوفة فتاتون
قوما لهم ازيز بالقرآن فياتونكم فيقولون
قدم اصحاب محمد قدم اصحاب محمد صلعم
فياتونكم فيسألونكم عن الحديث فاقلوا
الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال ابن عون كان الشعبي اذا جاءه شيء
اتقى وكان ابراهيم يقول ويقول اخرج
هذه الآثار الدارمي -
فوقع تدوين الحديث والفقه والمسائل من
حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك انه
لم يكن عندهم من الاحاديث والآثار ما يقدرون
به على استنباط الفقه على الاصول التي
اختارها اهل الحديث ولم تنشرح صدورهم
للنظر في اقوال علماء البلدان وجمعها و
البحث عنها واتهموا انفسهم في ذلك وكانوا اعتقدوا

ابراہیم کا قول ہے کہ مین جواب مسایل مین صرف
یہ کہدون کہ عبد اللہ نے یون کہا ہے تو مجھے بہت
پسند ہے - اور ابن مسعود جب حدیث آنحضرت سے
روایت کرتے آپکا چہرہ (کمی بیشی ہو جانیکے خوف
سے) متغیر ہو جاتا اور یہ کہتے کہ آنحضرت نے
ایسا فرمایا ہے یا مثل اسکے اور کچھ - حضرت عمر
نے جب ایک جماعت انصار کو کوفہ مین بھیجا تو
انکو فرمایا کہ تم کوفہ پہنچوگے تو لوگ تمہارا آنا
سنکر تمہارے پاس آوینگے اور آنحضرت کی حدیثین
پوچھینگے پس آنحضرت سے روایت حدیث*
کم کرنا - ابن عون نے کہا ہے جب شعبی کے
پاس کوئی سوال آتا تو وہ ڈر جاتے اور اگر
جواب دیتے یون کہتے کہ ابراہیم کا اسمین یہہ قول
ہے ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے
پس حدیث اور فقہ اور مسایل کی تصنیف
انکی حاجت کے مطابق ادہر طور سے ہوئی جسکا بیان
یہہ ہے کہ اُن کے پاس احادیث و آثار اس قدر
نہ تہے جس سے وہ اہلحدیث کے اصول پر استنباط
مسایل فقہ کر سکیں اور علماء کے اقوال مین نظر
اور بحث کرنی انہون نے پسند نہ کی اس امر مین

* یعنی سوچ سمجھ کر ٹھیک ٹھیک یاد ہوئی روایت کرنا - جو مونہہ مین آوے نہ کہدینا -

في ائمتهم انهم في الدرجة العليا من التحقيق
وكان قلوبهم اميل شئ الى اصحابهم كما
قال علقمة هل احد منهم اثبت من عبد الله
وقال ابو حنيفة ابراهيم افقه من سالم
ولولا فضل الصحبة لقلت علقمة افقه من
ابن عمر وكان عندهم من الفطانة و
الحدس وسرعة انتقال الذهن من شئ
الى شئ ما يقدرون به على تخريج جواب
المسائل على اقوال اصحابهم وكل
ميسر لما خلق له وكل حزب بما لديهم
فرحون - فمهدوا الفقه على قاعدة
التخريج وذلك ان يحفظ كل احد كتاب
من هو لسان اصحابه واعرفهم باقوال
القوم واصحهم نظرا في الترجيح فيتامل
في كل مسئلة وجه الحكم فكلما سئل
عن شئ او احتاج الى شئ راى فيما يحفظ
من تصريحات اصحابه فان وجد الجواب
فبها والا نظر الى عموم كلامهم فاجراه
على هذه الصورة او اشارة ضمنية

وہ اپنی نسبت بدگمان رہے اور اپنے آپ کو اس امر
کے لائق نہ سمجھے اور اپنے ائمہ کے حق میں یہ اعتقاد
رکھتے تھے کہ وہ بڑے عالی رتبہ تحقیق پر تھے
اور انکے دل انکی طرف بہت مائل تھے چنانچہ
علقمہ نے کہا ہے کہ کیا ابن مسعود سے کوئی زیادہ
مضبوط ہے۔ ایسا ہی ابو حنیفہ نے ابراہیم
اور علقمہ کے حق میں کہا ہے کہ وہ بڑے سمجھدار تھے *
اور ان میں سمجھداری تیزی طبع اور سرعت انتقال
ذہنی ایسی تھی کہ وہ اس سے اپنے اماموں
کے اقوال سے جواب مسائل نکال لیتے تھے پس
انہوں نے اصول فقہ تخریج بات سے بات نکالنے
کے طریق پر بنائی۔ تخریج کی صورت
یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کی جو اقوال و مذاہب
سے واقف ہو کتاب کو یاد کرتے اور ہر مسئلہ
میں حکم کی وجہ پر غور کرتے پس جب کسی کو کوئی مسئلہ پوچھا
تو اگر اس کتاب میں امام کا صریح قول پایا تو اسکو
جواب میں پڑھ سنایا۔ نہیں تو کسی قول کے
عموم کو دیکھا اس میں وہ مسئلہ داخل سمجھا تو اسپر
وہ حکم جاری کیا اور اگر اس قول میں کوئی اشارہ

* یہ تمثیل بنا بر تسلیم مشہور ہے اور در حقیقت یہ قول حضرت امام ابو حنیفہ سے بسند صحیح ثابت نہیں
(چنانچہ ہماری ضمیمہ اخبار سفیر ہند [illegible] میں اسکی پوری تفصیل ہو چکی ہے) اسی نظر سے ہم نے اس قول کا ترجمہ پورا نہیں کیا۔

لکلام فاستنبطوا منها وربما كان لبعض
الكلام ايماء او اقتضاء يفهم المقصود
وربما كان للمسئلة المصرح بها نظير
يحمل عليها وربما نظروا في علة الحكم
المصرح به بالتخريج او باليسر والحذف
فاداروا حكمه على غير المصرح به وربما
كان له كلامان لو اجتمعا على هيئة القياس
الاقتراني او الشرطي انتجا جواب المسئلة
وربما كان في كلامهم ما هو معلوم
بالمثال والقسمة غير معلوم بالحد الجامع
المانع فيرجعون الى اهل اللسان ويتكلفون
في تحصيل ذاتياته وترتيب حد جامع مانع له وضبط
مبهمه وتمييز مشكله وربما كان كلامهم
محتملا لوجهين فينظرون في ترجيح احد
المحتملين وربما يكون تقريب الدلائل
خفيا فيبينون ذلك وربما استدل بعض
المخرجين من فعل ائمتهم وسكوتهم
ونحو ذلك فهذا هو التخريج ويقال له القول
المخرج لفلان كذا ويقال على مذهب
فلان او على اصل فلان او على قول
فلان جواب المسئلة كذا وكذا ويقال

پایا تو اس سے مسئلہ نکال لیا اور بعض اقوال
میں کچھ اقتضاء و ایماء بھی پائی جاتی ہے جس سے
مطلب کا سمجھنا ممکن ہوتا ہے اور بعض مسائل
کی نظیر مل جاتی ہے جس پر وہ مسئلہ محمول ہو سکتا ہے
اور کبھی علماء ایک کسی صریح حکم سے علت نکالتے
ہیں اور اسپر اسکی نظیر کو قیاس کرتے ہیں۔ اور
بعض اماموں کے ایسے دو قول پائے جاتے ہیں
جنکو بطور قیاس اقترانی یا شرطی کے ملانے
سے جواب مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور کبھی مجتہد کی
کلام میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو بطور مثال
معلوم ہوتی ہیں انکی پوری حقیقت و تعریف
انکو نہیں ہوتی۔ پس اس مجتہد کے پیرو لوگ
ان باتوں کے معانی میں محاورہ اہل زبان
کی طرف رجوع کرکے اپنی طرف سے بہ تکلف
انکی حدیں و تعریفیں مقرر کرتے ہیں اور ان
مثالوں کو قواعد کلیہ بنا دیتے ہیں اور کبھی انکی
اقوال دو معنی کے محتمل ہوتے ہیں تو وہ لوگ
ایک معنی کو ترجیح دیتے ہیں کبھی ان کے دلائل
کا بیان و سیاق خفی ہوتا ہے تو وہ اسکو واضح
کر دیتے ہیں اور بعض اوقات تخریج کرنیوالے
اپنے اماموں کی فعل و سکوت سے کوئی بات نکال لیتے ہیں

فهؤلاء المجتهدون في المذهب ومعنى هذا الاجتهاد على هذا الأصل من قال من حفظ المبسوط كان مجتهدا أي وإن لم يكن له علم برواية أصلا ولا بحديث واحد فوقع التخريج في كل مذهب وكثر فأي مذهب كان أصحابه مشهورين وسد إليهم القضاء والإفتاء واشتهر تصانيفهم في الناس ودرسوا درسا ظاهرا انتشر في أقطار الأرض ولم يزل ينتشر كل حين وأي مذهب كان أصحابه خاملين ولم يولوا القضاء والإفتاء ولم يرغب فيهم الناس اندرس بعد حين۔

تخریج اس فعل کا نام ہے اور اسباب کو جو نکالی جاتی ہے تو اس کو مخرج (نکالی ہوئی بات) کہا جاتا ہے اور اسکو یوں بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بات فلانے مجتہد کے مذہب یا قول یا اصول پر نکالی ہوئی ہے اور ان لوگوں کو جو ایسی بات نکالتے ہیں مجتہد فی المذہب کہا جاتا ہے اسی طور پر اجتہاد کرنا اس شخص کے قول میں مراد ہے جس نے کہا ہے کہ جس نے مبسوط یاد کر لی وہ مجتہد ہے یعنی اگرچہ اسکو ایک روایت حدیث کا بھی علم نہ ہو اس طور کی تخریج سب مذاہب میں ہو چکی ہے پس جن مذہب کے لوگ مشہور ہوئے اور قضا و فتوی ان کے سپرد ہوئے اور انکی تصنیفات لوگوں میں مشہور ہوئیں وہ مذاہب اطراف زمین میں پھیل گئے اور جس مذہب کے لوگ گوشہ نشین و گمنام ہوئے نہ کبھی منصب قاضی ہوئے نہ مفتی بنے اور نہ لوگ ان کی طرف راغب ہوئے وہ مذاہب ایک زمانہ کے بعد بے نشان ہو گئے۔

* یہ بھی ایک اصطلاح ہے اور جو ابن کمال پاشا نے مجتہدین کے سات طبقے ٹھہرائے ہیں اور ائمہ مجتہدین فی الشرع کو دوسرے طبقہ میں اور اہل تخریج کو چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے اور ہر ایک طبقہ کا منصب بیان کیا ہے وہ خاص اسکی اصطلاح ہے جس میں کوئی اسکا سلف نہیں اور اسکا پیرو اہل ہی علامہ ہارون حنفی نے کتاب ناظورۃ الحق میں ابن کمال پاشا کا پورا تعقب کیا ہے اور اسکی کلام کو نقل کرکے صاف فرما دیا ہے ہو بعید عن الصحۃ بمراحل فضلا عن ان یکون مستند الحکمات باردۃ وخیالات فارغۃ الخ - اور ہمارے زمانہ کے محقق حنفی مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے بھی اپنی بعض رسائل میں علامہ ہارون کا توافق کیا ہے اور ابن کمال پاشا کی تقسیم و تجویز کو رد کر دیا ہے — اڈیٹر

پھر چوتھی صدی کی پہلی اور پچھلی لوگوں کی بیان حالات میں فرمایا ہے۔ جان لے کہ

باب حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة وبعدها
اعلم ان الناس كانوا قبل المائة الرابعة
غير مجمعين على التقليد الخالص لمذهب
واحد بعينه۔ قال ابو طالب المكي في
قوت القلوب ان الكتب والمجموعات
محدثة والقول بمقالات الناس والفتيا
بمذهب الواحد من الناس واتخاذ قوله
والحكاية له من كل شيء والتفقه على
مذهبه لم يكن الناس قديما على ذلك
في القرنين الاول والثاني انتهى۔ اقول
وبعد القرنين حدث فيهم شيء من التخريج
غير ان اهل المائة الرابعة لم يكونوا
مجتمعين على التقليد الخالص على مذهب
واحد والتفقه له والحكاية لقوله كما
يظهر من التتبع بل كان فيهم العلماء
والعامة۔ وكان من خبر العامة انهم
كانوا في المسائل الاجماعية التي لا اختلاف
فيها بين المسلمين او جمهور المجتهدين
لا يقلدون الا صاحب الشرع وكانوا
يتعلمون صفة الوضوء والغسل والصلاة

چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید
محض پر متفق نہ تھے ابو طالب مکی نے (کتاب)
قوت القلوب میں کہا ہے کہ کتابیں اور تالیفات
سب بعد کو نکلی ہیں اور لوگوں کے اقوال سے قائل ہونا
اور ایک شخص کے مذہب پر فتوی دینا اور ہر امر میں
اسی کے قول کو تمام رکھنا اور نقل کرنا اور اسی کے
مذہب پر اجتہاد کرنا اسپر قدیمی لوگ پہلے اور دوسرے
زمانے کے نہ تھے۔ میں (مصنف حجۃ اللہ) کہتا ہوں
کہ ان زمانوں کے بعد کچھ کچھ تخریج شروع ہوئی۔ پھر
چوتھی صدی کے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض
اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرنے اور اسی کی کلام
کو نقل کرنے پر نہ تھے چنانچہ انکے حالات ٹٹولنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ ان میں دو قسم کے لوگ تھے
(خاص) علما اور (عام) عام لوگ عام لوگوں کا تو یہ
حال تھا کہ وہ ان مسائل اتفاقیہ میں (جنمیں تمام مسلمانوں
یا جمہور مجتہدوں کا اختلاف نہیں) تو بجز صاحب شریعت
(آنحضرت صلعم) کسی کی تقلید نہ کرتے وہ وضو
و غسل و نماز و زکوۃ وغیرہ اپنے بزرگوں یا استادوں
سے سیکھتے اور اسپر چلتے۔ اور جب انکو کوئی (اور)
واقعہ پیش آتا تو اسمیں جس مفتی کو پاتے فتوی پوچھ

والزکوة ونحو ذلك من آبائهم أو معلمي
بلدانهم فيمشون حسب ذلك وإذا وقعت
لهم واقعة استفتوا فيها أي مفتٍ وجدوا
من غير تعيين مذهب وكان من خبر
الخاصة أنه كان أهل الحديث منهم
يشتغلون بالحديث فيخلص إليهم من
أحاديث النبي صلعم وآثار الصحابة ما لا
يحتاجون معه إلى شيء آخر في المسألة من حديث
مستفيض أو صحيح قد عمل به بعض الفقهاء
ولا عذر لتارك العمل به أو أقوال متظاهرة
لجمهور الصحابة والتابعين مما لا يحسن
مخالفتها فإن لم يجد في المسألة ما يطمئن
به قلبه لتعارض النقل وعدم وضوح
الترجيح ونحو ذلك رجع إلى كلام بعض
من مضى من الفقهاء فإن وجد قولين
اختار أوثقهما سواء كان من أهل المدينة
أو من أهل الكوفة۔ وكان أهل التخريج
منهم يخرجون فيما لا يجدونه مصرحا
ويجتهدون في المذهب وكان هؤلاء

لیتے بجز اسکے کہ کوئی مذہب خاص معین کرتے
اور **خاص** علماء کا یہہ حال تہا کہ اہل الحدیث
تو حدیث سے مشغول رہتے۔ پس انکو احادیث نبویہ
وآثار صحابہ اس قدر پہنچ جاتے جنکے ہوتے وہ کسی
مسئلہ میں کسی اور قول واجتہاد وبات کے محتاج
نہ ہوتے یا انکو اقوال جمہور صحابہ وتابعین ایسے
کے ہوتے کہ جنکی مخالفت پسندیدہ نہو پہنچ جاتے اور اگر
کسی مسئلہ میں ایسی حدیث یا اثر نہ ملتے تو بعض مجتہدین
سابقین کے اقوال کیطرف مراجعت فرماتے۔ اور
اگر اقوال مجتہدین میں بہی اختلاف پاتے تو جس
جس قول کو زیادہ مضبوط سمجہتے عمل میں لاتے۔ اہل مدینہ
کا ہو خواہ کوفہ کا اور اہل **تخریج** روایات سے بات کالنے
والے جنہوں اس مسئلہ میں مجتہدین کا صریح قول نہ پاتے
اسکو انکے اقوال واشارات سے بحسب تفصیل بیان)
نکال لیتے اور مذہب میں اجتہاد کرتے۔ یہہ لوگ
اسی زمانہ میں جنکے اقوال سے تخریج مسائل کرتے انہیں
کیطرف منسوب ہوجاتے ہیں کسی کو شافعی کہا جاتا ہے
کسی کو حنفی۔ اور اہلحدیث بہی کبہی کسی مذہب کیطرف
کثرت توافق رای کے سبب سے* منسوب کر جاتے ہیں

* یعنی انکو مقلد ہونیکے سبب۔ اسبات کو وہ لوگ خود سے ملاحظہ کریں کہ جو بعض محدثین (امثال امام بخاری) کو امام شافعی کی طرف منسوب ہونسے انکو مقلد سمجہتے ہیں۔

ينتسبون الى مذاهب اصحابهم فيقال
فلان شافعي وفلان حنفي وكان صاحب
الحديث ايضا قد ينتسب الى احد المذاهب
لكثرة موافقته له كالنسائي والبيهقي
ينسبان الى الشافعي فكان لا يتولى القضاء
والافتاء الا مجتهد ولا يسمى الفقيه الا مجتهدا
ثم بعد هذه القرون كان ناس آخرون
ذهبوا يمينا وشمالا وحدث فيهم امور
منها الجدل والخلاف في علم الفقه وتفصيله
على ما ذكره الغزالي انه لما انقرض عهد الخلفاء
الراشدين المهديين افضت الخلافة الى
قوم تولوها بغير استحقاق ولا استقلال
بعلم الفتاوى والاحكام فاضطروا الى
الاستعانة بالفقهاء والى استصحابهم
في جميع احوالهم وقد كان بقي من العلماء
من هو مستمر على الطراز الاول وملازم
صفو الدين فكانوا اذا طلبوهم هربوا
واعرضوا فرأى اهل تلك الاعصار
عز العلماء واقبال الائمة عليهم مع
اعراضهم فاشرأبوا لطلب العلم توصلا
الى نيل العز ودرك الجاه فاصبح الفقهاء

چنانچہ نسائی اور بیہقی امام شافعی کیطرف منسوب تھے
اسوقت قاضی ومفتی بجز مجتہد کوئی نہ ہوتا اور نہ
غیر مجتہد کوئی فقیہ کہلاتا - ان زمانوں کے بعد ایسے
لوگ ہوئے جو اپنی باہیں چل نکلے اور انمیں کئی امر پیدا
ہو گئے -

ازانجملہ علم فقہ میں جھگڑا اور اختلاف اسکی
تفصیل یہ ہے جو امام غزالی نے بیان کی ہے کہ جب خلفا
راشدین کا زمانہ گذر گیا اور خلافت ایسے لوگوں
تک پہنچی جو بلا استحقاق خلافت خلیفہ بنگئے - اور وہ علم
فتاوی واحکام سے واقف نہ تھے اسلئے وہ فقہا کو
اپنے پاس رکھنے کے محتاج ہوئے - اور علما میں بعض
تو ایسے تھے کہ وہ قدیمی طریق پر [illegible]
ثابت تھے اور خالص دین کے ملازم - انکو جب
وہ بادشاہ طلب کرتے وہ ان سے بھاگتے
اسوقت کے لوگوں نے جب دیکھا کہ علماء کی
بڑی عزت ہے - اور بادشاہ ان کے طالب ہیں
تو وہ علم کے طالب ہوئے جسمیں وہ دنیاوی عزت
وجاہ کے طالب تھے - پھر تو علماء مطلوب ہونے
کے بعد طالب ہوئے اور معزز ہوکر ذلیل ہونے
لگے - بجز ان لوگوں کے جو خدا کی توفیق سے
بچ رہے -

بعد ان کانوا مطلوبین طالبین وبعد
ان کانوا اعزة بالاعراض عن السلاطین
اذلة بالاقبال علیهم الا من وفقه
الله وقد کان من قبلهم قد صنف
ناس فی علم الکلام واکثروا القال والقیل
والایراد والجواب وتمهید طریق الجدل
فوقع ذلك منهم بموقع من قبل ان کان
من الصدور والملوك من مالت نفسه
الی المناظرة فی الفقه وبیان الاولی
من مذهب الشافعی ابو حنیفة فترك
الناس الکلام وفنون العلم واقبلوا علی
المسائل الخلافیة بین الشافعی وابی حنیفة
رح علی الخصوص وتساهلوا فی الخلاف
مع مالك وسفیان واحمد بن حنبل
وغیرهم وزعموا ان غرضهم استنباط
دقائق الشرع وتقریر علل المذهب وتمهید
اصول الفتاوی واکثروا التصانیف و
الاستنباطات ورتبوا فیها انواع المجادلات والتصنیفات
وهم مستمرون علیه الی الآن ولسنا ندری
ما الذی قدر الله فیما بعدنا من الاعصار انتهی

اُن سے پہلے لوگون نے علم کلام مین تصنیفین
کی تہین اور اسا ب مین بہت قیل وقال وجواب
وسوال و طریق بحث وجدال لکہہ گئے تہے ۔
پچہلون کے کام آئے اونہون نے جب دیکہا
کہ بعض سلاطین کو فقہ مین مناظرہ دیکہنے کا شوق
ہے اور مذہب حنفی وشافعی مین سے ایک کو دوسرے
پر ترجیح کی طرف توجہ ہے تو اونہون نے وہ مباحث
کلامی وعلمی چہوڑ دیے اور اس قسم کے مباحثہ
ان مسائل فقہی مین شروع کردی جنہین امام
ابوحنیفہ وامام شافعی کا باہم اختلاف تہا اور
جن مسائل مین امام مالک وسفیان واحمد
بن حنبل مین اختلاف تہا انسے تعرض نکیا ان
جہگڑون سے اونہون نے دقائق شرع کا استنباط
اور مذہب کے دلائل وعلل کی تقریر اور اصول
وفتاوی کی تمہید مقصود ٹہرایا ہے اسمین بہت
تصنیفین کین اور استنباط عمل مین لائے اور طرح
طرح کے جہگڑے مرتب کیے وہ اسی طریق پر ابتک
چلے آتے ہین ۔ کل کی خبر نہین خدا نے کیا
ٹہرا رکہا ہے ۔ امام غزالی کا کلام تمام
ہوا ۔

(باقی آیندہ)

نمبر اول جلد دوم

ضمیمۂ اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

(بقیہ جزو دوم مقدمہ جسمیں بعض شبہات مانعہ عمل اہلحدیث کا جواب ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور حافظ ابن القیم نے کتاب اعلام الموقعین میں فرمایا ہے صحابہ کو

كان الصحابة اذا بلغهم الحديث
عن النبي صلعم وحدثهم بعضهم
بعضا بادروا الى العمل به من
غير توقف ولا بحث ولا يقول احد
منهم قط هل عمل بهذا فلان
وفلان ولو راوا من يقول ذلك
لانكروا عليه اشد الانكار و
كذلك التابعون وهذا معلوم
بالضرورة لمن له ادنى خبرة
بحال القوم وسيرتهم وطول
العهد بالسنة وبعد الزمان وعتقها
لا يسوغ ترك العمل بها والاخذ بغيرها

جب کوئی حدیث پہونچتی اور ایک دوسرے
کو وہ حدیث سناتا تو وہ بلا توقف بلا
کرید حدیث پر عمل کرتے اور کوئی انمیں سے
یہ نہ کہتا کہ اسپر فلان فلان اکابر نے
عمل کیا ہے یا نہیں اور اگر کسی کو ایسا
کرتے دیکھتے تو اسپر سخت انکار کرتے ۔
ایسا ہی تابعین کرتے اور یہہ امر بالبداہت
معلوم ہے جسکو احوال و سیرت قوم
سے کچھ بھی خبر ہے ۔ اور سنت
کے زمانہ کا دور دراز ہوجانا اور اسکا
پرانا ہوجانا اسکے عمل کو ترک کرنے
اور اسکے سواے اور چیزوں کے

ولو كانت سنن النبي صلعم لا يسع
العمل بها بعده حتى يعمل بها
فلان وفلان لكان قول فلان
وفلان عيارا على السنن ومزيلا لها
وشرطا في العمل بها وهذا من ابطل
الباطل وقد اقام الله سبحانه و
تعالى الحجة برسوله دون احاد
الامة وقد امر [illegible] صلعم بتبليغ
سنته [illegible] العمل بها فلو كان
من بلغته لا يعمل بها حتى يعمل بها
الامام فلان والامام فلان لم يكن
[illegible] لتبليغها فائدة وحصل الاكتفاء
[illegible] وفلان

ے لیے کہ جائز نہیں کر دیا ہے [illegible]
آنحضرت کی سنتوں پر [illegible]
[illegible] کے عمل [illegible] فلان
فلان امیر عمل [illegible] فلان
کے اقوال [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

ان [illegible] [illegible]

[illegible]

دوم کے عامی کرتے رہے ہیں۔

اس تعامل علماء اول و دوم کے مقابلہ میں کسی (امام یا عالم) متاخر کے قول [illegible] کی بھی وقعت نہیں کہ اسکی طرف ذرہ بھی التفات کیجاوے اور اسکا نقل کرکے اسکا جواب دیا جاوے۔ اس تعامل کا اگر جواب ہے تو یہی ہے کہ اسی قسم کی شہادت [illegible] سے کوئی یہ ثابت کر دکھاوے کہ صدر اول و دوم کے عام لوگ جو مجتہد نہ تھے ظاہر حدیث پر بلا واسطہ مجتہدین عمل نہ کرتے اور اگر کوئی ایسا کرتا تو اسپر صحابہ و تابعین انکار [illegible] ہوتا تھا اور اس امر کا اثبات سہل نہیں مگر چونکہ بعض لوگ [illegible] دلائل [illegible] واقف نہیں وہ مجرد اقوال علماء کو مخالف دلائل شرعیہ (قرآن و حدیث) دلیل شرعی سمجھتے ہیں اور جبتک [illegible] اقوال کا جواب اسی قسم کے اقوال سے نہ دیا جاوے [illegible] دلائل نہیں کرتے اس تعامل کے مقابلہ میں عمل بالحدیث کی [illegible] بعض اقوال علماء سے استدلال کرتے ہیں۔ لہذا ہم بھی [illegible] ان اقوال کو نقل کرکے انکا جواب دیتے ہیں۔

از انجملہ ایک قول امام ابو یوسف [illegible] منقول ہے کہ عامی کو ظاہر حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں ہے [illegible] کا اتباع و اقتدا واجب ہے [illegible] کیا گیا ہے۔ دوسرا قول بعض متاخرین کا جو کتب اصول میں کہا ہے کہ مجتہد مطلق (جو [illegible]) [illegible] کسی مسئلہ میں کسی کا مقلد ہو کے سوا ہر کسی کو (عالم کیوں نہو) مجتہد مطلق کی تقلید واجب ہے۔ اسکا مطلب بعض لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ اسکو ظاہر قرآن و حدیث پر بھی بلا تقلید مجتہد عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ اور بعض لوگوں نے یہ بات [illegible] طور پر بھی کہدی ہے۔

پہلے قول کا جواب تو یہ ہے کہ [illegible] عامی سے ایسا جاہل آدمی

مراد لیتے ہیں جو حدیث کی معنی و مراد نہ سمجھتا ہو ایسے شخص کو ہم بھی عمل بالحدیث کی اجازت نہیں دیتے۔ جو شخص نہ عربی زبان جانتا ہو نہ کسی دوسری زبان میں اسکا مطلب سمجھتا ہو وہ حدیث پر عمل کیا کریگا۔

دوسرے قول کا جواب یہ ہے کہ اس قول میں ان مسائل سے جنمیں مجتہد مطلق کی تقلید کو واجب ٹھہرایا گیا ہے مسائل اجتہادی مراد ہیں نہ مسائل منصوص جو نصوص قطعی قرآن و حدیث سے ثابت ہیں، چنانچہ اس قول کے شارحین نے بوضاحت بیان کر دیا ہے پھر اس قول سے غیر مجتہد کے لئے ظاہر نصوص قرآن و حدیث پر عمل و استدلال کرنے کی ممانعت نکلی۔

جو لوگ اس قول سے ظاہر نصوص قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی ممانعت سمجھ کر ہیں وہ عمل ظواہر نصوص کو اجتہاد میں داخل کرتے ہیں۔ اور بنا علیہ وہ اس امر کو غیر مجتہد کے لئے ناجائز سمجھتے ہیں

جسکا جواب یہ ہے کہ اولاً ظواہر نصوص پر عمل و استدلال از قسم اجتہاد نہیں قطعیات سے ہیں اور اجتہاد صرف ظنیات میں ہوتا ہے

اور اگر بفرض محال مان لیا جاوے کہ عمل بالحدیث اجتہاد ہے تو یہ مجتہد مطلق کے سوائے اور علماء کے لئے اسکی ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اور بالاتفاق جمہور علما جائز ہے کہ ایک شخص بعض مسائل میں مقلد ہو بعض میں مجتہد۔ جسکو مسئلہ تجزی اجتہاد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ان جوابات میں ہمنے چار دعوے کئے ہیں۔ اول یہ کہ امام نووی کے قول میں عامی سے جاہل مراد ہے دوم یہ کہ بعض متاخرین کے قول [illegible] تقلید کو واجب کیا گیا ہے مسائل اجتہادی [illegible] حدیث و قرآن سے استدلال اجتہاد نہیں [illegible]

پہلا رسم یہہ کہ اجتہاد میں تجزی جائز ہے و بناء علیہ غیر مجتہد کا بعض مسائل میں اجتہاد کرنا درست ہے۔

پھر ان دعاوی اربعہ کے دعوی سوم کو تو ہم اتحاد شاملعول واقوال سے ثابت کر چکے ہیں کہ اسمیں کسیکو جائے تنگ اعتراض نہیں ہے باقی تینوں دعاوی کے ثبوت میں اقوال منقول پیش کیے جاتے ہیں جو دلائل اصولی پر مشتمل ہیں۔

خزانۃ الروایات کی فصل بیان کیفیت اجتہاد و بعض مسائل تقلید و جواز عمل بقرآن و حدیث بلا عمل بمذہب غیر میں کہا ہے کہ

قال فی خزانۃ الروایات فی فصل کیفیۃ الاجتہاد و بعض مسائل التقلید والفتوی وجواز العمل علی غیر مذہب وفی دستور السالکین فان قیل لو کان المقلد غیر المجتہد عالما مستدلا یعرف قواعد الاصول ومعانی النصوص والاخبار هل یجوز له ان یعمل علیها وکیف یجوز لانه قد قال لا یجوز لغیر المجتهد ان یعمل الا علی روایات مذهبه وفتاوی امامه ولا یشتغل بمعانی النصوص والاخبار والعمل علیها کالعامی قیل هذا فی العامی الصرف والجاهل الذی لا یعرف معنی

دستور السالکین میں بیان کیا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ اگر مقلد ایسا ہو کہ وہ مجتہد تو نہیں ہے پر وہ عالم ہے دلیل سے تمسک کر سکتا ہے۔ قواعد اصول پہچانتا ہے۔ معانی قرآن و حدیث جانتا ہے ایسے شخص کو کیا قرآن و حدیث پر عمل کرنا جائز ہے تو کیونکر ہے جبکہ یہہ بھی کہا گیا ہے کہ جو مجتہد نہو اسکو اپنے مذہب کی روایات اور اپنے امام کے فتووں کے سوائے اور چیز پر عمل کرنا۔ اور قرآن و حدیث کے معانی سے شغل رکھنا اور اسپر عمل کرنا جائز نہیں جیسے کہ عامی (جاہل) کو یہہ امر جائز نہیں اس سوال کے جواب میں علمائے کہا ہے کہ یہہ عدم جواز اس استدلال قرآن و حدیث ایسے عامی کے حق میں ہے جو بالکل

النصوص والاحاديث وتاويلاتها
اما العالم الذي يعرف معنى
النصوص والاخبار وهو من
اهل الدراية وثبت عنده صحتها
من المحدثين او من كتبهم الموثوقة
المشهورة المتداولة فيجب [illegible] ان
يعمل عليها [illegible]
[illegible] فقه
[illegible] واصحابه وقول
صاحب الهداية في روضة العلماء
[illegible] وليس في فصل الصحابة
[illegible] اقلت قولا
[illegible] قال اتركوا قولي
بكتاب الله فقيل اذا كان تفسير
الرسول يخالفه قال اتركوا قولي
بخبر الرسول فقيل اذا كان قول
الصحابة يخالفه قال اتركوا قولي
بقول الصحابة وفي [illegible]

[illegible] موافق ہو تو کیا [illegible]
[illegible] پہر کہا گیا اگر [illegible]

محقق ہے جو قرآن وحدیث کے معنی [illegible]
[illegible] نہ جانے اور جو سمجھ [illegible]
قرآن وحدیث کے معنی اور [illegible]
اور اسکو حدیث کی صحت محدثین [illegible]
معتبر کتابوں سے ثابت ہو جائے تو
اسکو حدیث پر عمل کرنا چاہیے اگرچہ
وہ حدیث اسکے پہلے مذہب [illegible]
ہو اسکے موید امام ابو حنیفہ وامام [illegible]
وامام شافعی رحمہم اللہ تعالی [illegible]
انکے شاگردوں کے اقوال ہیں [illegible]
ہدایہ کا وہ قول جو کتاب روضۃ العلما
میں (جو امام زندویستی کی تصنیف
فضیلت صحابہ کے بیان میں منقول ہے
کہ امام ابو حنیفہ سے کسی نے کہا کہ جب
آپ ایک بات فرماویں اور قرآن [illegible]
اسکا خلاف ہو تو کیا کیا جاوے آپنے فرمایا
دیا میرے قول کو کتاب اللہ کے مقابلہ میں
چھوڑ دو پہر کہا گیا کہ جب حدیث نبوی
[illegible] دیا میرے قول کو حدیث کے سامنے
[illegible] سکے مخالف ہو فرمایا میرے قول کو قول
[illegible] امثال [illegible] کہ بیہقی

البیہقی فی السنن عند کلام مر علی
[illegible] انہ قال قال الشافعی اذا
[illegible] وکان عن النبی صلعم خلاف
قولی فما یصح من حدیث النبی صلعم
[illegible] فلا تقلدونی ونقل امام
الحرمین فی نہایتہ عن الشافعی انہ
قال اذا صح خبر یخالف مذہبی
فاتبعوہ واعلموا انہ مذہبی و
قد صح فی منصوصاتہ انہ قال اذا
بلغکم عنی مذہب وصح عندکم خبر
علی مخالفتہ فاعلموا ان مذہبی
موجب الخبر وروی الخطیب
باسنادہ الی الدارمی من الشافعیۃ
کان یستفتی فربما یفتی بغیر مذہب
الشافعی وابو حنیفۃ فیقال ہذا
یخالف قولہما فیقول ویلکم حدث
فلان عن فلان عن النبی صلعم

[illegible] نے اپنی سنن [illegible] کلام [illegible]
قرآن کی نسبت [illegible]
روایت کیا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا
جب مین کوئی بات کہوں اور اس [illegible]
مین آنحضرت سے میرے قول کا خلاف
ثابت ہو تو آنحضرت ہی کا قول لائق
اخذ ہے [illegible] تقلید مت کرو۔
امام الحرمین نے اپنی کتاب
نہایۃ مین نقل کیا ہے [illegible] شافعی نے
فرمایا ہے کہ جب کوئی حدیث میرے
مذہب کے مخالف صحت کو پہنچے تو تم
جان لو کہ میرا [illegible] مذہب ہے [illegible] امام
شافعی کے ملفوظات مین یہ بھی ثابت
ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب تمہین
کسی مسئلہ مین میرا مذہب معلوم ہو اور
حدیث نبوی اسکے خلاف صحت کو
پہنچے تو میرا [illegible]

مضمون ہے خطیب بغدادی نے دارمی سے [illegible] امام
[illegible] نقل کیا ہے کہ لوگ اپنے مسائل پوچھتے تو [illegible] حنیفہ
دونوں کے مخالف فتوی دیتے [illegible]
[illegible]

هذا ... وَالاخذ بالحديث
... لي من ... بقولهما اذا خالفا
وكذا يؤيد ما ذكره في الهداية في
مسئلة ... المحتجم ولو احتجم
فظن ... ان ذلك يفطره ثم اكل متعمدا
عليه القضاء والكفارة ... الظن ما
استند الى دليل ... اذا
او ... الفتوى
... حقه ولو بلغه
حديث واعتمده فكذا الشعند
محمد ... رسول الله صلعم
لمفتى

راوی نے روایت کی
دنیا اور اماموں کے ...
سے بہتر ہے۔ ایسا ...
موید ہدایہ کے ... ونے
کے باب مین کہا ہے کہ اگر کوئی سینگی لگوائے
پھر (اپنے ہی خیال سے) سمجھ لے کہ میرا
روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر کچھ قصداً کھالے تو
تو اسپر روزہ کی قضا اور کفارہ لازم ہے
یہہ اس لئے کہ اسکا یہہ خیال کوئی شرعی سند
نہین رکھتا ہان اگر اسکو کوئی مجتہد یہہ
فتوے دے تو اس صورت مین اسپر
کفارہ نہین کیونکہ مجتہد کا فتوے اُسکے لئے
ایک سند ہے۔ ایسا ہی اگر اسکو حدیث پہونچی اور وہ اسپر اعتماد کرے تو بہی امام محمد کے
نزدیک اسپر کفارہ نہین ہے کیونکہ انحضرت کا قول مفتی کے قول سے کمتر نہین ہے۔

+ وہ حدیث یہہ ہے افطر الحاجم والمحجوم یعنی سینگی لگانیوالے اور لگوانیوالے دونون نے روزہ افطار
کیا ہے جسکا اصل مطلب یہہ ہے کہ ... افطار اور اسکے قریب ہوگیا لگانیوالا
اسطرح کہ سینگی لگا ... دے اور کچھ اُسکے اندر چلا جاوے۔ لگوانے
والیکا اسطرح کہ اسکو ... ہوجاوے جس سے اُسکا روزہ کہلوانا پڑے۔
شخص اس مطلب کو سمجھے ... اس حدیث کے ظاہری معنے سمجھ لے کہ دونون کا
... مگر ... امام ... کفارہ